دردِ ستم دردِ جاناں

از قلم فرواخالد

ہر طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی جب وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ کمرے کا دروازہ اندر سے لاک کرتے اس کا رخ بیڈ پر نیم دراز وجود کی جانب تھا۔۔ جو اس وقت گہری نیند میں تھی۔۔۔ بنا کسی گرم شے کے وہ بیڈ کے ایک کنارے پر سکڑی سمٹی لیٹی ہوئی تھی۔۔

آنکھوں پر بازو رکھے وہ اپنے چہرے کو آدھے سے زیادہ چھپائے ہوئے تھی۔۔۔ اس کے گداز لب ہلکے سے وا تھے۔۔۔ مقابل کی

سرد نگاہیں بہت غور سے اس کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔زرا سا فاصلہ قائم کرتا وہ اس کے قریب بیڈ پر آن بیٹھا تھا۔۔۔وہ ٹھنڈ سے بالکل سکڑی ہوئی تھی۔۔۔اس کی نیند اتنی گہری نہیں ہوتی تھی کہ ارد گرد کے ماحول سے بالکل ہی ہٹ جائے۔۔۔

اس نے دھیرے سے اس کا بازو چہرے سے ہٹا کے تکیے پر رکھا تھا۔۔ جس کے ساتھ ہی اس کا حسین چہرا اب اس شخص کے بالکل سامنے تھا۔۔۔وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سوئی تھی۔۔

خود پر محسوس ہوتی گرم نگاہوں کی تپش محسوس کرتے وہ دھیرے سے کسمسائی تھی۔۔ نتھنوں سے ٹکراتی خوشبو اور کسی کی قربت کے

احساس سے آنکھیں موندے ہونے کے باوجود اس کے چہرے پر خوف کے سائے لہرائے تھے۔۔۔اور اگلے ہی پل اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔۔اپنے اوپر جھکے کسی شخص کو دیکھ اس کی آنکھیں خوف کے عالم میں ناقابلِ یقین حد تک پھیل گئی تھیں۔۔۔

اس کا سائیڈ لیمپ آف کر دیا گیا تھا۔۔۔اندھیرے میں وہ اس شخص کو دیکھ نہیں پا رہی تھی۔۔

لبوں سے چیخ برآمد ہونے ہی والی تھی مگر مقابل نے بروقت اس کے لبوں پر ہاتھ رکھتے اس کی چیخ کا گلا گھونٹ دیا تھا۔۔۔خوف کے عالم میں اس کی رنگت بالکل زرد پڑ چکی تھی۔۔۔وہ وہاں سے اٹھ کر

بھاگنا چاہتی تھی۔۔ مگر وہ شخص اس پر پوری طرح سے چھایا اسے بے بس کر گیا تھا۔۔۔

"اگر زرا سی بھی آواز نکالی تو یہیں مار کر پھینک جاؤں گا۔۔۔"

اس کا نفرت میں ڈوبا انتہائی سنگین لہجہ شہوار کی سماعتوں سے ٹکراتا اسے مزید خوفزدہ کر گیا تھا۔۔۔ اس کی دونوں کلائیاں وہ شخص اپنی گرفت میں قید کرتا تکیے سے لگا چکا تھا۔۔۔ یہ سرد برفیلا لہجہ اس کی دھڑکنے ساکت کر گیا تھا۔۔۔

شہوار کی آنکھوں میں خوف کے ساتھ ساتھ نفرت ہلکورے لینے لگی تھی۔۔۔وہ اب یہاں بھی محفوظ نہیں تھی۔۔۔اسے اب اپنا ٹھکانہ کہیں اور ڈھونڈنا تھا۔۔۔

اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔مگر اپنے پورے وجود پر اس شخص کی محسوس ہوتی بے رحمانہ گرفت شہوار کو اذیت سے دوچار کر رہی تھی۔۔

اس کی زندگی کے سب سے دردناک مناظر اس کی آنکھوں کے پردے پر آن ٹھہرے تھے۔۔۔شدید خوف کے عالم میں اس کا وجود کانپنے لگا تھا۔۔۔

اسے پھر سے دمے کا اٹیک ہوا تھا۔۔۔

اس اندھیرے سے اس کی جان جاتی تھی۔۔۔

"چھوڑو مجھے میں مر جاؤں گی۔۔۔"

اس کے لبوں سے ٹوٹ کر یہ الفاظ نکلے تھے۔۔۔اسے سانس لینے میں دشواری پیش آرہی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ اس کی حالت مزید بگڑتی اس کا انہیلر اس کے لبوں سے لگا دیا گیا تھا۔۔۔

شہوار کی سانسیں آہستہ آہستہ بحال ہونے لگی تھیں۔۔کون تھا یہ شخص۔۔۔

اس کی زہین آنکھوں میں الجھن آن ٹھہری تھی۔۔

"کون ہو تم۔۔۔۔؟؟"

اس کی گھمبیر بھاری آواز شہوار کی سانسیں چھین گئی تھی۔۔۔

"کک کون۔۔۔؟؟"

شہوار اس کی گرفت سے اپنے آپ کو آزاد کروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی تھی۔۔۔اس شخص کی گرفت انتہائی بے رحم تھی۔۔۔۔اس کے لبوں سے بے اختیار کراہ نکلی تھی۔۔

خوف سے اسے اپنا پورا وجود سن ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

جب اچانک اسے مقابل کی گرم سانسیں اپنے کان کی لوح پر معلوم ہوئی تھیں۔۔

شہوار اونچی آواز میں چلانا چاہتی تھی مگر اس کی آواز نہیں نکل پا رہی تھی۔۔

"دور چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔ورنہ بے موت ماری جاؤ گی۔"

اسے وارننگ دیتا آگ اگلتا لہجہ تھا۔۔ شہوار کوشش کے باوجود پہچان نہیں پائی تھی۔۔ یہ خوشبو اور یہ لہجہ اس نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دے پاتی۔۔۔ اسے اپنی گردن سے بال ہٹتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ وہ خوف سے کانپ اٹھی تھی۔۔۔

اس کے دونوں ہاتھوں کو جکڑا گیا تھا۔۔۔وہ مزاحمت بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔

اسے اپنے دائیں کندھے سے شرٹ ہلکی سی سرکتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ چیختی یا اس وحشی درندے کے ناپاک ارادوں سے بچنے کے لیے مدد مانگتی اس کے لبوں پر بھاری ہاتھ رکھ دیا گیا تھا۔۔۔

کچھ سیکنڈز بعد اسے اپنے کندھے پر آگ جیسی تپش رکھنے والے شدت بھرے لبوں کا لمس محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ تڑپی تھی مگر مقابل کو رحم نہیں آیا تھا۔۔۔اسے شدید جلن کا احساس ہوا تھا۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر اس ایک جگہ پر جھکا اسے تڑپا کر رکھ گیا تھا۔۔۔ شہوار کی خوف سے جان نکل رہی تھی۔۔ وہ مزید ہمت نہیں رکھ پائی تھی یہ سب برداشت کرنے کی۔۔۔

اگلے ہی لمحے اس کی گردن ایک جانب لڑھک گئی تھی۔۔۔ جو محسوس کرتے اس شخص نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

ایک پراسرار مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھری تھی۔۔۔ وہ جھٹکے سے پیچھے ہوتا اس کی شرٹ کندھے سے ٹھیک کر گیا تھا۔۔

اس کے اوپر سے اٹھتا اس کے بے سدھ پڑے وجود پر کمبل ڈالتا وہ وہاں سے نکل آیا تھا۔۔۔وہ جس مقصد سے آیا تھا وہ تقریباً پورا ہو چکا تھا۔۔۔اس نے ایک بار بھی پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"السلام وعلیکم ناظرین آپ دیکھ رہے ہیں ایف سی نیوز چینل اور میں درشہوار عباسی۔۔۔ ہم آپ کو دینے جارہے ہیں۔۔۔ آج کی سب سے بڑی بریکنگ نیوز۔۔۔ کامیاب ترین بزنس مین تیمور کمال جو کہ ایک بہت مقبول سیاسی لیڈر سلطان لاشاری کے بہترین دوست ہیں۔۔ انہیں کل رات ان کی

گرل فرینڈ نے ان کے فارم ہاؤس پر قاتلانہ حملہ کرتے نہایت ہی سفاکیت کے ساتھ چھڑیوں کے وار کرکے بری طرح زخمی کردیا ہے۔۔

ان کی حالت اس وقت بہت نازک بتائی جارہی ہے۔۔۔ انہیں صبح چار بجے کے قریب راول کیمپ سینٹرل ہاسپٹل میں ایڈمٹ کیا گیا ہے۔۔۔۔

ہم آپ کو ایک بار پھر بتاتے چلیں۔۔۔ کامیاب ترین بزنس مین تیمور کمال جو کہ ایک بہت مقبول سیاسی لیڈر سلطان لاشاری کے بہترین دوست بھی ہیں۔۔ انہیں کل رات ان

کی گرل فرینڈ نے ان کے فارم ہاؤس پر قاتلانہ حملہ کرتے نہایت ہی سفاکیت کے ساتھ چھڑیوں کے وار کرکے بری طرح زخمی کردیا ہے۔۔"

سٹوڈیو میں موجود اینکر زور و شور کے ساتھ یہ بریکنگ نیوز دے رہی تھی۔۔۔

جو خبر صبح ہی صبح تمام نیوز چینلز اور سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر جنگل میں لگی آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔۔۔

ہاسپٹل کے باہر میڈیا کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس لڑکی کی شناخت جاننا چاہتے تھے۔۔۔

تیمور کمال کوئی عام انسان نہیں تھا۔۔۔ایک کامیاب بلڈر ہونے کے ساتھ ساتھ۔۔۔ وہ سلطان لاشاری جیسے پاور فل شخصیت کا بہت ہی قریبی دوست تھا۔۔ سلطان لاشاری نہ صرف سیاست کی دنیا کا بے تاج بادشاہ تھا۔۔۔ بلکہ ایک بہت بڑی ملٹی نیشنل کمپنی کا سی ای او بھی تھا۔۔۔

اس لیے اس خبر کو بہت زیادہ اچھالا جارہا تھا۔۔۔

ہر دوسرا بندہ یہی سوال کررہا تھا۔۔ آخر وہ لڑکی کون تھی۔۔اور کیوں اس نے یہ قاتلانہ حملہ کیا تھا۔۔

سلطان لاشاری کا ابھی اس حوالے سے کوئی بیان نہیں آیا تھا۔۔ مگر پورے ملک میں سیکیورٹی ہائی الرٹ کر دی گئی تھی۔۔ بڑے پیمانے پر اس کیس کی تفتیش کی جارہی تھی۔۔

اس لڑکی کا بچ پانا مشکل تھا۔۔۔

"کہاں مرے ہوئے تھے تم سب۔۔۔؟؟ فارم ہاؤس پر اتنی بڑی واردات ہوئی اور تم سب سوئے رہے۔۔۔۔"

سلطان لاشاری کی چنگارتی آواز اس وقت فارم ہاؤس کے تمام ملازمین کو سہمنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔۔

وہ سب لوگ ایک قطار میں سر جھکائے مجرموں کی طرح کھڑے تھے۔۔ فارم ہاؤس سلطان لاشاری کی ملکیت تھا۔۔ جہاں اکثر تیمور کمال بھی آتا رہتا تھا۔ مگر وہ کبھی کسی لڑکی کے ساتھ نہیں آیا تھا۔۔

اس لیے یہ معاملہ کسی کی بھی سمجھ سے باہر تھا۔۔

فارم ہاؤس میں بڑی تعداد میں خواتین اور مرد ملازمین موجود تھے۔۔ فارم ہاؤس کے باہر گارڈز بڑی تعداد میں موجود تھے۔۔ فارم ہاؤس کی انٹرنس پر سی سی ٹی وی کیمرے موجود تھے۔۔

مگر کہیں بھی اس لڑکی کی کوئی فوٹیج موجود نہیں تھی۔۔ جس وقت تیمور پر یہ حملہ ہوا تھا اس وقت کی تمام فوٹیج ڈیلیٹ کی جا چکی تھی۔۔

فارم ہاؤس کے تمام ملازمین اور گارڈز کے کھانوں میں نشہ آور ادویات ملائی گئی تھیں۔۔ جس کی وجہ سے وہ سب لوگ کھانا کھانے کے کچھ وقت بعد ہی غافل ہوگئے تھے۔۔

اس سے بھی بڑی حیران کن بات یہ تھی کہ تیمور کمال نے تمام ملازمین کو ان کے کوارٹر میں ٹائم سے پہلے ہی بھیج دیا

تھا۔۔ جس کی وجہ سے وہ لوگ اس لڑکی کو نہیں دیکھ پائے تھے۔۔ جو تیمور کے ساتھ آئی تھی۔۔۔

یہ سارا واقعہ سب کے لیے ایک معمہ بن کر رہ گیا تھا۔۔۔ جس کا کوئی سرا ہاتھ نہیں آرہا تھا۔۔

"فارم ہاؤس کے سارے ملازمین یہاں موجود ہیں۔۔۔"

اچانک کسی خیال کے تحت سلطان لاشاری نے اپنے خاص آدمی بادل خان سے پوچھا تھا۔۔ جو فارم ہاؤس کا انچارج تھا۔۔ مگر کل رات بدقسمتی سے وہ کسی کام کے سلسلے میں سلطان کے ساتھ لاہور گیا ہوا تھا۔۔۔

"سر کنیز بی بی نہیں ہے۔۔۔۔ کچن کا سارا نظام وہی سنبھالتا تھا۔۔۔ مگر کل رات سے اس کا کوئی اتا پتا نہیں ہے۔۔۔۔ سر مجھے وہ مشکوک لگ رہا ہے۔۔۔ میں نے پولیس کو اس کا تصویر دے دیا ہے۔۔ وہ جلد ہی اسے ڈھونڈ لے گا۔۔"

بادل خان اپنے مخصوص مختون لہجے میں بولتا سلطان لاشاری کے چہرے کی کرختگی میں اضافہ کر گیا تھا۔۔۔

"آئی جی صاحب۔۔۔۔۔ اس ملازمہ کے رشتہ داروں کے گھروں میں چھاپے مارے۔۔ جہاں چھپی ہے وہ اسے اٹھا کر

لائیں۔۔۔ اس کے اچانک غائب ہونے کا یہی مطلب ہے کہ وہ مجرم کے بارے میں جانتی ہے۔۔۔۔

اگر وہ نہیں ملتی تو اس کے خاندان کے لوگوں کو جیلوں میں ڈال دو۔۔۔ مگر مجھے ہر قیمت پر چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر تیمور کا مجرم اپنے سامنے چاہیے۔۔۔ ورنہ میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ آپ اچھے سے جانتے ہیں آپ کی وردی اتارنے میں مجھے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔۔۔"

سلطان لاشاری کے لفظوں سے شعلے نکل رہے تھے۔۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا پوری دنیا کو بھسم کرکے رکھ دے۔۔۔

اس کے دوست کے ساتھ اس کے فارم ہاؤس میں یہ قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔۔۔ جسے ہوئے آٹھ گھنٹے گزر چکے تھے۔۔۔

مگر وہ اب تک اس کے مجرم کو پکڑ پانے میں کامیاب نہیں ہورہا تھا۔۔۔ یہی بات اس کی طیش اور غصے میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔۔۔

وہ زخمی شیر بنا ہوا تھا۔۔۔

جس نے ملک کی تمام فورسز میں ایک ہلچل مچا دی تھی۔۔۔

ہر جانب ناکہ بندی کی جارہی تھی۔۔۔

وہ چلتا ہوا اس روم میں آیا تھا۔۔۔ یہ تیمور کمال کا بیڈ روم تھا۔۔ جہاں یہ سارا واقعہ پیش آیا تھا۔۔۔

پولیس وہاں سے کوئی سراغ نہ ملنے کے بعد اب جاچکی تھی۔۔

سلطان لاشاری چلتا ہوا روم کے وسط میں آن کھڑا ہوا تھا۔۔ اس نے ابھی تک کمرہ صاف نہیں کروایا تھا۔۔۔

وہاں اب بھی تیمور کا خون موجود تھا۔۔۔ جو دیکھتے سلطان نے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔

یہ دیکھنا بہت اذیت ناک تھا اس کے لیے۔۔۔

بہت کم لوگوں کو وہ اپنے دل کے قریب رکھتا تھا۔۔۔ تیمور کمال انہیں لوگوں میں سے ایک تھا۔۔۔ جس کے تکلیف میں ہونے کا احساس سلطان کو مزید پتھر بنا گیا تھا۔۔۔

وہ پہلے بھی رحم دل نہیں تھا۔۔۔ مگر جو کچھ تیمور کے ساتھ ہوا تھا۔۔۔ اس نے سلطان لاشاری کو حیوان بنا کر رکھ دیا تھا۔۔

وہ اپنی جلتی آنکھوں کو مسلتا وہاں سے نکلنے لگا تھا۔۔ جب اچانک اسے دروازے کے قریب دیوار کے بالکل ساتھ جگمگاتی کسی باریک سی شے کا گمان ہوا تھا۔۔۔

نیچے کو جھکتے اس نے اس جگمگاتے نہایت ہی خوبصورت سے ٹاپس کو اپنی انگلی کی پوروں پر سمیٹتے ہاتھ کی چوڑی ہتھیلی پر رکھ دیا تھا۔۔

وہ کسی لڑکی کا ٹاپس تھا۔۔

جو دیکھتے سلطان لاشاری کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔

وہ لڑکی جاتے جاتے بھی اپنا ایک معمولی سا سراغ تو چھوڑ گئی تھی۔۔۔

"بچو گی نہیں تم مجھ سے۔۔۔ سلطان لاشاری اپنے مجرموں کو کبھی معاف نہیں کرتا۔۔۔ ایسی عبرت ناک سزا دوں گا کہ ساری زندگی روتے سسکیاں بھرتے گزرے گی۔۔۔"

اس گولڈ کے ٹاپس کو خون آشام نگاہوں سے گھورتا وہ اسے اپنی مضبوط مٹھی میں قید کرتا وہاں سے نکل آیا تھا۔۔۔

"ایف سی نیوز چینل میں ایک بار پھر آپ کو خوش آمدید۔۔
آج صبح سے یہ ایک ہی خبر ہر جانب گردش کررہی ہے کہ
تیمور کمال کی کسی لڑکی سے ایسی کونسی دشمنی تھی۔۔۔

اس لڑکی نے ان کے فارم ہاؤس پر ہی ایسا سنگین قدم کیوں
اٹھایا۔۔۔ کیا یہ تیمور کمال یا سلطان لاشاری کے کسی دشمن
کی چال ہے۔۔؟؟ ایسے بہت سارے سوالات ہیں جن کے
جواب فلحال کہیں سے نہیں مل پارہے۔۔۔"

وہ لڑکی اپنے مخصوص پرجوش انداز میں بولے جارہی تھی۔۔
جب لاؤنج سے گزرتے سلطان لاشاری کی غیر ارادی نگاہ

وال سائز ایل ای ڈی کی سکرین کی جانب اٹھتی اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔۔۔

وجہ اس لڑکی کے الفاظ نہیں بالکل اس کریم کلر کے نہایت ہی صاف اور شفاف لباس میں ملبوس اس چھوٹی سی لڑکی کے کان میں پہنا ٹاپس تھا۔۔۔

اس نے تیزی سے اپنی مٹھی کھولی تھی۔۔

جس میں اب بھی وہ ٹاپس موجود تھا۔۔۔ ریمورٹ اٹھا کر سکرین کو وہیں سٹاپ کرتا وہ چلتا ہوا سکرین کے نہایت قریب آن کھڑا ہوا تھا۔۔

گھنیری پلکوں تلے معصومیت اور زہانت سے بھرپور جگمگاتی ڈارک بلو آئیز انتہائی پرکشش اور حسین تھیں۔۔۔ مگر سلطان لاشاری کی نگاہیں تو اس وقت صرف اس کے کان میں آویزاں ٹاپس پر تھیں۔۔ جو بالکل اس ٹاپس جیسا ہی تھا۔۔

اس کی نگاہیں تیزی سے اس لڑکی کے دوسرے کان کی جانب گئی تھیں۔۔ مگر وہ اس کے گولڈن براؤن بالوں سے ڈھکا ہوا تھا۔۔

سلطان لاشاری کی براؤن آنکھوں کی سرخی میں کئی گنا اضافہ ہوا تھا۔۔۔

کشادہ پیشانی پر سلوٹوں کا جال آن بچھا تھا۔۔

اعنابی لب سختی سے بھینچ گئے تھے۔

اس لڑکی کے چہرے کی معصومیت کو پوری طرح سے اگنور کرتا وہ تیزی کے ساتھ فارم ہاؤس سے نکل آیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ہائے اللہ کتنا ہیکٹک ڈے تھا آج۔۔۔ یہ بڑے لوگ خود تو عیاشی کر لیتے ہیں۔۔ مگر پھر ہمارے لیے مصیبت بن جاتی ہے۔۔"

وہ دونوں تین بجے کے قریب فارغ ہوتیں لنچ کرنے آئی تھیں۔۔ آج پورا دن ان کے آفس میں اسی خبر کے حوالے سے ہلچل مچی رہی تھی۔۔۔

یہ آج کا بہت بڑا واقع تھا۔۔ جس نے ہر بندے کو متجسس کرر کھا تھا۔۔۔ کہ آخر اتنی بڑی دشمنی کس نے مول لی تھی۔۔ اور اتنی صفائی سے کام کیا تھا کہ اس کیس میں بڑے

بڑے قابل آفیسرز کام کررہے تھے مگر ابھی تک کوئی سرا ہاتھ نہیں آرہا تھا۔۔۔

مجرم کا زرا سا کلو بھی نہیں مل پایا تھا۔۔۔

"پلیز ندا تم تو اب اس ٹاپک کو بند کرو۔۔۔ میرے کان پک چکے ہیں اس قصے سے۔۔۔ ہر روز نجانے کتنے غریب بھوک سے مر رہے ہیں۔۔ ان پر تو کبھی کوئی خبر نہیں چلی۔۔۔ ان رئیس زادوں کی اپنی معشوقہ کے ساتھ عیاشیوں کی خبریں تو سب چینل والے ایک دوسرے کے مقابلے میں ایسے چلا رہے ہیں۔۔ جیسے حج لوٹنے جتنا ثواب ملنا ہو۔۔۔"

درشہوار جوس پیتے ناگواری سے بولی تھی۔۔۔

مسلسل اتنے گھنٹوں سے کام کرنے کی وجہ سے اب وہ کافی تھک چکی تھی۔۔

وہ دونوں ایف سی نیوز چینل میں بطور ایک رپورٹر اور نیوز اینکر کے کام کررہی تھیں۔۔ درشہوار کو یہ چینل باقی چینلز کی نسبت زیادہ پسند تھا۔۔۔

کیونکہ یہاں ایمانداری سے کام کیا جاتا تھا۔۔۔ جو خبر ہوتی تھی اسے حق اور سچ کے ساتھ نشر کیا جاتا تھا۔۔ کسی قسم کا لفافہ سسٹم نہیں تھا۔۔۔

"ہیلو گرلز میرے بغیر لنچ کیا جارہا ہے۔۔۔ تھوڑا سا ویٹ ہی کر لیتی تم لوگ۔۔۔"

ریان بھی کرسی گھسیٹ کر ان کے برابر بیٹھتا انہیں گھورتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ جو اس کے بغیر لنچ کر چکی تھیں۔۔

اس کی نگاہیں تھکی تھکی سی درشہوار کی جانب اٹھی تھیں۔۔ اپنے گولڈن براؤن بالوں کو اپنے کندھے پر درست کرتی وہ اسے بالکل اگنور کر گئی تھی۔۔۔

ریان بھی ان کے ساتھ کام کرتا تھا۔۔۔ مگر آج کل وہ جو کام کررہا تھا شہوار اس سے کافی چڑھی رہتی تھی۔۔۔

وہ مشہور و معروف سیاستدان سلطان لاشاری کے حوالے سے ایک ڈاکومنٹری تیار کررہا تھا۔۔۔ وہ بھی اس کے مداحوں میں سے ایک تھا۔۔ مگر شہوار کو یہ سیاسی لوگ سخت برے لگتے تھے۔۔

جو غریبوں کو صرف خواب دکھا کر ووٹ لینے آجاتے تھے۔۔۔ اور پھر ووٹ لینے کے بعد بالکل بھول جاتے تھے۔۔

"ہم فضول لوگوں کا انتظار نہیں کرتے۔۔۔"

وہ اسے آنکھیں دکھاتی وہاں سے اٹھ گئی تھی۔۔۔

"شہوار میری بات تو سنوں۔۔۔"

ندا نے اسے پکارا تھا۔۔۔ مگر وہ سنی ان سنی کرتی آفس سے نکل آئی تھی۔۔۔

وہ اپنے گھر سے کچھ دور تھی۔۔۔ جب ایک دم سے بہت ساری گاڑیاں وہاں آتیں اس کے گرد گھیرا تنگ کر گئی تھیں۔۔

شہوار اپنے شولڈر پر ڈالے پرس کو مضبوطی سے جکڑے گھبراہٹ کے عالم میں کھڑی ان لوگوں کی جانب ہے دیکھ رہی تھی۔۔۔

گاڑی سے نکلتے اسلحہ بردار افراد کو دیکھ اس کا چہرا خوف کے مارے پسینے سے نہا گیا تھا۔۔۔

"کک کون ہو تم لوگ۔۔۔؟؟ "

الٹے قدموں پیچھے جاتی وہ بالکل ہکلا گئی تھی۔۔۔ مگر پیچھے کھڑے ویسے ہی نقاب پوش افراد کو دیکھ کر وہ اپنی جگہ تھم سی گئی تھی۔۔۔

"آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔۔۔"

ان میں سے ایک شخص آگے آتے بولا تھا۔۔ وہ شخص سیاہ لباس میں ملبوس بلٹ پروف جیکٹ پہنے چہرے کو سیاہ

کپڑے سے ڈھکے باقی سب افراد کی طرح آنکھوں پر سیاہ گاگلز لگائے ہوئے تھا۔۔۔

وہ لوگ اپنی شناخت کسی طرح بھی نہیں کرنے دے رہے تھے۔۔ دیکھنے میں وہ سب ایک جیسے ہی لگ رہے تھے۔۔ مگر سامنے کھڑے شخص کی جسامت سب سے زیادہ نمایاں تھی۔۔۔

اس کا قد کاٹھ متاثر کن تھا۔۔۔

"کہاں۔۔۔۔؟؟"

شہوار کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔۔۔

"سلطان لاشاری نے ملنے کے لیے بلوایا ہے آپ کو۔۔۔"

وہ شخص پھر سے بولا تھا۔۔۔ وہ اتنے تحمل سے کیوں پیش آرہا تھا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔ شاید سامنے کھڑی لڑکی کی حد سے بڑھی معصومیت تھی۔۔۔

اس کی ڈارک بلو آئیز خوفزدہ سی مزید حسین لگنے لگی تھیں۔۔ وہ اس جہاں کا حصہ نہیں لگی تھی اسے۔۔۔

"مم مگر میں نے کیا کیا ہے۔۔۔ وہ وہ مجھ سے کیوں۔۔۔"

شہوار بار بار ہکلا رہی تھی۔۔ اس سے بات ہوپانا مشکل ہورہا تھا۔۔ مقابل کھڑے افراد اس کی ایک ایک حرکت کو نوٹ

کررہے تھے۔۔ جن مین صرف سلطان لاشاری کے گارڈز ہی نہیں بلکہ فورسز کے کچھ اہم لوگ بھی موجود تھے۔۔

"آپ کو وہاں چل کر پتا چل جائے گا۔۔۔ گاڑی میں بیٹھیں ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔۔۔۔"

وہ شخص بے لچک انداز میں بولتا اسے صاف وارننگ دے گیا تھا کہ اگر وہ خود گاڑی میں نہ بیٹھی تو اسے اٹھا کر ڈال دیا جائے گا۔۔۔

شہوار نے نگاہیں موڑ کر بے بسی بھری نگاہوں سے اپنے گھر کے گیٹ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جہاں تک یہ لوگ اسے پہنچنے نہیں دے رہے تھے۔۔

دوپہر کا وقت تھا۔۔۔ گلیاں بالکل سنسان پڑی تھیں۔۔۔ وہاں اس کی مدد کے لیے کوئی نہیں تھا۔۔۔ اکا دکا جو لوگ موجود تھے۔۔ وہ بھی چھپ چھپ کر یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ ان کے محلے میں اتنی بڑی گاڑیوں اور ایسے افراد کا آنا غیر معمولی بات تھی۔۔

وہ بھی اس طرح تن تنہا لڑکی کو اٹھا کر لے جانا۔۔۔

اس کے لیے کیا تماشا کھڑا ہونے والا تھا۔۔ وہ اچھے سے سمجھتی تھی۔۔۔

مگر یہ لوگ کوئی بات نہیں سمجھ رہے تھے۔۔۔ جو اس کے سر پر سوار ہوئے کھڑے تھے۔۔۔

وہ ان لوگوں کے سامنے مزاحمت کرنے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔۔۔ اس لیے اپنے بیگ کی سٹریپ مٹھیوں میں دبوچے وہ گاڑی میں آن بیٹھی تھی۔۔

خوف کے عالم میں وہ لرز رہی تھی۔۔۔

تمام آیات اور دعائیں جو اسے زبانی یاد تھیں وہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتی وہ خیر کی دعا مانگ رہی تھی۔۔

اس نے ایسا تو کچھ بھی نہیں کیا تھا کہ یہ لوگ اسے یوں اٹھا کر لے جاتے۔۔۔

وہ بے چینی اور گھبراہٹ کا شکار ہوتی انگلیاں چٹخاتی انجانے رستوں کی مسافر بنی ان گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اسے کہاں لے کر جایا جارہا تھا۔۔۔

اس کی نگاہیں بار بار ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر براجمان شخص کی جانب اٹھ رہی تھی۔۔۔ جس کے ہاتھ میں اب بھی گن موجود تھی۔۔۔

وہ آگے ہوتا ڈیش بورڈ پر رکھی پانی کی بوتل اٹھا رہا تھا۔۔۔

"سنیں۔۔۔۔"

اس نے دھیرے سے پکارا تھا۔۔

جس پر وہ شخص میکانکی انداز میں زرا سا مڑا تھا۔۔۔ خوفزدہ سی سکڑی سمٹی وہ سامنے ہی بیٹھی تھی۔۔۔

"پانی مل سکتا ہے مجھے۔۔۔"

بیچارگی سے بولتے اس نے اس شخص کے ہاتھ میں موجود پانی کی بوتل کو دیکھا تھا۔۔

جس پر وہ بنا کچھ بولے بوتل اس کی جانب بڑھا گیا تھا۔۔

شہوار کو اپنا گلا بالکل سوکھتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔ اس لیے بوتل کا ڈھکن کھول کر اسے لبوں سے لگاتی وہ ایک ہی سانس میں آدھی بوتل خالی کر گئی تھی۔۔

بیک ویو مرر سے اسے دیکھتا وہ شخص آنکھوں میں عجیب سا تاثر لیے نگاہیں پھیر گیا تھا۔۔۔

"تھینکس۔۔۔۔"

اس نے بوتل واپس اس کی طرف بڑھائی تھی۔۔۔

جسے بادل ناخواستہ تھامتے وہ کھول اٹھا تھا۔۔۔ وہ لوگ اس لڑکی کو ایک طرح سے اغوا کرکے لا رہے تھے۔۔۔ اور یہ ایسے بے ہیو کر رہی تھی جیسے ان کی چیف گیسٹ ہو۔۔۔

اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹاتے اسے لبوں سے لگانا چاہا تھا۔۔ جب اس بوتل کے منہ کو پوری طرح لپسٹک سے لال ہوتا دیکھ وہ لب بھینچتا اسے واپس سے ڈیش بورڈ پر ڈال گیا تھا۔۔۔

"دلاور سر کی کال ہے۔۔"

ڈرائیور نے اس کا دھیان ڈیش بورڈ پر رکھے موبائل پر ڈالی تھی۔۔ جس پر باس لکھا ہوا تھا۔۔ وہ جلدی سے ہاتھ بڑھتا موبائل اٹھا گیا تھا۔۔

"جی سر۔۔۔ اوکے سر۔۔۔۔"

دو لفظوں میں جواب دیتا وہ کال کاٹ چکا تھا۔۔۔ اور پہلے سے تیز چلتی گاڑی کو مزید تیز کرنے کی ہدایت دی تھی۔۔۔

خود تو وہ سیٹ بیلٹ پہنے ہوئے تھے۔۔۔ مگر ہوا کے دوش پر چلتی گاڑی کی سپیڈ سے گھبراتی وہ کھڑکی سے آن لگی تھی۔۔۔ اسے ابھی مرنا نہیں تھا۔۔

یہ لوگ آخر اسے کیوں لے کر جا رہے تھے۔۔ کیا نیوز بولنے میں اس نے کوئی غلطی کر دی تھی۔۔۔

ان لوگوں کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کسی بھی بات کو وجہ بنا کر اٹھوا سکتے تھے۔۔ ان کی پوچھ گچھ کرنے والا تو کوئی تھا نہیں۔۔۔

وہ ایسے ہی بیٹھی تھی جب گاڑی ایک بہت ہی بڑے بنگلے کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔ وہ وائٹ اور گرے کلر کا بنگلہ تھا۔۔ جو ہر طرف سے سبزے سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔

پودوں اور درختوں کی وافر مقدار موجود تھی۔۔۔

گاڑی جیسے ہی پورچ میں رکی وہی آگے بیٹھا نقاب پوش گارڈ اتر کر اس کی جانب آیا تھا۔۔۔ جو باہر نکلنے کی کوشش کرتی گاڑی کے دروازے کے ساتھ زور آزمائی کر رہی تھی۔۔

لیکن نجانے یہ کیسا دروازہ تھا جو کھل ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ سبکی اور شرمندگی کے احساس سے اس کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے تھے۔۔۔

جبکہ باہر فون پر بات کرتا وہ گارڈ آگے بڑھا تھا اور اس کی سائیڈ کا دروازہ کھول گیا تھا۔۔۔ وہ جو اپنے دھیان میں

دروازے کے اوپر جھکی پوری طرح سے اسے کھولنے میں مصروف تھی۔۔۔

اچانک سے دروازہ کھل جانے کی وجہ سے اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ منہ کے بل نیچے آگرتی وہ آگے ہوا تھا اور اسے اپنے بانہوں میں تھام گیا تھا۔۔۔

خوف کے عالم میں شہوار کے لبوں سے چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔

اس نے آنکھیں سختی سے میچ رکھی تھیں۔۔۔

کچھ دیر بعد خوف کم ہوا تو شہوار نے آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو اب اپنی سیاہ آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔۔۔

اس نے آنکھوں سے گاگلز ہٹا دیئے تھے۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر تھا۔۔۔ شہوار خوفزدہ سی اس سے دور ہوئی تھی۔۔

"چلیں۔۔۔۔"

اس گارڈ کی درشت آواز شہوار کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔ شہوار نے اس کے بعد اس کی جانب پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔۔۔

وہ گارڈز کی ہمراہی میں چلتی اس بنگلے کے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

اندر آتے ہی اس کی آنکھوں میں بے اختیار ستائش اتری تھی۔۔۔ اسے لگا تھا جیسے وہ کسی اور ہی دنیا میں آگئی ہو۔۔۔ اتنا شاندار گھر اس نے پہلے تصویروں میں بھی کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔

اس ہال نما کمرے کی دیوارے بہت بلند و بالا تھیں۔۔۔ ہال کے بالکل وسط میں بڑا سا فانوس لگا ہوا تھا۔۔۔ جس سے نکلتی سفید روشنی اس پورے بنگلے کو جگمگا رہی تھی۔۔۔

اسے ایک کمرے میں لے جایا گیا تھا۔۔۔ خوبصورتی میں وہ بھی کسی سے کم نہیں تھا۔۔۔ اس گھر میں ہر شے سفید رنگ کی تھی۔۔ اس کمرے کی چاروں دیواریں پینٹنگز سے سجی ہوئی تھیں۔۔۔

وہاں کمرے میں پڑے سفید صوفے پر براجمان ہوتے اس کی نگاہیں ان عجیب و غریب پینٹنگز پر جم کر رہ گئی تھیں۔۔۔

جہاں ایک پینٹنگ میں ایک لڑکی صحرا میں کسی لٹے پٹے مسافر کی طرح کھڑی تھی۔۔

اس کا دوپٹہ زمین پر گرا ہوا تھا۔۔۔ اس سے اگلی پینٹنگ میں وہی لڑکی ہاتھ میں خنجر لیے اپنے سامنے کھڑے شخص کو عجیب وحشیانہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔

شہوار کو وہ پینٹنگ کچھ بولتی نظر آئی تھی۔۔۔

اس کے پورے وجود میں ایک برقی رو دوڑ گئی تھی۔۔

وہ پینٹنگز بے رنگ سی تھیں۔۔۔ اس میں کسی قسم کا کوئی رنگ نہیں بھرا گیا تھا۔۔

مگر اگلی پینٹنگ دیکھ کر اس کی حالت مزید خراب ہوئی تھی۔۔۔

وہ لڑکی اس شخص کے سینے میں خنجر گھونپ چکی تھی۔۔۔ وہ زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔۔۔

جب کہ وہ بے حس بنی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس بے رنگ سی پینٹنگ میں خون کا رنگ نمایاں تھا۔۔۔ اس شخص کے سینے سے بہتے خون نے لڑکی کے ہاتھوں کو بھی لال کر دیا تھا۔۔۔

شہوار نے جھرجھری سی لی تھی۔۔۔

وہ اس پینٹنگ میں کھوئی ہوئی تھی جب اس کے کانوں میں بھاری قدموں کی آواز گونجی تھی۔۔۔

وہ ایک دم سے الرٹ ہوئی تھی۔۔۔ اس نے اپنے چہرے پر آنسوؤں کی نمی محسوس کرتے حیرت زدہ سا ہوتے انہیں جلدی سے ہتھیلی سے رگڑ دیا تھا۔۔

شہوار کا نازک دل یہ اتنا بھیانک منظر دیکھ کر برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔

ہاتھ سے رگڑنے کی وجہ سے اس کے گال اس جگہ سے لال ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ ساکت سی صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔

ان بھاری قدموں کی آواز اسے عجیب سب خوف میں مبتلا کر رہی تھی۔۔۔ پہلے ہی وہ خوفناک پینٹنگز دیکھ کر وہ بری طرح سے گھبرا چکی تھی۔۔

سلطان لاشاری کے بارے میں اس نے بہت کچھ سن رکھا تھا۔۔۔ وہ بہت سخت گیر سا بندہ تھا۔۔۔ جس کی بارعب پرسنالٹی بظاہر دیکھنے والوں کے لیے بہت پرکشش تھی۔۔۔

لوگ اس کے بہت زیادہ گرویدہ تھے۔۔۔

اس کی پارٹی نے بہت کم عرصے میں بہت زیادہ ترقی کی تھی۔۔۔

وہ نم ہوتی ہتھیلیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جب وہ اندر داخل ہوا تھا۔ اس کے گارڈز باہر ہی رک گئے تھے۔۔۔

شہوار سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔ وہ اس کے بالکل سامنے رکھے صوفے پر براجمان ہوا تھا۔۔۔

"در شہوار عباسی۔۔۔۔ ایف سی نیوز کی اینکر اور ایک کرائم رپورٹر۔۔۔ ملک میں ہوتے کرائمز پر بہت گہری نظر رکھتی

ہیں آپ۔۔۔ کم وقت میں اپنی زہانت اور محنت کی وجہ سے اپنی ایک پہچان بنا چکی ہیں۔۔۔"

سلطان لاشاری کی بھاری مردانہ آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔ اس کی آواز کافی دلکش تھی۔۔۔ یہ بات اکثر اس کے جلسے سنتے ہوئے بھی وہ ندا سے کہہ چکی تھی۔۔۔

مگر اس وقت تو اسے اپنی سانسیں سوکھتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔ اس شخص نے اسے یوں تنہائی میں کیوں بلایا تھا۔۔

وہ اس کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا۔۔

وہ چاہے اپنی جتنی بھی پہچان بنا لیتی۔۔۔ اس کے سامنے وہ ایک عام سی رپورٹر ہی تھی۔۔۔

سلطان لاشاری کی نگاہیں اس کے جھکے سر پر گڑھی ہوئی تھیں۔۔۔ جب اسی لمحے شہوار نے اپنا چہرا اوپر اٹھایا تھا۔۔۔

ایک دم سے اس کی ڈارک براؤن آنکھوں میں شہوار کی ڈارک بلو آنکھیں ٹکرائی تھیں۔۔۔

چند سیکنڈز کی بات تھی۔۔۔ اگلے ہی لمحے وہ اپنے نگاہیں جھکا گئی تھی۔۔۔

جبکہ سلطان کی نگاہیں اس کے اسی کان پر آن ٹھہری تھیں۔۔

جس میں وہی ٹاپس موجود تھا۔۔۔

جبکہ اس کا دوسرا کان ابھی بھی بالوں سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔ گولڈن براؤن سلکی بال کافی حسین تھے۔۔۔ سلطان لاشاری کو ان میں کسی قسم کا کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔۔۔

مگر اس کی نگاہیں ایک شے پر اٹک گئی تھیں۔۔ وہ تھی اس لڑکی کی ڈارک بلو آنکھوں کی بے پناہ سرخی۔۔۔

اس کی اپنی آنکھیں اتنی لال تب ہی ہوتی تھیں۔۔۔ جب وہ اپنی کئی کئی راتیں جاگتے ہوئے سیگریٹ پھونکتے گزار دیتا تھا۔۔

"کل رات کہاں تھی تم۔۔۔۔؟؟ "

کچھ دیر پہلے کا نارمل لہجہ اب ایک دم سے اکھڑ انداز اپنا چکا تھا۔۔۔

اسے اس لڑکی پر شک ہونے لگا تھا۔۔۔

یہ لڑکی اتنی بھولی بالکل بھی نہیں تھی جتنی وہ بننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"جی۔۔۔؟؟؟؟"

اس کے سوال پر شہوار نے حیرت زدہ سا ہو کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ وہ زیادہ دیر تک اس کی پراسراریت بھری ان حسین آنکھوں میں نہیں دیکھ پا رہی تھی۔۔۔

اس نے اپنی پوری زندگی میں اتنا شاندار مرد کہیں نہیں دیکھا تھا۔۔۔ جو اتنا حسین ہو۔۔۔ اسے لگا تھا کہ حسن صرف عورتوں کو ہی بخشا گیا تھا۔۔

مگر اس شخص کو آج اپنے اتنے قریب دیکھ اسے اپنی اس بات کی نفی کرنی پڑی تھی۔۔۔ وہ بہت زیادہ پرکشش تھا۔۔

اسے دیکھ کر نگاہیں ہٹا پانا آسان کام نہیں تھا۔۔۔ مگر شہوار نے ایسا کرلیا تھا۔۔۔ کیونکہ اسے آسان کام پسند ہی نہیں تھے۔۔۔

اس نے نہ کبھی اپنی زندگی میں آسانیاں دیکھی تھیں۔۔ اور نہ اسے آسانیوں میں رہنے کی عادت تھی۔۔۔

اس شخص کے اعنابی لبوں پر سجی مونچھیں اسے بہت زیادہ سوٹ کر رہی تھیں۔۔۔ اسے مونچھوں والے مرد ہمیشہ سے زہر لگتے تھے۔۔۔

مگر یہ شخص مونچھوں کے ساتھ بھی بہت پرفیکٹ لگ رہا تھا۔۔۔

وہ اس وقت بلیک قمیض شلوار پر بلیک ہی کوٹ پہنے ہوئے تھا۔۔ اس کی ہلکی ہلکی بیئرڈ اور گندمی رنگت اس کی سحر انگیزی کو مزید بڑھا رہی تھی۔۔

"کل رات کہاں تھی تم۔۔۔۔؟؟"

وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔ شہوار اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ صوفے میں پیچھے کی جانب دھنس گئی تھی۔۔۔

"گگ گھر پر۔۔۔۔"

شہوار کی زبان لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ اب اس سے زرا سا فاصلے پر اس کی ساتھ براجمان ہوچکا تھا۔۔۔ شہوار اس شخص کی اس حرکت پر اندر ہی اندر تپ اٹھی تھی۔۔ مگر اس وقت وہ کچھ بول نہیں سکتی تھی۔۔۔

"تو پھر سوئی کیوں نہیں۔۔۔؟؟ "

وہ اس کی جانب جھکا تھا۔۔۔ شہوار صوفے کے بالکل کنارے پر تھی۔۔۔ اس کا سر صوفے کی بیک اور ہینڈ کے درمیان اٹکا ہوا تھا۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جیسے وہ صوفے کے اندر ہی گھس جائے۔۔۔

سلطان لاشاری کے بہت زیادہ قریب آنے کی وجہ سے اس کے وجود اٹھتی مہک نے شہوار کے حواسوں کو جکڑ لیا تھا۔۔۔۔

"جج جی۔۔۔؟؟"

اس شخص کے عجیب و غریب سوال اسے حیران پر حیران کر رہے تھے۔۔۔

"تمہیں ایک بار بولے جانے والی بات سمجھ میں نہیں آتی۔۔۔"

اس کی ڈارک براؤن آنکھوں میں غصے کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔

بار بار ایک بات دوہرانے کی عادت نہیں تھی اسے۔۔۔

اس کے مغرور نقوش تن گئے تھے۔۔۔ کیونکہ شہوار کی جانب سے ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔

"میری طبیعت خراب تھی اس لیے سو نہیں سکی۔۔۔"

اسے اس لمحے سلطان لاشاری سے بے پناہ خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس کی چھوٹی سی پیشانی پر پسینے جب قطرے نمودار ہوئے تھے۔۔۔

جبکہ اس کی بیوٹی بون مزید باہر کو ابھر آئی تھی۔۔۔

دودھیا رنگت لال پڑ چکی تھی۔۔۔

"اپنے بال باندھو۔۔۔"

نیا حکم جاری کیا گیا تھا۔۔۔وہ جو دیکھنا چاہتا تھا وہ ابھی تک نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔

اس کا ایک کان پوری طرح سے بالوں سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔

"جی۔۔۔؟؟"

اب کی بار وہ پھر سے وہی ری ایکشن دیتی اپنی زبان دانتوں تلے دبا گئی تھی۔۔۔

یہ شخص اسے ایسا کیوں کہہ رہا تھا۔۔۔۔

اس نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ اس کے کافی قریب تھا۔۔۔۔مگر درمیان میں ایک حد تک فاصلہ برقرار تھا۔۔۔

اس شخص نے اسے چھونے کی یا کوئی بھی گستاخ حرکت کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں بھی صرف وحشت ناک سا احساس چھایا ہوا تھا۔۔۔

جو شہوار کو اتنا خوفزدہ کیے ہوئے تھا کہ اس کے ہاتھ میکانکی انداز میں اپنے کھلے بالوں کی جانب گئے تھے۔۔

وہ یک ٹک بیٹھا اسے گھور رہا تھا۔۔۔

شہوار اس کی مہکتی دلفریب خوشبو کی وجہ سے ہلکے ہلکے سانس لے رہی تھی۔۔۔۔ تاکہ اس کی خوشبو سے محفوظ رہ سکے۔۔۔۔

مگر وہ پوری طرح سے اس پر چھایا ہوا تھا۔۔

اس نے جیسے ہی بال اوپر کیسے اس کے دونوں ہاتھوں کی سلیوز نیچے سرک گئی تھیں۔۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کی دودھیا کلائیاں نمایاں ہوئی تھیں۔۔ اور اس کے کان کو اپنے پیچھے چھپا گئی تھیں۔۔۔

اس نے دونوں کندھوں سے بالوں کو سمیٹ کر جوڑے میں مقید کیا تھا۔۔۔

جس کی وجہ سے اس کی شفاف بے داغ سی صراحی دار گردن پوری طرح سے نمایاں ہوئی تھی۔۔وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ آخر اس شخص سے اتنی زیادہ خوفزدہ کیوں ہو رہی تھی وہ۔۔۔

اس کی ہر بات کیوں مان رہی تھی۔۔۔اس کے تو کوئی قصور نہیں کیا تھا۔۔۔پھر آخر وہ اس کی ان وحشت ناک نگاہوں سے اتنا کیوں ڈر رہی تھی۔۔۔

بالوں کو جوڑے میں باندھنے کے بعد اس نے اپنی نم آلود ہتھیلیوں کو نیچے کیا تھا۔۔۔مگر اگلے ہی لمحے اس شخص کی آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا تھا۔۔۔۔

کیونکہ اس کی نظروں کے سامنے شہوار کا دوسرا کان آچکا تھا۔۔ جس میں وہ ٹاپس ناپید تھا۔۔۔۔

جس کا مطلب تھا کہ یہی وہ لڑکی تھی جس نے اس کی بھائی کو مارنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

اس کا بس نہیں چل تھا ابھی اسی وقت اس لڑکی کا گلا دبا دے۔۔۔۔

وہ زرا سا مزید آگے ہوتا اس کی دودھیا گردن اپنے مضبوط ہتھیلی میں مقید کرتا اسے صوفے کے ہینڈ پر ٹکا گیا تھا۔۔

اس کی اس حرکت پر شہوار کی آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں۔۔۔

اس کی گرفت بہت بے رحم تھی۔۔۔

"تم نے تیمور پر قاتلانہ حملہ کیا ہے۔۔۔۔ تم ہی اس کی وہ گرل فرینڈ ہو۔۔۔ تمہیں کیا لگا تھا کہ تم مجھ سے بچ جاؤ گی۔۔۔"

اس کی گردن کو سختی سے دبوچتا وہ دھاڑا تھا۔۔۔۔

جبکہ شہوار اس کے شکنجے سے اپنی گردن آزاد کروانے کی کوشش کرتی نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔ اسے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔

اسے لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی سانس بند ہونے سے مر جائے گی۔۔۔۔

وہ اسیتھما کی مریض تھی۔۔ جس کی وجہ سے اس کی حالت مزید غیر ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

مگر اس شخص کو رحم نہیں آرہا تھا۔۔۔

"سر وہ مر جائے گی۔۔۔"

دلاور ہاسپٹل سے آئی خبر دینے جیسے ہی اندر آیا تھا۔۔۔ وہاں سلطان لاشاری کو وحشی بنا دیکھ وہ اس کے غصے کی پرواہ کیے بغیر بول گیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کی بات پر سلطان لاشاری نے اسے ویسی ہی وحشیانہ نگاہوں سے دیکھتے شہوار کی گردن کو آزاد کر دیا تھا۔۔۔

جو گہرے گہرے سانس لیتی اپنی گردن کو پکڑے بے حال ہو رہی تھی۔۔

اس کے بالوں کا جوڑا کھل کر اس کے چہرے کے گرد بکھرے ہوئے تھے۔۔۔وہ بری طرح ہاتھ پیر مار رہی تھی۔۔۔۔

"این ہیلر۔۔۔۔"

اس نے بہتی آنکھوں کے ساتھ اس شخص کو پکارا تھا۔۔جو اسے ایسے ہی تڑپتے دیکھ اٹھ رہا تھا۔۔۔

"سر پلیز۔۔۔۔۔"

دلاور نے ملتجی نگاہوں سے سلطان لاشاری کو دیکھا تھا۔۔

وہ اپنے باس کے جتنا سنگدل اور وحشی نہیں تھا۔۔۔

شہوار کو سانس نہیں آرہا تھا۔۔۔اس لمحے اس کی حالت قابلے رحم تھی۔۔۔۔

مگر دلاور بخشی اتنی حیثیت نہیں رکھتا تھا کہ وہ سلطان کے ہوتے ہوئے آگے بڑھ کر اس لڑکی کی مدد کر سکے۔۔۔

سلطان جو اس سب کو پکڑے جانے کی وجہ سے اس لڑکی کا ناٹک سمجھ رہا تھا۔۔۔

اس کی حالت دیکھتے نجانے کیسے اس کے دل میں رحم پیدا ہوا تھا۔۔ وہ آگے ہوا تھا۔۔

صوفے کے ساتھ نیچے رکھے اس کی بیگ جس کی جانب وہ ہاتھ سے اشارہ کر رہی تھی وہاں سے این ہیلر نکالتے اس کے چہرے کی جانب بڑھا گیا تھا۔۔۔

مصنوعی سانس ملنے کی وجہ سے اس کی حالت آہستہ آہستہ سنبھلنے لگی تھی۔۔۔

دلاور خاموشی سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔ جبکہ شہوار نے اپنا کانپتا ہاتھ بڑھاتے اس کے ہاتھ سے این ہیلر لینے کی کوشش میں اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔۔

اس کی حواس ابھی پوری طرح سے نارمل نہیں ہو پائے تھے۔۔۔

اس کی اس حرکت پر سلطان لاشاری ایک پل کے لیے ساکت ہوا تھا۔۔۔

اس کی ملائم ہتھیلی کی گرفت کافی مضبوط تھی۔۔وہ کافی خوفزدہ ہو چکی تھی۔۔اور اسی خوف کی زیر اثر اسی شخص کا سہارا لے رہی تھی۔۔

جو ابھی کچھ دیر پہلے اسے اپنا وحشیانہ روپ دکھا چکا تھا۔۔۔

اس کی اس حرکت پر ناگواری بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتا وہ اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالتا این ہیلر اس کے حوالے کر گیا تھا۔۔۔۔

زرد رنگ کے لباس میں ملبوس اس کی رنگت بھی بالکل زردی مائل ہو چکی تھی۔۔کچھ دیر پہلے گلابیاں چھلکاتا چہرا اس وقت بالکل بے رنگ ہو گیا تھا۔۔

اس کی آنکھوں میں ویرانی اتر آئی تھی۔۔۔خوف اور حراس نے اسے پوری طرح سے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔۔۔ناک میں پہنی لونگ آنسوؤں سے بھیگ چکی تھی۔۔۔جو کچھ لمحے پہلے جگمگا رہی تھی۔۔۔وہ اس لمحے بالکل مانند پڑ چکی تھی۔۔

اتنی دیر میں پہلی بار اس نے ایک تفصیلی نگاہ اس لڑکی کے حلیے پر ڈالی تھی۔۔

جو اس وقت بہت قابلِ رحم تھی۔۔۔ مگر سلطان لاشاری نے کبھی اپنے دشمنوں پر رحم نہیں کیا تھا۔۔۔

اس نے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل دیا تھا۔۔۔۔ وہ اس کے قریب سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"تمہیں لگتا ہے تمہارے اس سارے ناٹک کے بعد تم مجھ سے بچ جاؤ گی۔۔۔"

اس کا سرسراتا لہجہ کمرے میں گونجتا سنبھل کر بیٹھتی شہوار کی سانسیں روک گیا تھا۔۔

یہ شخص کیا کرنا چاہتا تھا اس کے ساتھ۔۔۔۔

اچانک سے اس کا دشمن کیوں بنا گیا تھا۔۔۔وہ تو اسے جانتی تک نہیں تھی۔۔۔

"آپ کیا سمجھتے ہیں خود کو۔۔۔۔بہت بڑے سیاست دان ہونگے۔۔۔۔ مجھ سے پہلے بھی کئی بے گناہ لوگوں کی ایسے ہی اپنی انا کی تسکین کے لیے جانیں لے چکے ہونگے۔۔۔ مگر میں اپنے ساتھ آپ کو ایسا نہیں کرنے دوں گی۔۔۔۔

نہ ہی آپ جیسے ہوس پرست مردوں سے ڈرتی ہوں میں۔۔۔"

شہوار کو ایک دم سے نجانے کیا ہوا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھتے بہادری سے بولتی وہاں سے جانے لگی تھی۔۔۔

اس نے اپنے بیگ سے موبائل نکال کر اس پر اپنے چینل کے ہیڈ کا نمبر ڈائل کر دیا تھا۔۔۔

اس کے قدم باہر کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ نکل پاتی۔۔۔سلطان لاشاری اس کے الفاظ پر مزید بپھر تا ایک ہی جست میں درمیانی فاصلہ طے کرتا اس کی کلائی اپنی بے رحم گرفت میں دبوچتا اسے صوفے پر پھینک گیا تھا۔۔

شہوار کے لبوں سے بے اختیار چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔۔

اس کا موبائل ہاتھ سے چھوٹ کر صوفے پر اس کے مقابل آن گرا تھا۔۔

"ہوس پرست۔۔۔۔"

اس کے جبڑے کو اپنی آہنی گرفت میں مقید کرتے وہ اس کی کہی جانے والی بات پر عجیب سے انداز میں ہنسا تھا۔۔ انداز صاف اس کا مذاق اڑاتا ہوا تھا۔۔۔

مگر آنکھوں میں چھائی نفرت شہوار کو مزید خوفزدہ کر گئی تھی۔۔۔

"سلطان لاشاری کا معیار ابھی اتنا بھی نہیں گرا کہ تم جیسی لڑکی سے اپنی ہوس پوری کروں۔۔ تم جیسی معمولی لڑکی سلطان لاشاری کی چوائس کبھی نہیں ہو سکتی۔۔۔ اس لیے دوبارہ میرے سامنے ایسی

بکواس کرنے کی جرأت بھی مت کرنا۔۔ورنہ اگلی بار سانسیں چھیننے کے بعد واپس لوٹانے کا موقع نہیں دونگا۔۔۔

تم اتنی آسان موت نہیں مر سکتی تھی۔۔۔اس لیے تمہیں بچایا ہے میں نے۔۔۔اسے کچھ اور مت سمجھنا۔۔۔سلطان لاشاری سے کبھی بھی رحم کی امید مت رکھنا۔۔۔

تمہیں تو میں ایسی دردناک موت ماروں گا کہ لوگوں کے لیے عبرت کا نشان چھوڑ جاؤ گی تم۔۔"

آگ اگلتے لہجے میں بولتا وہ شہوار کی سانسیں ساکن کر گیا تھا۔۔۔

وہ ایسا کیوں کہہ رہا تھا۔۔۔ آخر ایسا کیا گناہ سرزد ہو گیا تھا اس سے۔۔۔۔ جس کی وجہ سے یہ شخص جس سے وہ پہلی بار ملی تھی۔۔۔ وہ اس کے ساتھ غیر انسانی سلوک روا رکھے ہوئے تھا۔۔۔۔

"کک کیوں۔۔۔۔ کک کیوں کر رہے ہیں آپ ایسا۔۔۔۔؟؟"

شہوار کو اپنا جبر ا ٹوٹتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ وہ بہت مشکل سے یہ الفاظ ادا کر پائی تھی۔۔۔۔

درد کی شدت سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

جب اس کے اب بھی ویسے ہی انجان بننے پر سلطان نے قہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اپنی پاکٹ میں سے وہی ٹاپس نکال کر اس کے سامنے کر دیا تھا۔۔۔

جسے دیکھتے شہوار نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس کی اس نا سمجھی پر سلطان لاشاری کو مزید تاؤ آیا تھا۔۔۔بہت چالاک تھی یہ لڑکی۔۔۔

"تیمور کو مار کر وہاں سے بھاگتے وقت باقی سارے ثبوت مٹاتے اسے لے کر جانا تو بھول گئی تم۔۔۔۔"

وہ اب بھی اس پر جھکا اس کی ڈارک بلو آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔۔۔ مگر اس پورے وقت میں ایک بار کے بعد شہوار نے دوبارہ اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔

جو بات سلطان لاشاری نے بھی نوٹ کرتے وہ اسے پوری طرح سے مجرم قرار دے چکا تھا۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں اس لیے ہی نہیں دیکھ رہی تھی کہ کہیں اس کی چوری نہ پکڑی جائے۔۔

"یہ میرا نہیں ہے۔۔۔۔"

شہوار نے یہ دیکھے بغیر کے اس کے دائیں کان میں ٹاپس موجود نہیں ہے۔۔۔ جلدی سے کہہ دیا تھا۔۔۔

جو بات مقابل کو مزید آگ لگا گئی تھی۔۔۔۔

"بے وقوف سمجھ رکھا ہے مجھے۔۔۔ اتنی دیر سے تمہارے ساتھ اپنا وقت ایسے ہی برباد کر رہا ہوں۔۔ اگر یہ تمہارا نہیں ہے تو تمہارا دوسرا ٹاپس کدھر ہے۔۔۔۔"

اس کے خالی کان کو گھورتے وہ دھاڑا تھا۔۔۔

جو اس کی پر تپش سانسوں اور خوف سے لال ہوتا دہک رہا تھا۔۔

"مم میرے پاس ہے۔۔۔ میں کہہ رہی ہوں یہ میرا نہیں ہے۔۔۔"

اپنی درد سے ٹوٹتی کلائی کو اس کی بے رحم گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کرتی وہ ملتجی لہجے میں بولتی سلطان لاشاری کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔۔

اس کی گرفت ڈھیلی پڑتے دیکھ اس نے جلدی سے اپنی کلائی کو آزاد کروایا تھا۔۔ مگر وہ اس کی اتنی دیر کی وحشیانہ گرفت کی وجہ سے اب حرکت کرنے کے قابل نہیں رہی تھی۔۔۔

"میرا ٹاپس میرے پاس ہے۔۔۔ میں دکھاتی ہوں آپ کو۔۔ یہ میرا نہیں ہے۔۔ میرے اس کان میں درد تھا تو ابھی یہاں آنے سے پہلے ہی اتارا میں نے اسے۔۔۔۔"

اس نے صوفے پر اپنے قریب گرے بیگ میں ہاتھ ڈالتے اس میں رکھے چھوٹے سے باکس کو ٹٹولا تھا۔۔وہ چھوٹا سا جیولری باکس تھا۔۔۔ جس میں سے ویسا ہی ٹاپس نکال کر اس نے سلطان کے سامنے کیا تھا۔۔۔

اس شخص سے جان بخشوانے کی امید اس کی آنکھوں میں آن ٹھہری تھی۔۔۔

"یہ دیکھیں میرا ٹاپس۔۔وہ میرا نہیں ہے۔۔۔۔"

اس کے آگے اپنی شفاف ہتھیلی پر رکھ کر وہاں ٹاپس اس کی جانب بڑھاتے اس نے کچھ لمحوں کے لیے سلطان لاشاری کو بھی گنگ کر دیا تھا۔۔

اس کی ہتھیلی پر رکھا ٹاپس بالکل ویسا ہی تھا۔۔جو اس کے ایک کان میں اور سلطان کی مٹھی میں موجود تھا۔۔

وہ ایک دم سے اس سے دور ہوا تھا۔۔۔

اس نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ لی تھیں۔۔۔اگر یہ لڑکی بے قصور تھی تو اور اصل مجرم کون تھا۔۔۔

آخر اس کا ایسا کونسا دشمن پیدا ہو گیا تھا جس نے اس کے قہر کو آواز دے دی تھی۔۔۔اس کے دشمن بھی ایک حد تک رہ کر اس سے مخالفت کرتے تھے۔۔

آج تک کسی نے بھی اس حد کو پار کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔کیونکہ سب ہی اس کی پاور سے واقف تھے۔۔

وہ نسلیں برباد کر دینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔۔

وہ ایک ایسی چٹان تھا جس سے ٹکرانے والا خود ہی پاش پاش ہو جایا کرتا تھا۔۔۔

"جاسکتی ہو تم یہاں سے۔۔۔۔اور کوشش کرنا دوبارہ میرے سامنے مت آؤ۔۔۔ نجانے کیوں عجیب سی نفرت محسوس ہو رہی ہے تم سے۔۔۔اگر اپنی سلامتی چاہتی ہو تو دوبارہ میرے سامنے مت آنا۔۔۔۔"

اس کا اکھڑ اور بے رحم لہجہ صوفے سے اٹھتی شہوار کی سماعتوں سے ٹکرایا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں بھی ویسی ہی نفرت تھی۔۔۔

"میں جیسے مری جا رہی ہوں نا اس کے دیدار کے لیے۔۔۔"

اس نے دانت پیستے اپنی طرف سے سرگوشی کی تھی مگر یہ سرگوشی سلطان لاشاری کی زیرک سماعتوں تک با آسانی پہنچ چکی تھی۔۔۔

اس نے پلٹ کر خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔وہ اپنے دھیان میں اپنی کلائی کو دوسرے ہاتھ سے دباتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے چل رہی تھی۔۔۔۔سلطان کی نگاہیں غیر محسوس انداز میں اس کے پیروں کی جانب گئی تھیں۔۔اس کے دائیں پیر پر اسے خون کی بوندیں نظر آئی تھی۔۔۔وہ پیچھے سے کٹ گیا تھا۔

صوفے پر اس کی دھکا دینے کے نتیجے میں شہوار کا پاؤں سامنے رکھے کانچ کی ٹیبل سے ٹکرایا تھا۔۔یہ چوٹ اسی کی وجہ سے لگی تھی۔۔۔

"ایڈیٹ۔۔۔۔"

اس نے زیر لب بڑبڑاتے اپنا فون نکال کر دلاور بخش کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔

"اس لڑکی پر پوری طرح سے نظر رکھو۔۔یہ کہاں جاتی ہے کس سے ملتی ہے۔۔۔کن لوگوں سے تعلقات ہیں اس کے۔۔چھوٹی سے چھوٹی بات پر نظر رکھو۔۔اور ہاں تمہاری شناخت اس لڑکی کے سامنے نہیں آنی چاہیے۔۔۔۔بہت شاطر ہے یہ۔۔۔مجھے ابھی بھی

اس پر شک ہے۔۔۔جو لڑکی قتل کر سکتی ہے۔۔وہ اپنا کھویا ہوا ٹاپس بھی بنوا سکتی ہے۔۔۔"

اپنے مخصوص سرد لہجے میں بولتا وہ کال کاٹ گیا تھا۔۔۔

شہوار بہت مشکل سے باہر آئی تھی۔۔۔

اسے پیر میں بہت درد ہو رہا تھا۔۔۔ آنسو سے متواتر آنسو بہہ رہے تھے۔۔

"گھٹیا کمینہ انسان۔۔۔ صرف شک کی بنیاد پر ایسا کون کرتا ہے۔۔یہ تو اپنی ان کالی بھیڑوں سے بھی پوچھوا سکتا تھا کہ وہ ٹاپس میرا ہے یا نہیں۔۔۔"

وہ اپنے ہی دھیان میں زیر لب بڑبڑاتی آگے بڑھ رہی تھی جب اچانک سے کسی کے سامنے آجانے کی وجہ سے وہ گھبرا کر رک گئی تھی۔۔۔

اس کی بڑبڑاہٹ اتنی اونچی ہوتی تھی کہ کچھ فاصلے پر کھڑا شخص بھی آسانی سے سن پاتا تھا۔۔

اس بات پر ندا اکثر اسے ٹوک چکی تھی۔۔۔ مگر وہ ہمیشہ بول جانے کے بعد اس بات کا خیال کرتی تھی۔۔۔

اس وقت بھی سامنے کھڑے اس کے گارڈ کی سیاہ آنکھوں سے نکلتے شعلے بتا رہے تھے کہ وہ اس کی ساری باتیں سن چکا تھا۔۔۔۔

یہ وہی شخص تھا جو اسے یہاں لایا تھا۔۔۔اس کا ساتھی اسے دلاور کہہ کر پکار رہا تھا۔۔۔

ایک لمحے کے لیے اسے دیکھ کر وہ خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔کہ کہیں پھر سے یہ اسے اٹھا کر اپنے اسے وحشی باس کے پاس نہ پھینک آئے۔۔۔مگر اگلے ہی لمحے وہ خود کو مضبوط ظاہر کرتی۔۔۔اسے صاف اگنور کرتی آگے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

"گاڑی میں بیٹھیں۔۔۔باس کا حکم ہے آپ کو جہاں سے لائیں ہیں وہیں چھوڑ کر آنا ہے۔۔۔"

وہ پہلے کی طرح اپنے باس کا مشیر بنا اسے پھر سے حکم دے رہا تھا۔۔۔

مگر شہوار اسے نظر انداز کرتی چلتی رہی تھی۔۔۔۔

"میں آپ سے مخاطب ہوں۔۔۔"

وہ اتنے دھیرے دھیرے چل رہی تھی کہ اس نے وہیں کھڑے ہوتے اسے دوبارہ آواز لگائی تھی۔۔۔

"آپ لوگوں کے ساتھ آخر مسئلہ کیا ہے۔۔۔۔کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔۔۔خدا کے لیے میری جان چھوڑ دیں۔۔"

شہوار زچ ہوتے بولی تھی۔۔اس عالیشان بنگلے میں اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔۔وہ وہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔۔۔

اس کے نفرت آمیز انداز پر دلاور نے خاموشی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

شہوار کے پیر سے بہت زیادہ خون نکل رہا تھا۔۔ کٹ شاید زیادہ۔ گہرا تھا۔۔

شہوار نے لب بھینچتے اپنے درد کو ضبط کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

اس بنگلے کا احاطہ ہی اتنا بڑا تھا کہ اتنے دور تک چلنا اس کے لیے بہت زیادہ تکلیف دہ تھا۔۔۔

"یہ رومال باندھ لیں آپ کا خون کافی زیادہ بہہ رہا ہے۔۔۔"

اس نے قریب آتے اپنا رومال شہوار کی جانب بڑھایا تھا۔۔۔ شہوار جو پہلے ہی بہت مشکل سے اپنا درد ضبط کیے ہوئے تھی۔۔ اس کا بڑھا ہوا رومال تھام کر اسے دور پھینک دیا تھا۔۔۔

"یہ رومال لے جا کر اپنے اس فرعونیت بھرے باس کی گردن پر باندھ دو۔۔۔ جس گھٹیا انسان کو کسی نے عورتوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں سکھائی۔۔۔

تم جس طرح سے مجھے میرے محلے سے اٹھا کر لائے ہوں۔۔۔ وہاں اب تک میری عزت کا جنازہ نکل چکا ہو گا۔۔۔ تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔ مجھے بخش دو۔۔۔ میں خود چلی جاؤں گی۔۔۔"

شہوار غصے میں دلاور کو اس کے باس کے حوالے سے نجانے کتنی غلط باتیں بول گئی تھی۔۔ جس سننے کے بعد دلاور کا چہرا غصے سے لال ہو چکا تھا۔۔۔

مگر اس نے بنا کچھ بولے ڈرائیور کو گاڑی قریب لانے کا کہا تھا۔۔۔

"بیٹھ جائیں۔۔۔ ورنہ میں اٹھا کر خود بیٹھا دوں گا۔۔۔ سلطان لاشاری کا کوئی بھی ملازم ان کا دیا حکم پورا کرنے کے لیے اپنی جان تک دے سکتا ہے۔۔۔ اس لیے آپ یہ بھول جائیں کے آپ اپنی مرضی سے یہاں سے جا پائیں گی۔۔۔

اگر سر نے آپ کو ایسے ہی دیکھ لیا تو اب کی بار آپ کو ان کے قہر سے کوئی نہیں بچا پائے گا۔۔۔"

دلاور اپنی بات مکمل کرتا گاڑی کا دروازہ اس کے لیے کھول گیا تھا۔۔۔ جس پر شہوار مٹھیاں بھینچتے ناچار گاڑی کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

"کمینے آدمی کا کمینہ ملازم۔۔۔"

اب بھی اس کی بڑبڑاہٹ کافی اونچی تھی۔۔۔

جس کا اندازہ اسے اپنے بیٹھنے کے بعد اس شخص کے انتہائی جارحانہ انداز میں گاڑی کا دروازہ بند کرنے پر ہوا تھا۔۔۔

شہوار نے خوفزدہ ہوتے ترچھی نگاہیں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اسے اچانک سے یاد آیا تھا کہ اسی شخص کے کہنے کی وجہ سے سلطان لاشاری نے اس کی جان بخشی کی تھی۔۔۔

ورنہ اگر اسے ٹائم پر این ہیلر نہ ملتا تو اب تک اس کی روح پرواز کر چکی ہوتی۔۔۔

گاڑی میں بیٹھ کر اس نے اپنے دوپٹے کا پلو پھاڑتے زخم پر ٹشور کھتے زخم کی بینڈیج کر لی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے وقتی طور پر خون رک گیا تھا۔۔

زور سے دوپٹہ باندھنے کی وجہ سے اس کے لبوں سے بے اختیار سسکی نکلی تھی۔۔۔ جس پر اپنے دھیان میں بیٹھے دلاور کی بے ساختہ نگاہیں بیک ویو مرر پر اٹھی تھیں۔۔

در شہوار نے بھی اسی لمحے اس جانب دیکھا تھا۔۔۔

نگاہوں کے اس تصادم پر وہ گڑبڑا گئی تھی۔۔۔

فوراً نگاہیں پھیرتے وہ باہر کی جانب دیکھنے لگی تھی۔۔۔

پیر کے ساتھ ساتھ اسے کلائی پر بھی جلن کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔

جہاں اس وحشی انسان کی تینوں انگلیاں پیوست تھیں۔۔

انگلیوں کے سرخ نشان واضح تھے۔۔

در شہوار بے اختیار اس گھٹیا انسان کو کوس کر رہ گئی تھی۔۔۔

اسے خود پر گرم نگاہوں کی تپش محسوس ہوئی تھی۔۔

اس نے نگاہیں اٹھا کر فوراً آگے دیکھا تھا۔۔۔

لیکن دلاور چہرا کھڑکی کی جانب موڑے بیٹھا تھا اور ڈرائیور اپنے

دھیان میں گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔

اپنا وہم سمجھتے اس کے فوراً رخ موڑ لیا تھا۔۔۔

وہ اس وقت عجیب سی کیفیت کا شکار تھی۔۔۔۔

کتنے برے لوگ رہتے تھے اس دنیا میں۔۔۔جو خود کو اشرف

المخلوقات سمجھتے تھے۔۔۔

اور باقی سب کو زمین پر رینگتے ہوئے کیڑوں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے۔۔۔ جنہیں جب دل چاہا مسل دیا۔۔۔

گاڑی اسی جگہ پر روکی گئی تھی جہاں سے وہ اسے لے کر گئے تھے۔۔۔۔

"شکریہ۔۔۔۔"

گاڑی سے اترتے اس نے ناچاہتے ہوئے بھی باہر نکل کر کھڑے دلاور کو مخاطب کر لیا تھا۔۔۔۔

وہ شخص اب بھی نقاب میں ہی تھا۔۔۔۔ کیونکہ اس کے باس کی جانب سے اپنی شناخت چھپانے کی سختی سے ہدایت کی گئی تھی۔۔۔

شہوار کی بات پر اس نے بنا کچھ بولے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"اپنے اس حیوان باس سے میری جان بچانے کے لیے۔۔۔جو صرف ایک غلط فہمی کی وجہ سے میرے لیے بھیڑیا بن گیا تھا۔۔ خیر شکر ہے کہ یہ میری اس شخص سے پہلی اور آخری ملاقات تھی۔۔ گھن اور کراہیت محسوس ہوتی ہے مجھے ایسے لوگوں سے۔۔۔"

اپنی بات مکمل کرتی وہ وہاں سے پلٹ گئی تھی۔۔۔۔

اس نے ایک بار بھی پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔۔ اگر دیکھ لیتی تو شاید ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ پاتی۔۔۔۔

کیونکہ پیچھے کھڑے شخص کی آنکھوں میں اس وقت خون اتر آیا تھا۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے چلتی اپنے گھر میں داخل ہو چکی تھی۔۔

گھر کی دہلیز عبور کرتے اس نے پلٹ کر دیکھا تھا۔۔

وہ گاڑیاں دھول اڑاتی وہاں سے جا چکی تھیں۔۔۔اس اڑتی دھول کو دیکھتی وہ آنکھوں میں عجیب سا تاثر لیے اندر آ گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ڈاکٹر صاحب۔۔۔؟؟ آپ لوگوں سے اگر یہ کیس ہینڈل نہیں ہو پا رہا تھا تو مجھے بتا دیتے۔۔۔۔میں باہر سے

سرجنز کی ٹیم فوری طور پر منگوانے کی حیثیت رکھتا ہوں۔۔۔ آپ لوگوں کی نااہلی کی وجہ سے اگر تیمور کو کچھ ہوا تو میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔۔۔"

سب لوگ پہلے سے ہاسپٹل میں موجود تھے۔۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہاں پہنچا تھا۔۔۔

بہت زیادہ خون بہہ جانے اور سینے کے قریب وار کیے جانے کی وجہ سے تیمور کی حالت کافی سیریس تھی۔۔۔

ڈاکٹرز نے چوبیس گھنٹے مزید کریٹیکل بتائے تھے۔۔۔ اس دوران کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔۔

سلطان یہ بات سنتے ہی بپھر اٹھا تھا۔۔۔ تیمور اور وہ بچپن کے دوست تھے۔۔۔ بھائیوں سے بڑھ کر تھے وہ ایک دوسرے کے لیے۔۔۔ سلطان لاشاری جو بڑے بڑے طوفان آرام سے سہہ جاتا تھا۔۔ اپنے بھائیوں جیسے دوست کی تکلیف برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔ اسے یہی بات کھائے جا رہی تھی کہ وہ اتنا پاور فل ہونے کے باوجود ابھی تک تیمور کے مجرم کو سلاخوں کے پیچھے نہیں پہنچا پایا تھا۔۔۔

"سر ہم آپ کی پریشانی اور تکلیف سمجھ رہے ہیں۔۔۔ مگر آپ بھی ہماری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔ اس وقت تیمور صاحب کو

کہیں بھی اور شفٹ کرنا ان کے لیے مزید خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔۔۔"

ڈاکٹرز اس کے سامنے رسانیت سے بولتے اس کے اشارے پر وہاں سے ہٹ گئے تھے۔۔ اس نے دلاور کو برطانیہ سے ڈاکٹرز کی ٹیم بلوانے کا حکم جاری کیا تھا۔۔۔

خود وہ اس وی آئی پی روم کی جانب آ گیا تھا۔۔۔ جہاں اس وقت تیمور اور اس کے گھر والے موجود تھے۔۔۔

"سلطان یہ ڈاکٹرز کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ تیمور ٹھیک کیوں نہیں ہو رہا۔۔ تم کچھ کرو نا پلیز۔۔ اسے کچھ نہیں ہونا چاہیئے۔۔۔"

اسے دیکھتے ہی رو رو کر نڈھال ہوئی آئمہ اس کے قریب آتی سلطان کے کندھے پر سر ٹکا گئی تھی۔۔۔

"کچھ نہیں ہو گا تیمور کو۔۔۔میں کچھ نہیں ہونے دوں گا اسے۔۔۔ تم رو مت۔۔۔"

آئمہ کے آنسو صاف کرتا وہ اس کے گرد اپنے بازو کا مضبوط حصار قائم کر گیا تھا۔۔۔

آئمہ تیمور کی بہن اور سلطان کی ماموں زاد تھی۔۔اپنے اکلوتے بھائی کی حالت دیکھ اس سے برداشت نہیں ہو پا رہا تھا۔اس وجہ سے سلطان کو دیکھتے ہی وہ اس کے ساتھ آن لگی تھی۔۔۔

"اس کے مجرم ابھی تک کیوں نہیں پکڑے جا رہے۔۔اس نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔۔۔اسے اتنی بے دردی سے کیوں مارا گیا۔۔۔؟"

آئمہ اس کے کندھے پر سر رکھے مسلسل روئے جا رہی تھی۔وہاں کھڑے تمام لوگوں کی یہی حالت تھی۔۔

"بہت جلد سب پتا چل جائے گا۔۔۔ابھی ہمارا فوکس صرف تیمور کی ریکوری پر رہنا چاہیے۔۔رو مت دعا کرو وہ جلد ٹھیک ہو جائے۔۔"

سلطان اسے تسلی دیتا ایک اہم کال آنے پر سائیڈ پر ہوا تھا۔۔

"سر کنیز نامی ملازمہ جو کل رات فرار ہوئی ہے۔۔۔اس کے گھر پر بھی تالا پڑا ہے۔۔ارد گرد کے لوگوں سے پوچھ گچھ کرنے پر پتا چلا

کہ کنیز بی بی کے کسی محلے والے کے ساتھ بھی ایسے تعلقات نہیں تھے کہ کسی کو اس کے آنے جانے کا کچھ بھی پتا ہو۔۔۔ وہ اکیلی رہتی تھی گھر میں۔۔ پچھلے دو دنوں سے وہ گھر آئی ہی نہیں۔۔۔ اس کے کسی بھی خاندان والے کا بھی کچھ پتا نہیں۔۔۔ ہم اپنی سورسز کے ذریعے کنیز بی بی کے بارے میں باقی سب کچھ بھی پتا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔"

دلاور اسے ساری تفصیل بتا رہا تھا۔۔۔ جو سنتے سلطان لاشاری کے چہرے کے زاویہ مقابل یقین حد تک بگڑ چکے تھے۔۔۔

ایسا کون تھا جس نے یہ سب کیا تھا کہ وہ اپنی پوری قوت لگا دینے کے بعد بھی مجرم تک نہیں پہنچ پا رہا تھا۔۔۔ اس نے اپنا کوئی سراغ نہیں چھوڑا تھا۔۔ تیمور کے موبائل کا سارا سی بی آر نکلوایا گیا تھا۔۔

وہاں سے ایک مشکوک نمبر نکلا تھا۔۔۔ جس پر تیمور کی طرف سے بہت بار کالز اور میسجز کی گئی تھیں۔۔ انہیں لگا تھا کہ شاید وہ مجرم کے قریب پہنچ جائیں۔۔۔ مگر اس نمبر کے بارے میں ساری معلومات نکلوانے پر وہ نمبر بھی تیمور کے اپنے نام پر ہی نکلا تھا۔۔ جو فون میں وہ نمبر استعمال کیا گیا تھا وہ بھی تیمور کی ہی ملکیت تھا۔۔۔

یہ ساری باتیں کیس کو مزید الجھا رہی تھیں۔۔ آخر کون تھی وہ لڑکی جسے تیمور نے اتنا سپورٹ کیا تھا۔۔۔ بہت سی باتیں ایسی تھیں کہ جن کے جواب صرف تیمور ہی دے سکتا تھا۔۔ جس کی حالت اس وقت انتہائی تشویشناک تھی۔۔

حملہ آور نے اسے اپنی طرف سے مار کر ہی چھوڑا تھا۔۔ یہ اس کی قسمت تھی کہ وہ بچ گیا تھا۔۔۔ لیکن ابھی بھی ڈاکٹر اس کی جو کنڈیشن بتا رہے تھے۔۔ اس نے باہر کھڑے لوگوں کی سانسیں چھین لی تھیں۔۔۔

"آئم سوری سر۔۔۔ ہم نے بہت کوشش کی مگر پیشنٹ کی حالت کے باعث انہیں کومہ میں جانے سے نہیں بچا پائے۔۔۔ وہ کب تک ایسے ہی رہیں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔۔۔ ان کی ریکوری یے چانسز صرف دس پرسنٹ ہیں۔۔۔"

ڈاکٹر اپنی بات کہتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔ جبکہ وہاں کھڑے لوگ سکتے میں آ چکے تھے۔۔۔ اس لڑکی کے لیے ان سب کے لبوں سے بدعائیں نکل رہی تھیں۔۔۔ جس نے ان کے ہنستے مسکراتے تیمور کو زندہ لاش بنا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

"سلطان مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔۔"

آئمہ کو ریلیکس کرنے کے بعد راحیلہ بیگم اپنی ساڑھی کا پلو درست کرتیں سلطان کے پاس آئی تھیں۔۔۔جو آئی سی یو کے دروازے کے سامنے کھڑا اندر مشینوں میں جکڑے اپنے دوست کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

راحیلہ بیگم کی آواز پر بھی اس نے نگاہیں نہیں موڑی تھیں۔۔بس سر ہلا کر انہیں بولنے کی اجازت دی تھی۔۔

"یہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس میں تیمور بھی کہیں نہ کہیں قصوروار نظر آرہا ہے۔۔وہ لڑکی جو کوئی بھی تھی تیمور خود اسے فارم ہاؤس پر لے کر گیا تھا۔۔۔اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔۔۔"

راحیلہ لاشاری کے لہجے میں خفگی واضح تھی۔۔۔

"مام کیا کہنا چاہتی ہیں آپ۔۔۔؟؟"

وہ اب بھی اپنی پتھریلی نگاہیں تیمور کے اکسیجن ماسک لگے چہرے پر گاڑھے ہوئے تھا۔۔اس کا سرد و سپاٹ لہجے پر ایک لمحے کے لیے راحیلہ لاشاری خاموش ہوئی تھیں۔۔۔

"ہماری پارٹی کی ریپوٹیشن خراب ہو رہی ہے سلطان۔۔۔تمہاری اتنی محنت ہیں اس سب پر۔۔میں اسے برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔۔ تمہارے مخالفین اس کیس کو اچھال کر تمہارا امیج خراب کرنا چاہ

رہے ہیں۔۔۔ پارٹی کے نام پر میں کوئی کمپرومائز برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ تمہیں فلحال کچھ بھی کر کے اس کیس کو دبانا ہو گا۔۔۔"

راحیلہ لاشاری ایک ہی سانس میں ساری بات کہہ گئی تھیں۔۔۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کی یہ بات سن کر ان کا بیٹا کیسے غصے سے بپھر جائے گا۔۔۔ وہ تیمور سے نگاہیں ہٹاتے ان کی جانب پلٹتا اپنی ڈارک براؤن آنکھیں میں غضبناکی لیے ان پر گاڑھ گیا تھا۔۔۔

"آپ ہوش میں تو ہیں۔۔؟ آپ کو کب سے پارٹی کی ریپوٹیشن اور میری محنت کی فکر ہونے لگی۔۔۔ میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں

اب پھر کہہ رہا ہوں۔۔ میرے معاملات میں انٹرفیئر مت کیا کریں۔۔۔ یہی آپ کے لیے اچھا رہے گا۔۔۔"

سلطان انہیں ان کی اوقات بتاتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔ جبکہ راحیلہ بیگم وہاں کھڑی اپنی مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی تھیں۔۔۔ کہنے کو یہ ان کا اکلوتا بیٹا تھا۔۔۔ مگر انہیں ان کی کہی جانے والی ہر بات پر ایسے ہی بے عزت کر کے رکھ دیتا تھا۔۔۔

انہیں تیمور اور اس کی فیملی بالکل بھی پسند نہیں تھی۔۔۔ جنہوں نے پوری طرح سے ان کے بیٹے کو اپنے بس میں کر کے رکھا ہوا تھا۔۔۔ آئمہ سلطان کو کس حد تک چاہتی تھی یہ بات بھی وہ بہت اچھے سے

جانتی تھیں۔۔۔انہیں سلطان کی سائیڈ سے کچھ نہیں پتا تھا۔۔مگر وہ جس طرح آئمہ کو اہمیت دیتا تھا۔۔۔انہیں یہی ڈر تھا کہ کہیں آئمہ ان کی بہو بن کر ان کے سر پر نہ مسلط کر دی جائے۔۔۔

وہ ابھی تک اسی جگہ پر جمی کھڑی تھیں۔۔جب انہیں فیروز لاشاری کی کال موصول ہوئی تھی۔۔۔وہ ایک دم سے الرٹ ہوئی تھیں۔۔۔

"السلام وعلیکم ابا جان۔۔۔۔"

وہ فون پر بات کر رہے تھے۔۔۔لیکن ان کا خوف اتنا تھا کہ راحیلہ بیگم نے وہاں کھڑے کھڑے سر پر ساڑھی کا پلو ڈال لیا تھا۔۔۔

"کیا کرتا پھر رہا ہے تمہارا بیٹا۔۔۔ کیوں اپنے ہاتھوں سے اپنی ساکھ داؤ پر لگا رہا ہے۔۔ یہ وقت ایسے مسائل کو اچھالنے کا بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔۔"

فیروز لاشاری کافی غصے میں لگ رہے تھے۔۔۔ ان کا پوتا کبھی ان کی کوئی بات نہیں سنتا تھا۔۔ ہمیشہ اپنی ہی چلاتا تھا۔۔۔

انہیں بھی تیمور بہت عزیز تھا۔۔ بچپن سے اسے سلطان کے ساتھ دیکھتے آئے تھے۔۔۔ تیمور کے والد کے ساتھ ان کے اچھے تعلقات تھے۔۔ لیکن ان سب سے اوپر انہیں اپنا پوتا تھا۔۔۔ جس کو کسی قسم کا نقصان ہوتا نہیں دیکھ سکتے تھے وہ۔۔۔۔

"ابا جان میں یہ سب کہہ چکی ہوں اس سے۔۔۔ مگر وہ میری بات ماننا تو دور سننا بھی پسند نہیں کرتا۔۔۔"

راحیلہ لاشاری کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔۔۔ مگر وہ اپنے سسر کا خیال کرتے لحاظ میں رہ کر بات کر رہی تھیں۔۔۔

"ہمم۔۔۔ تمہاری نااہلی اور نالائقی سے بہت اچھی طرح واقف ہوں بہو۔۔۔ جس سے ایک اولاد بھی نہیں سنبھالی جا رہی۔۔۔"

انہیں طنزیہ لہجے میں سناتے وہ کال کاٹ گئے تھے۔۔۔

"ہونہہ اس خاندان میں مجھے تو صرف بے عزت کرنے کے لیے رکھا ہوا ہے ان دونوں دادا پوتے نے۔۔۔ مجھے سنا رہے ہیں جبکہ

سنبھالا خود سے اپنا پوتا نہیں جا رہا۔۔۔مجھے جو کال کی ہے وہی اپنے پوتے کو کر لیتے۔۔۔"

راحیلہ لاشاری زیر لب بڑبڑاتے وہاں سے ہٹ گئی تھیں۔۔۔ آئمہ کو سلطان کے سینے سے لگا دیکھ وہ مزید جل اٹھی تھیں۔۔۔انہیں یہ لڑکی جتنی بری لگتی تھی۔۔اتنی ہی ہر وقت سلطان کے ساتھ چپکی نظر آتی تھی۔۔

اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر وہ سلطان کے سینے پر سر رکھے آنسو بہائے جا رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کہاں تھی تم۔۔۔؟؟ بولا تھا نا کہ آج جلدی آنا گھر۔۔۔ آج آنے دو اپنے ماموں کو۔۔ بتاتی ہوں اسے میں کہ تم کیا کر توت کرتی پھر رہی ہو۔۔۔ کن لوگوں کے ساتھ گئی تم۔۔۔۔ پچھلے دو گھنٹوں سے محلے کا ہر بندہ آکر مجھ سے پوچھ چکا ہے کہ شہوار کو کون لوگ اٹھا کر لے گئے۔۔۔ اب تک نجانے کتنے جھوٹ بول چکی ہوں۔۔۔ اب سچ سچ بتاؤ مجھے۔۔۔ کہاں گئی تھی۔۔۔ ورنہ گھر سے نکلنا بند کروادوں گی تمہارا۔۔۔"

وہ ابھی اپنے روم میں آکر بیٹھی ہی تھی جب تہمینہ مامی کمر پر ہاتھ رکھے اس کے سر پر آن کھڑی ہوئی تھیں۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھی اپنا سکارف گلے سے اتارنے لگی تھی۔۔۔بالوں کو کیچر سے آزاد کرتی وہ لمبے بالوں کی آبشار کو کمر پر بکھیر گئی تھی۔۔۔

"کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے۔۔۔کہاں سے آرہی ہو۔۔؟؟"

اب کہ وہ اس کے سامنے آتے پہلے سے بھی زیادہ اونچی آواز میں چلائی تھیں۔۔۔جب شہوار نے اپنے پرس سے ایک پیسوں کا بھرا خاکی شاپر نکال کر ان کی جانب بڑھا دیا تھا۔۔۔جو کافی موٹا تھا۔۔۔

جسے دیکھ تہمینہ مامی کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔۔۔

"یہ پکڑیں اور پلیز اب اس کے بعد کوئی سوال مت کیجیے گا۔۔۔ بہت زیادہ تھک گئی ہوں میں آرام کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔"

وہ ان کی پسندیدہ شے ان کے حوالے کر چکی تھی۔۔۔اسے اس کی مامی نے اپنے گھر اس کی کمائی کی وجہ سے ہی رکھا ہوا تھا۔۔۔وہ ہر مہینے انہیں ایسے ہی بھاری رقم دے دیتی تھی۔۔جس کے بعد انہیں اس کی کسی بھی بات سے کوئی مسئلہ نہیں رہتا تھا۔۔۔

"ہاں ہاں آرام کرو تم۔۔۔اب جو بھی کوئی آیا میں اس کے سوالوں کے جواب خود دے دوں گی۔۔۔تم جہاں بھی گئی ہو گی کام سے ہی گئی ہو گی۔۔۔"

تہمینہ مامی نے آگے ہو کر اس کے سر کو پیار سے سہلانا چاہا تھا مگر شہوار نے فوراً اپنا سر پیچھے کر لیا تھا۔۔۔اسے اس مصنوعی محبت کی

کوئی ضرورت نہیں تھی۔۔ بلکہ اسے کسی قسم کی محبت کی کوئی چاہ نہیں تھی۔۔

"نخرے تو ایسے دکھاتی ہے جیسے کسی ریاست کی ملکہ ہو۔۔ پتا نہیں کن مردوں کے بیچ رہتی ہے سارا دن۔۔ خیر ہمیں کیا۔۔ ہمیں تو ان پیسوں سے غرض ہے۔۔"

اسے نخوت بھری نگاہوں سے گھورتی وہ دل ہی دل میں بولتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔ جبکہ ان کے جاتے ہی شہوار نے بیڈ سے اٹھتے دروازہ اندر سے لاک کر دیا تھا۔۔ تاکہ دوبارہ گھر کا کوئی بھی فرد آکر

اسے ڈسٹرب نہ کرے۔۔۔ آج اس کا پورا دن بہت ہی مشکل گزرا تھا۔۔۔

اور رہی سہی کسر اس سلطان لاشاری نے پوری کر دی تھی۔۔

بیڈ پر بیٹھتے اس نے اپنے زخمی پیر کو دیکھا تھا جس میں درد حد سے بڑھ گیا تھا۔۔۔ مسلسل چلنے کی وجہ سے اب زخم مزید خراب ہو چکا تھا۔۔

وہ روئی کی مدد سے زخم سے خون صاف کرتی دوا لگا کر بینڈ یج کرنے لگی تھی۔ اس کے چہرے پر تکلیف بھرے آثار تھے۔۔ مگر آنکھوں میں ایک آنسو بھی نہیں آیا تھا۔۔ اپنے درد کو سینے میں چھپا کر رکھنے

کا ہنر آتا تھا اسے۔۔ پاؤں کو احتیاط سے آگے کرتے اس نے اپنی کلائی پر بنے اس شخص کی انگلیوں کے نشان دیکھے تھے۔۔۔

آنکھوں میں ایک دم سے نفرت اور کراہیت کا احساس نمودار ہوا تھا۔۔۔

"گھٹیا، کمینہ۔۔۔ مجھے بھی ویسی ہی لڑکی سمجھا جنہیں اپنے بستروں کی زینت بناتا ہے۔ خود عیاشیاں کرتے پھرتے ہیں یہ معزز لوگ اور اگر کچھ ہو جائے تب بھی ہمارا ہی جینا حرام کرتے ہیں۔۔۔ اس تیمور کمال کے ساتھ یہ جو کچھ بھی ہوا اس کا اپنا ہی کوئی قصور ہو گا۔۔۔ ورنہ ان لوگوں سے کوئی انسان خود جا کر دشمنی مول نہیں لیتا۔۔"

شہوار کو اس وقت شدید غصہ آرہا تھا۔۔جب اسی لمحے اس کا دائیں جانب رکھا موبائل بج اٹھا تھا۔۔۔جس پر جگمگاتا نمبر دیکھ وہ بدمزا ہوئی تھی۔۔۔

"تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟"

اس کے کال پک کرتے ہی بہت بے چینی بھرے انداز میں سوال کیا گیا تھا۔۔۔

"جی میں ٹھیک ہوں۔۔۔مجھے کیا ہونا ہے۔۔۔؟؟؟"

اس نے عام سے لہجے میں جواب دیا تھا۔۔اپنی اتنی فکر کیے جانا پسند نہیں تھا اسے۔۔

"وہ تمہارے محلے سے کافی عجیب و غریب باتیں سننے کو مل رہی تھیں۔۔۔ تہمینہ مامی نے امی کو بھی وہاں آنے سے روک دیا تھا کہ تم آج گھر پر نہیں ہو گی۔۔۔ اس لیے پوچھ رہا ہوں تم ٹھیک ہو؟؟؟"

ریان فکر مندی بھرے انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔ یک طرفہ محبت انسان کو ایسے ہی خوار کرتی تھی۔۔ جیسے اس وقت ریان ہو رہا تھا۔۔۔ وہ اس کی فکر میں مرے جا رہا تھا۔۔ جبکہ اس لڑکی کو اس کی زرا سی بھی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ بات بھی ایسے کرتی تھی جیسے اس پر احسان عظیم کر رہی ہو۔۔ لیکن ریان کے لیے یہی کافی تھا کہ وہ اس سے بات تو کر ہی رہی تھی۔۔۔ چاہے جس بھی دل سے۔۔۔۔

"میں در شہوار ہوں۔۔۔ اپنا اچھا برا بہت اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔ تمہیں میری فکر میں ہلکان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

شہوار کا لہجہ انتہائی بدلحاظی لیے ہوئے تھا۔۔ وہ ہر بار ریان سے ایسے ہی بات کرتی تھی۔ لیکن وہ ہر بار بے عزت ہونے کے بعد اگلی بار پھر سے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور اسے کال کر دیتا تھا۔۔ یا ملنے آجاتا تھا۔۔

"جب محبت ہو گی نا تمہیں تو پوچھوں گا تم سے۔۔۔ یہ تڑپ کیسی ہوتی ہے۔۔۔ خدا کرے تمہاری محبت یک طرفہ نہ ہو۔۔۔ تم جسے

چاہو جواباً وہ بھی تم سے محبت کرے۔۔۔یک طرفہ محبت کا یہ عذاب سہنا بہت مشکل کام ہے۔ہر انسان کے بس میں نہیں ہوتا۔۔۔"

ریان کا لہجہ افسردگی بھرا ہوا تھا۔۔

جس کہ جواب میں شہوار کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

ایک عجیب سی پراسرار مسکراہٹ۔۔۔۔

"وہ دن کبھی نہیں آئے گا جب مجھے کسی سے محبت ہو گی۔۔۔۔محبت کمزور انسانوں کا کام ہے۔۔۔اور در شہوار کمزور نہیں ہے۔۔۔جس کو اپنے آپ پر پورا اختیار ہے۔۔تم اپنی امی کو جس مقصد کے لیے بھیجنا چاہتے وہ مت کرو۔۔۔میری طرف سے تمہیں کچھ نہیں ملنے

والا۔۔۔زویا بہت اچھی لڑکی ہے تم سے محبت بھی بہت کرتی ہے۔۔۔اس سے شادی کر لو۔۔۔خوش رہو گے۔۔۔"

اپنی بات کہتی وہ کال کاٹ گئی تھی۔۔کسی کا محبت بھرا ہاتھ ٹھکرانے کے بعد بھی اس کے چہرے پر کسی قسم کا کوئی ملال نہیں تھا۔۔۔زویا اس کے ماموں کہ بیٹی تھی۔۔۔ریان جب بھی اس گھر میں آتا تھا۔۔تو وہ زویا کا کھلتا چہرا دیکھ اس کی اندورنی کیفیت اچھے سے جان گئی تھی۔۔

ریان ان کا ہمسایہ تھا۔۔۔کچھ وقت پہلے ہی وہ نئے گھر میں شفٹ ہوئے تھے۔۔۔وہ اس سے بہت محبت کرتا تھا۔۔

شہوار کے لیے یہ سب کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔۔۔اس نے ریان کو پہلے قدم پر ہی روک دیا تھا۔۔ مگر وہ اب تک اس کی بات نہیں سمجھ رہا تھا۔۔۔اسے لگ رہا تھا کہ وہ ایسا کرے گا تو ایک دن شہوار مان جائے گی۔۔۔ مگر یہ اس کی بہت بڑی غلط فہمی تھی۔۔

ایک بار پھر سے اس کا فون بجا تھا۔۔۔ندا کی کال تھی۔

"شہوار تیمور کمال کومہ میں چلا گیا ہے۔۔۔ابھی تک اس کے حملہ آوروں کا کچھ بھی پتا نہیں چل پا رہا۔۔۔مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ سلطان لاشاری کے فارم ہاؤس پر یہ واردات ہوئی کیسے۔۔۔کون

لوگ تھے وہ جو بنا کوئی ثبوت چھوڑے اتنے آرام سے تیمور کمال کو مار کر نکل گئے۔۔۔"

ندا افسردگی سے بولی تھی۔۔ یہ سچ تھا کہ اسے ہمیشہ سے سلطان لاشاری پر ایک کرش رہا تھا۔۔ وہ جتنا پاور فل اور پرشے کو اپنے کنٹرول میں رکھنے والا انسان تھا۔۔ بہت سے لوگ اسے اپنا آئیڈیل مانتے تھے۔۔ لیکن اب اس واقع کا ہو جانا اور سلطان لاشاری کی بے بسی سب کی سمجھ سے باہر تھی۔۔۔

"تمہاری اپنی بات میں تمہاری کشمکش کا جواب ہے ندا۔۔۔ خود سوچو جس انسان کے حکم کے مطابق ہمارے اس ملک کا نظام چلتا

ہے۔۔ جس کی پارٹی نے ہر جگہ اپنا سکہ چلا رکھا ہے۔۔ اس کے فارم ہاؤس پر کوئی ایسے کیسے اس کے دوست کو مار کر جا سکتا ہے۔۔ اور پوری رات کسی کو خبر بھی نہیں ہوئی۔۔ یہ بات دماغ میں فٹ نہیں ہو رہی۔۔۔"

شہوار تکیے کے ساتھ سر ٹکاتے سامنے لگی ایل ای ڈی پر نگاہیں جما گئی تھی۔۔ جہاں سکرین پر اب بھی تیمور کمال اور سلطان لاشاری کی خبریں ہی چل رہی تھیں۔۔۔

"کیا کہنا چاہتی ہو تم۔۔۔؟؟"

ندانا سمجھی سے بولی تھی۔۔۔

"مجھے تو مجرم سلطان لاشاری لگ رہا ہے۔۔اس نے خود ہی اپنے دوست پر حملہ کروایا ہے۔۔۔اس کی مرضی کے بغیر کوئی اس کے فارم ہاؤس پر قدم نہیں رکھ سکتا۔۔۔اس کی اور اس کی فیملی کی سیکورٹی کے لیے خاص کمانڈوز رکھے گئے ہیں۔۔۔پھر اس سب کو توڑ کر کیسے کوئی تیمور کمال تک پہنچ گیا۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ تیمور کمال کی اتنے ٹائم سے کوئی گرل فرینڈ ہو جس کے بارے میں اس کے دوست یا گھر کے کسی بھی فرد کو کچھ پتا نہ ہو۔۔۔نہ ہی تیمور کمال کی کسی کال ریکارڈنگ میں اس لڑکی کی کوئی آواز ملی ہو۔۔۔سلطان لاشاری پوری دنیا کو پاگل بنا رہا ہے اور دنیا والے بن رہے ہیں۔۔۔وہ

جانتا ہے تم جیسے اندھے لوگ اس کے دلدادہ ہیں۔۔۔وہ جو بولے گا تم لوگ مان جاؤ گے۔۔"

شہوار بول رہی تھی جبکہ ندا اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔۔۔در شہوار کی ایک ایک بات بالکل درست تھی۔۔

"مم مگر وہ اپنے ہی دوست کو کیوں مروائے گا۔۔۔؟اس سے اسے کیا فایدہ ہو سکتا ہے۔۔ یار مجھے نہیں لگتا وہ ایسا کچھ کرے۔۔۔اپنے دوست کی خاطر تو وہ اپنی ریپوٹیشن داؤ پر لگائے پورے ملک میں ہلچل مچائے ہوئے ہے۔۔۔"""

ندا کا دماغ کہیں نہ کہیں اب بھی یہ بات ماننے سے انکاری تھا۔۔۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔۔۔ تم جیسے بے وقوف لوگوں کی وجہ سے ہی تو ایسے لوگ اپنے ہر جرم سے بری الزمہ ہو جاتے ہیں۔۔۔ اب دیکھنا یہ شخص اپنا کرم چھپا جائے گا اور کچھ دنوں تک کسی بھی معصوم اور بے ضرر لڑکی کو پکڑ کر مروا دیں گے۔۔۔ خود پھر سے پوری دنیا کے آگے دندناتے پھریں گے۔۔۔"

شہوار کو اس وقت سلطان لاشاری انتہائی برا لگ رہا تھا۔۔۔ جس نے صرف ایک ٹاپس کے شک میں اس کے ساتھ انتہائی غیر انسانی سلوک کیا تھا۔۔۔

"مجھے کچھ نہیں پتا۔۔ تمہارے پاس بہت دماغ ہے تم ہی لگاؤ اس پر۔۔۔۔"

ندا کو اس کی باتیں سن کر اپنے سر میں درد ہونے لگا تھا۔۔ وہ کال کاٹ گئی تھی۔۔۔ جبکہ شہوار کے دل کو اب بھی سکون نہیں ملا تھا۔۔۔ اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر اس پر کچھ لکھتے اس کی ڈارک بلو آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ابا جان یہ سب کیا چل رہا ہے۔۔۔؟ صبح سے میں لوگوں کو جواب دے دے کر تھک گیا ہوں۔۔ سلطان کا جو دل چاہتا ہے وہ کرتا

پھرتا ہے۔۔۔ نجانے کس لڑکی کا معاملہ ہے۔۔۔ تیمور پہلے ہی مجھے ٹھیک انسان نہیں لگتا تھا۔۔۔ ہر وقت سائے کی طرح سلطان کے ساتھ رہتا تھا۔۔ میں پہلے ہی کہتا تھا کہ ضرور ایک دن یہ سلطان کا نام خراب کرے گا۔۔ اور اب وہی ہو رہا ہے۔۔۔ اور سلطان جسے چاہے تھا کہ اس معاملے کو دبا کر وہ اپنے ساکھ بچاتا۔۔ ہر جگہ بس اسی بات کے اشتہارات لگواتا پھر رہا ہے۔۔۔۔"

حشمت لاشاری غصے سے پیچ و تاب کھاتے اپنے باپ کے سامنے بہت مشکل سے ابھی بھی ضبط کیے ہوئے تھے۔۔۔

"بھائی صاحب سلطان لاشاری کوئی چھوٹا بچہ نہیں ہے کہ اسے اپنے اچھے برے کی پہچان نہ ہو۔۔۔ تیمور جان دیتا تھا اس پر۔۔ بھائیوں سے زیادہ عزیز ہے اسے۔۔۔ آپ چاہتے ہیں کہ وہ اسے تکلیف میں ایسے ہی چھوڑ دے۔۔۔ خود غرض نہیں ہے وہ۔۔۔"

ہر بات پر خاموش رہنے والی ثانیہ لاشاری کبھی سلطان کے خلاف کچھ نہیں سن سکتی تھیں۔۔ اس وقت بھی بھائی کے غصے کی پرواہ کیے بغیر وہ بول پڑی تھیں۔۔۔

"آپ تو رہنے ہی دیں۔۔۔ آپ کو وہ ہر حال میں بہتر لگتا ہے۔۔۔ چاہے وہ ہمارے سینوں میں گولیاں ہی کیوں نہ اتار دے۔۔۔"

ظہیر اپنی پھوپھو کو سلطان کے لیے وکالت کرتے دیکھ جل بھن کر رہ گیا تھا۔۔۔

"خاموش ہو جاؤ تم سب۔۔۔ تم کچھ بولنے کے قابل بھی ہو تم حشمت۔۔۔ تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں بچے تھے۔۔۔ وہ سلطان لاشاری ہی ہے جس نے ہمارے خاندان کو دوبارہ معاشرے میں معزز بنایا ہے۔۔۔ وہ اچھے سے جانتا ہے کہ اسے کب کیا کرنا ہے۔۔۔ میرے پوتے کے حوالے سے اب میں کوئی بات نہیں سنوں گا۔۔۔"

فیروز لاشاری جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھے سب کو سلطان کے حوالے سے آگ اگلتا دیکھ رہے تھے۔۔۔ سب کو ایک بار میں ہی خاموش کروا دیا تھا۔۔

سلطان پچھلے دو دنوں سے گھر نہیں آیا تھا۔۔۔ وہ پورا وقت تیمور اور اس کے خاندان کے ساتھ ہی تھا۔۔۔

اس کا ان لوگوں کو اتنی اہمیت دینا اس کے خاندان والوں کو بالکل بھی برداشت نہیں تھا۔۔۔ وہ سب ہی اس سے بہت محبت کرتے تھے۔۔ اس کی زرا سا خطرے یا مشکل میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔ وہ ان کے خاندان کا فخر تھا۔۔

فیروز لاشاری کی بات پر ڈرائنگ میں خاموشی چھا گئی تھی۔۔ جسے حواس باختہ سی بشرا کی گھبرائی آواز نے توڑا تھا۔۔۔ بشرا بتول لاشاری کی خاص ملازمہ تھی۔۔۔ جو پورا وقت ان کے ساتھ ہی پائی جاتی تھی۔۔۔

بتول بیگم کا پورا جسم پیرالائزڈ تھا۔۔ وہ اپنی مرضی سے اپنا ہاتھ ہاتھ بھی نہیں ہلا سکتی تھیں۔۔۔ بہت مشکل سے بات کر پاتی تھیں۔۔ بہت سے الفاظ تو سمجھ ہی نہیں آتے تھے۔۔۔ پچھلے چھ سال سے وہ اسی اذیت میں مبتلا تھیں۔۔

گھر کے سب لوگ ہمہ وقت ان کے آس پاس موجود رہتے تھے۔۔۔اگر زیادہ دیر کے لیے وہ کسی کو اپنے سامنے نہیں دیکھتی تھیں تو ان کی حالت خراب ہو جاتی تھی۔۔۔جیسے اس وقت ہوئی تھی۔۔۔

ان کو فٹس پڑنے لگتے تھے۔۔۔بشرا کے بتانے پر سب لوگ تیزی سے اس جانب بھاگے تھے۔۔۔

"اماں جان کیا ہوا آپ کو۔۔۔؟؟"

ثانیہ بیگم ان کے دونوں ہاتھ عقیدت سے اپنے لبوں سے لگاتیں ان کی آنکھوں سے گرے آنسو صاف کرنے لگی تھیں۔۔۔

جو کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔

"سس سل سلطاں۔۔۔۔"

بہت مشکل سے وہ یہ لفظ ادا کرنے میں کامیاب ہوئی تھیں۔۔۔

پچھلے دو دنوں سے سلطان انہیں ملنے نہیں آیا تھا۔۔وہ روز ان کے پاس ضرور آتا تھا۔۔اور اگر ملک سے باہر بھی ہوتا تھا تو ان سے ویڈیو کال پر ایک بار بات ضرور کرتا تھا۔۔مگر پچھلے دو دن سے وہ اس سارے معاملے میں ایسا پھنسا ہوا تھا کہ اس حوالے سے بھی خیال نہیں رہا تھا اسے۔۔۔

جس وجہ سے بتول لاشاری کی حالت خراب ہو چکی تھی۔۔۔

"سلطان بالکل ٹھیک ہے اماں جان۔۔"

ثانیہ لاشاری انہیں ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہیں تھیں۔۔۔ ڈاکٹر کو بھی بلوالیا گیا تھا۔۔۔ سب لوگ ان کی ارد گرد کھڑے پریشانی کی حالت میں انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔ ان کی بگڑتی حالت سب کی آنکھوں میں آنسو بھر گئی تھی۔۔۔

وہ اپنے دو جوان بیٹوں کے جنازے دیکھ چکی تھیں۔۔ اس کے بعد اب ان کی ہمت نہیں تھی کسی قسم کا بھی صدمہ برداشت کرنے کی۔۔ اس لیے وہ زرا سی بات پر بھی گھبرا جاتی تھیں۔۔۔ سلطان

میں تو ان کی جان بستی تھی۔۔۔اس کی دو دن کی غیر موجودگی نے ان کی حالت خراب کر دی تھی۔۔

اب بھی وہ بار بار سلطان کو بلانے کا کہہ رہی تھیں۔۔جب فیروز لاشاری کے کال کرنے پر سلطان تھوڑی ہی دیر میں ان کے پاس تھا۔۔۔

"دادو میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔پلیز آپ میرے لیے بہت اہم ہیں۔۔خود کو اتنی اذیت مت دیا کریں۔۔۔"

ان کی پیشانی چومتا وہ ان کے دونوں ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔۔۔جسے سامنے دیکھ اب بتول بیگم کی طبیعت بالکل ٹھیک ہو چکی تھی۔۔۔

جبکہ باقی سب ایک جانب کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔

یہ اس گھر کا سب سے خوبصورت منظر تھا۔۔۔

مگر کوئی تھا جسے اس خاندان کی خوشیاں کسی قیمت پر برداشت نہیں تھی۔۔۔ کوئی تھا جو انہیں ویسے ہی برباد کرنا چاہتا تھا جیسے اسے کیا گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"شہوار۔۔۔۔ کہاں ہو یار تمہیں میں پورے آفس میں ڈھونڈتی پھر رہی ہوں۔۔۔"

وہ اس وقت آفس کے پچھلے جانب بنے ٹیرس پر کھڑی کافی پی رہی تھی۔۔۔جب ندا ہانپتی کانپتی اس تک آن پہنچی تھی۔۔۔یہاں سے سمندر کا ویو بہت خوبصورت نظر آتا تھا۔۔۔ندا کے آنے کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔وہ اسی پوزیشن میں کھڑی کافی کا مگ لبوں سے لگائے ہوئے تھی۔۔۔

"یہ دیکھو یہ آرٹیکل چھپا ہے سلطان لاشاری کے خلاف۔۔۔'

ندا نے اخبار اس کے سامنے لہرائی تھی۔۔جبکہ موبائل پر بھی جگہ جگہ وائرل ہو رہا تھا وہ آرٹیکل۔۔۔جس کے نیچے نام کی جگہ لکھا تھا گمنام لڑکی۔۔۔۔

ایسا آرٹیکل پہلے بھی ایک بار چھپ چکا تھا۔۔۔ جس میں سلطان لاشاری کے کردار کی دھجیاں اڑا کر رکھ دی گئی تھیں۔۔۔ جن پبلشرز نے وہ آرٹیکل چھاپا تھا ان کی ساکھ تباہ کر دی گئی تھی۔۔ ان کا ادارہ بند کر دیا گیا تھا۔۔ لوگوں نے جھوٹ پھیلانے کی وجہ سے ان سب لوگوں کا بائیکاٹ کر دیا تھا۔۔۔ سلطان لاشاری کے خلاف لوگ بہت مشکل سے کچھ غلط سن پاتے تھے۔۔۔ دیوانگی کی حد تک اس کے لوگ اس سے محبت کرتے تھے۔۔۔

اس نے بہت سے لوگوں کی مدد کی تھی۔۔۔ اپنی دولت پیسوں کی طرح بہا کر بہت سارے فلاحی کام کیے تھے۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ

اس کے لوگ اسے سیاست کی دنیا میں آیا فرشتہ سمجھتے تھے۔۔اس کے خلاف کوئی بھی پروپیگنڈا کرنا بہت مشکل تھا۔۔

"میں اسے دیکھ کر کیا کروں۔۔۔؟؟"

شہوار نے منہ بناتے ندا کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ندا کو آج اس کا موڈ بہت زیادہ خراب لگا تھا۔۔

"مجھے حیرت ہو رہی ہے یار۔۔۔اس آرٹیکل میں ویسی ہی ساری باتیں لکھی ہیں جیسی تم بول رہی تھی کل رات۔۔۔یہ لڑکی بالکل تمہاری طرح سوچتی ہے۔۔۔مگر ہے تم سے بہت بہادر۔۔۔تم سے

ایک چیونٹی نہیں ماری جاتی اور اسے دیکھ سلطان لاشاری کے بارے میں سرعام کیا لکھتی پھر رہی ہے۔۔۔"

ندا کی بات پر شہوار نے چونک کر اس کی جانب دیکھتے اخبار اس کے ہاتھ سے لے لی تھی۔۔ آرٹیکل کو پوری طرح سے پڑھتے اس کے چہرے کے تاثرات بھی بدلے تھے۔۔۔

"ہونہہ سرعام۔۔۔ اگر اتنی بہادر ہوتی تو اپنے نام کے ساتھ یہ آرٹیکل دیتی۔۔ سرعام لکھنا اسے کہتے ہیں۔۔ انتہائی ڈرپوک لڑکی ہے یہ۔۔۔۔ جو نفرت کا اظہار بھی کر رہی ہے تو چھپ چھپ کر۔۔۔۔"

شہوار نخوت بھرے انداز میں بولتی اس اخبار کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈسٹ بن میں پھینک چکی تھی۔

"مجھے یہ بھی سمجھ نہیں آرہا کہ جس اخبار پر یہ آرٹیکل شائع ہوا ہے وہ تو بہت بڑا ادارہ ہے۔۔ان لوگوں نے سلطان لاشاری کے خلاف جانے کا سوچ بھی کیسے لیا۔۔۔پچھلی بار جس نے یہ حرکت کی تھی اس کا عبرت ناک انجام بھول گئے وہ لوگ۔۔۔ابھی کچھ رپورٹرز سے خبر ملی ہے کہ اس ادارے کے مالک حسام شاہ بیان جاری کر رہا ہے کہ اسے ایسا کرنے پر بلیک میل کیا گیا ہے۔۔۔

اس نے یہ خبر اپنی مرضی سے شائع نہیں کی۔۔۔"

ندا کی بات پر شہوار ہنس دی تھی۔۔۔

"ان کو لگتا ہے کہ لوگ پاگل ہیں۔۔۔ حسام شاہ اتنی بڑی شخصیت ہے۔۔ اسے بھلا کون بلیک میل کر سکتا ہے۔۔۔ سلطان لاشاری کے کسی دشمن نے ہی اسے بھاری رقم دے کر یہ کام کروایا ہے۔۔۔ وہ جانتا ہے اب اس کی کمپنی بند ہو جائے گی تو رونے ڈال رہا۔۔۔"

شہوار کافی کا مگ وہیں رکھتی اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی۔۔۔ ندا ہمیشہ یہ الٹی سیدھی خبریں سنا کر اس کا دماغ خراب کر دیتی تھی۔۔۔

اندر آتے ہی ہر جانب دیواروں پر لگی سکرینز پر حسام شاہ کی پریس کانفرنس چل رہی تھی۔۔۔ جس میں وہ روتے ہوئے بتا رہا تھا کہ اس

کی دس سال کی بیٹی کو اغوا کر کے یہ خبر شائع کروائی گئی ہے اس سے۔۔وہ لوگ بہت خطرناک تھے اگر وہ ان کی کوئی بات نہ مانتا تو اس کی معصوم بیٹی کو مار دیا جاتا۔۔۔۔

ابھی ایک ہنگامہ ختم نہیں ہوا تھا کہ دوسرا شروع ہو چکا تھا۔۔۔ سلطان لاشاری پوری طرح سے خبروں میں بنا ہوا تھا۔۔۔زیادہ لوگ اب بھی اسی کی سائیڈ پر تھے۔۔ مگر اس کے مخالفین اس سب سے فایدہ اٹھا کر اس کا امیج خراب کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ جبکہ سلطان لاشاری کی جانب سے مسلسل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ اپنی جانب سے کوئی بھی بات کلیئر نہیں کر رہا تھا۔۔۔ کیونکہ اسے اپنے لوگوں پر پورا بھروسہ تھا۔۔ چاہے وہ اپنی مرضی سے ان سب باتوں کی تصدیق کر دے وہ لوگ تب بھی اسے غلط نہیں مانیں گے۔۔ اتنی محبت کرتے تھے اس کے لوگ اس سے۔۔۔ یہی بات اس کے مخالفین کو کسی قیمت پر برداشت نہیں تھی۔۔۔ لیکن ابھی معاملہ صرف یہی تھا کہ آخر یہ گمنام لڑکی کون تھی۔۔۔

جو سلطان لاشاری کے بارے میں اتنے تلخ الفاظ بول کر اب تک دو کمپنیز کا دیوالیہ نکال چکی تھی۔۔

حسام شاہ کی آہ وبکا جاری تھی۔۔۔ مگر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔۔۔

کیونکہ پریس کانفرنس میں بیٹھا وہ صرف لفظی باتیں کر رہا تھا۔۔۔ اس کے پاس بلیک میلنگ کے حوالے سے کوئی ثبوت نہیں تھا۔۔

"میری اجازت کے بغیر سلطان لاشاری کے حوالے سے کوئی بھی خبر آؤٹ نہ کی جائے۔۔۔ میں اپنے چینل کے حوالے سے کسی قسم کا کوئی رسک نہیں چاہتا۔۔۔۔"

ان کے نیوز چینل کے سی ای او صاحب کی حالت بھی اس وقت خراب ہو رہی تھی۔۔ انہوں نے بھی سلطان لاشاری کے حوالے

سے بہت کچھ بلوایا تھا۔ انہیں لگ رہا تھا کہ شاید اب چینل بند ہونے کی اگلی باری انہیں کی ہے۔۔۔ شہوار پہلو بدل کر رہ گئی تھی۔۔۔ اس کا موڈ مزید خراب ہو چکا تھا۔۔۔ نجانے کیوں یہ سب لوگ ایک ہی انسان کی وجہ سے اتنے ڈرے سہمے ہوئے تھے۔۔۔

وہ وہاں سے ہٹتی اپنی کیبن کی جانب آگئی تھی۔۔۔ جب اس کی نظر اپنے نیوز ڈائریکٹر کے آفس پر پڑی تھی۔۔۔ اسے کچھ عجیب سا احساس گزرا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے دروازہ کھلا تھا اور ایک لڑکی جو انہیں کے آفس کی ایک ایمپلائے تھی نہایت ہی گھبرائی ہوئی سی آفس سے نکلی تھی۔۔۔

اس کا دوپٹہ تقریباً زمین پر لہرا رہا تھا۔۔۔ بکھرے حواسوں کے ساتھ وہ روتی ہوئی واش روم کی جانب بھاگ گئی تھی۔۔۔ شہوار وہیں کھڑی تھی جب کچھ سیکنڈز بعد آفس کا دروازہ کھلا تھا نیوز ڈائریکٹر آفتاب نے نگاہیں گھما کر چاروں جانب دیکھا تھا۔۔۔ جیسے اس بات کی تسلی کر رہا ہو کہ کسی نے اسے دیکھا تو نہیں تھا۔۔۔

شہوار ایکدم سے کیبن کے دروازے کی اوٹ میں ہوئی تھی۔۔۔ شہوار کے چہرے پر غصے کی لکیریں پھیل گئی تھیں۔۔۔ وہ تیزی سے اس لڑکی کے پیچھے واش روم میں گئی تھی۔۔۔

جہاں وہ واش بیسن پر جھکی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔

"نور کیا ہوا ہے۔۔؟ رو کیوں رہی ہو۔۔؟ اور آفتاب صاحب کے آفس میں کیا ہو رہا تھا۔۔۔"

شہوار نے نور کا رخ اپنی جانب موڑتے پوچھا تھا۔۔۔ وہ جو پہلے ہی برے حال میں تھی شہوار کو دیکھ کر بری طرح سے گھبرا گئی تھی۔۔

"کک کچھ نہیں ہوا۔۔۔ مم میری طبیعت ٹھیک نہیں تو اس لیے۔۔۔"

نور نے فوراً سے اپنے آنسو صاف کرتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ وہ بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی۔۔ جو دیکھ شہوار اسے دونوں کندھوں سے تھامتی اپنے مقابل کھڑا کر گئی تھی۔۔

"میں سب کچھ دیکھ چکی ہوں۔۔۔ جھوٹ بولنے کا کوئی فایدہ نہیں ہے۔۔۔ مجھے سچ سچ بتاؤ۔۔۔ میں وعدہ کرتی ہوں تمہاری مدد کروں گی۔۔۔ بھروسہ رکھو مجھ پر۔۔۔ میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں۔۔۔"

شہوار کو اس لمحے اس ڈری سہمی لڑکی سے بہت زیادہ ہمدردی محسوس ہوئی تھی۔۔

"وہ شخص بہت گھٹیا انسان ہے شہوار۔۔ مجھ پر بری نظر ہے اس کی۔۔ ہر روز جان بوجھ کر بہانے بہانے سے مجھے اپنے آفس بلاتا ہے۔۔ مجھے ہراساں کرتا ہے۔۔۔ دھمکاتا ہے کہ اگر میں نے کسی کو کچھ بھی بتایا تو مجھے پوری دنیا میں برباد کر دے گا۔۔۔ وہ میرے

ساتھ ہی نہیں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی بہت ساری لڑکیوں کے ساتھ یہی سب کرتا ہے۔۔۔کل بھی اس نے مجھے آفس ٹائم کے بعد جان بوجھ کر روکا۔۔۔بہت مشکل سے میں اپنی عزت بچا کر نکلی ہوں۔۔ مجھے بہت مشکل سے جاب ملی ہے۔۔میں بیوہ عورت ہوں میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔۔۔انہیں بھوکا نہیں مار سکتی۔۔۔یہ شخص جانتا ہے کہ میرے آگے پیچھے کوئی نہیں ہے۔۔اس لیے ایسے کرتا ہے۔۔۔"

وہ اپنا غم اسے بتاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

جبکہ شہوار شاک کی کیفیت میں بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ جو دوسری عورتوں کے لیے آواز اٹھاتی تھی۔۔اس کے آفس میں یہ سب چلتا آرہا تھا اور اسے خبر بھی نہیں ہوئی تھی۔۔۔

"تم رونا بند کرو۔۔۔ایسے مردوں کے آگے خوف کھا کر انہیں مزید شیر نہیں کیا جاتا۔۔۔بلکہ مقابلہ کیا جاتا ہے ان کا۔۔۔ آرام سے اپنے گھر جاؤ۔۔اب دیکھو میں اس کا کیا حال کرتی ہوں۔۔"

شہوار اس کے آنسو پونچھتی اسے تسلی دیتے بولی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔ایک دم سے مردوں کے لیے نفرت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔ کبھی کبھی اس کا دل کرتا تھا دنیا سے ان

مردوں کو ہی ختم کر دے۔۔۔ جو ہر طرف اپنی شیطانیت پھیلائے ہوئے تھے۔۔۔

نور کو گھر بھیجتے وہ سیکیورٹی کنٹرول روم کی جانب بڑھی تھی۔۔ جہاں پورے آفس کی فوٹیج موجود تھی۔۔۔ آفتاب صاحب کے آفس کی بھی۔۔۔

"مس شہوار آپ یہاں۔۔۔؟؟"

وہاں بیٹھے عرفان نے حیرت کا اظہار کیا تھا۔۔۔

اس وقت وہاں صرف وہی موجود تھا۔۔۔

"کچھ کام تھا آپ سے۔۔۔۔"

لبوں پر مسکراہٹ سجائے وہ بہت نرمی سے بولی تھی۔۔۔یہ انداز اس کی طبیعت کا خاصہ نہیں تھا۔۔۔ندا کی علاوہ وہ کبھی کسی سے اچھے سے بات نہیں کرتی تھی۔۔۔یہی وجہ تھی کہ وہ پورے آفس میں نک چڑی اور مغرور لڑکی مشہور تھی۔۔جسے اپنے حسن پر بہت زیادہ ناز تھا۔۔۔

جبکہ شہوار کو ویسے ہی لوگوں سے زیادہ بات کرنا پسند نہیں تھا۔۔۔ اپنے حسن پر تو اس نے کبھی غور ہی نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس لڑکی نے تو کبھی اپنا خیال ہی نہیں رکھا تھا۔۔۔

"جی جی ضرور۔۔۔حکم کریں آپ۔۔۔"

در شہوار کا اس طرح بات کرنا عرفان کو بھی حوصلہ دلا گیا تھا۔۔۔

"آفتاب صاحب کے آفس کی سی سی ٹی وی فوٹیج چاہیے۔۔ پچھلے دو دنوں کی۔۔۔۔"

شہوار سینے پر بازو باندھے اطمینان سے بولتی عرفان کو الجھن میں ڈال گئی تھی۔۔۔

"سوری مگر یہ آفس کے رولز کے خلاف ہے۔۔۔ میں آپ کو وہ فوٹیج نہیں دے سکتا۔۔"

عرفان سمجھ چکا تھا کہ یہ لڑکی اس سے اتنے اچھے سے بات صرف اپنے کام کی وجہ سے کر رہی تھی۔۔ وہ ایک دم سے بدمزا ہوا تھا۔۔

"فوٹیج تو آپ کو مجھے دینی ہو گی۔۔۔ورنہ۔۔۔"

شہوار کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔۔۔

"ورنہ کیا مس شہوار۔۔۔؟؟ آپ دھمکی دے رہی ہیں مجھے۔۔؟"

عرفان اس چھوٹی سی لڑکی کی اس دیدہ دلیری پر غصے سے بھڑکا تھا۔۔۔

"ورنہ تمہاری بیوی کو مس شرمیلا کے ساتھ چلتے تمہارے افیئر کو سارے ثبوتوں کے ساتھ بتادوں گی۔۔"

شہوار نے موبائل اس کی آنکھوں کے سامنے کرتے وہاں موجود اس کی اور شرمیلا کی بہت ساری تصویریں اس کی آنکھوں کے

سامنے لہرادی تھیں۔۔۔جو دیکھتے عرفان کی رنگت زرد ہوئی تھی۔۔۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔۔۔ڈیلیٹ کرو یہ ساری تصویریں۔۔۔"

عرفان اپنی جگہ سے اٹھتا اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

"خبر دار ایسی غلطی مت کرنا۔۔۔تمہاری زندگی برباد کر دوں گی۔۔ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے میرے پاس۔۔۔"

شہوار کے الفاظ نے اس کے قدم وہیں روک دیئے تھے۔۔۔

"تم یہ اچھا نہیں کر رہی۔۔۔"

عرفان نے اسے وارن کیا تھا۔۔ لیکن اس کی بات سیریس لیے بغیر شہوار نے اسے فوٹیج نکالنے کا کہا تھا۔۔ جس پر عرفان کو ناچار اس کی بات ماننی پڑی تھی۔۔ وہ اس کی بولی ساری فوٹیج اس کی یو ایس بی میں ٹرانسفر کر دی تھی۔۔ جو لیتے وہ وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔

اس کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔۔ ایسے لوگوں کو بے نقاب کرنے میں اسے بہت مزا آتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تیمور بھائی نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔۔۔ کیوں ہوا ان کے ساتھ ایسا۔۔۔ کتنے ظالم لوگ ہیں نا اس دنیا میں۔۔۔ خدا غرق کرے اسے جس نے یہ سب کیا۔۔ کبھی سکون سے نہ رہ پائے۔۔۔"

آئمہ اور سلطان اس وقت تیمور کے پاس موجود تھے۔۔۔ اسے آئی سی یو سے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔ لندن سے بلائی گئی ڈاکٹرز کی ٹیم بھی پہنچ چکی تھی۔۔ مگر انہوں نے بھی ویسی ہی ناامیدی کا اظہار کیا تھا۔۔

"سکون سے رہنے بھی نہیں دوں گا میں اپنے بھائی کے مجرموں کو۔۔۔"

سلطان کا لہجہ بھی اذیت سے ڈوبا ہوا تھا۔۔۔ تیمور کمال اس کے لیے بہت اہم تھا۔۔۔ اسے اب یہی لگ رہا تھا کہ اسے کمزور کرنے کے لیے اس کے دوست کو نشانہ بنایا گیا تھا۔۔۔ جس کے بعد سے اس کا گلٹ مزید بڑھ گیا تھا۔۔

وہ پورا وقت تیمور کی فیملی کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔

یہ لوگ بھی اس کی فیملی تھے۔۔۔ وہ انہیں کبھی بھی اکیلے چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔

" آجاؤ میں دلاور سے کہہ کر تمہیں گھر ڈراپ کروا دیتا ہوں۔۔۔۔ ریسٹ کرو تم صبح واپس آجانا۔۔۔ میں تیمور کے پاس ہی ہوں۔۔۔"

سلطان کی بات پر آئمہ نے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔اسے اپنے بھائی کی بھی بہت فکر تھی۔۔مگر اس سے بھی زیادہ وہ اس وقت یہاں سلطان لاشاری کے لیے موجود تھی۔۔۔وہ اس کی سحر انگیز شخصیت کی دیوانی تھی۔۔۔یہ شخص اتنے آرام سے کسی کو لفٹ نہیں کرواتا تھا۔۔۔پچھلے دو دن سے تیمور کی وجہ سے وہ اس کا اور اس کے پیرنٹس کا بہت زیادہ خیال رکھے ہوئے تھا۔۔۔

جو سب آئمہ کو بہت زیادہ پسند آرہا تھا۔۔۔اسے سلطان لاشاری کے ساتھ ہی رہنا تھا۔۔۔اب بھی اس کے گھر بھیجنے کی بات پر وہ سخت

بدمزا ہوئی تھی۔۔۔اس نے انکار کیا تھا مگر اس کی بات کو کوئی بھی اہمیت دیئے بغیر سلطان نے اسے گھر بھجوا دیا تھا۔۔۔

وہ خود بھی شدید تھکن کا شکار تھا۔۔ مگر فلوقت اس کی جلتی آنکھوں میں نیند کی زرا سی بھی طلب نہیں تھی۔۔ سیگریٹ جلاتے وہ ایک جانب بنی بالکنی میں آن کھڑا ہوا تھا۔۔جب دلاور دبے قدموں سے چلتا اس کے پیچھے آیا تھا۔۔۔

"کچھ پتا چلا اس لڑکی کے بارے میں۔۔۔۔"

سیگریٹ کا گہرا کش لیتے اس کی آنکھوں کے سامنے اس نیلی آنکھوں والی لڑکی کا دلکشن سراپا لہرا گیا تھا۔۔۔جو بظاہر تو بے قصور ثابت

ہو گئی تھی۔۔ مگر سلطان لاشاری کو اس کی وہ نیلی آنکھیں بہت پر اسرار لگی تھیں۔۔۔ جیسے وہ اپنے اندر بہت کچھ چھپائے ہوئے ہوں۔۔۔

"سر وہ مڈل کلاس گھرانے سے تعلق رکھنے والی ایک عام سی لڑکی ہے۔۔۔ناظم آباد کے ایک محلے میں چھوٹے سے گھر میں رہتی ہے۔۔۔ اپنے ماموں مامی کے ساتھ۔۔۔ اس کا ماموں ایک شرابی جواری ہے۔ اور مامی کافی لالچی عورت ہے۔۔ لوگوں کے گھر کام کر کے اور کچھ مانگ تان کے اپنا گزارہ کرتی ہے۔۔۔ اب اس لڑکی کے کمانے کی وجہ سے ان کی لائف سٹائل تھوڑا بہت چینج ہوا

ہے۔۔۔ در شہوار نامی یہ لڑکی ایک ٹرین حادثے میں اپنے والدین کھو چکی ہے۔۔۔ پچھلے پانچ سال سے وہ یہاں پر رہ رہی ہے۔۔۔"

دلاور نے ساری تفصیل بتائی تھی۔۔۔

"مگر سر ایک بات انتہائی حیران کن ہے۔۔۔"

دلاور کی آواز ایک دم سے دھیمی ہوئی تھی۔۔۔

"اس لڑکی کو قتل کروانے کے لیے ایک مہینہ پہلے کاشی بٹ کو پچاس لاکھ کی رقم دی گئی ہے۔۔۔ اس مڈل کلاس لڑکی سے آخر کسی کی کیا دشمنی ہو سکتی ہے ایسی۔۔ کہ اسے مروانے کے لیے اتنی بڑی رقم دی گئی ہے۔۔۔ اس لڑکی کی کسی قسم کی کوئی غلط سرگرمی نوٹ نہیں

کی گئی۔۔۔اس کے محلے والوں کا بھی کہنا ہے کہ وہ بہت شریف لڑکی ہے۔۔۔وقت پر آفس آتی جاتی ہے۔۔۔اور اس کے بعد کبھی گھر سے نہیں نکلی۔۔۔"

دلاور کی بات سنتے سلطان بھی اپنی جگہ سے پلٹا تھا۔۔۔

"ایک معمولی سی لڑکی کو مروانے کے لیے اتنی بڑی رقم۔۔۔۔"

سلطان لاشاری یہ بات ہضم نہیں کر پایا تھا۔۔۔آخر کون تھی یہ لڑکی۔۔۔

کیا واقعی سب کچھ ویسا ہی تھا۔۔

"اگر اتنی بھاری رقم دی گئی ہے تو پھر اب تک مارا کیوں نہیں گیا اسے۔۔۔؟؟"

سلطان لاشاری کو یہ معاملہ اتنا سیدھا بالکل بھی نہیں لگا تھا۔۔ جتنا دکھایا جا رہا تھا۔۔

اس کی بات کا دلاور کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔ وہ چہرا جھکائے کھڑا رہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ تیز تیز قدموں سے چلتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔اس کی سانس پھول چکی تھی۔۔وہ مزید تیز نہیں چل سکتی تھی۔۔مگر اس کے پاس وقت بہت کم تھا۔۔۔

"شہوار خدا کا واسطہ ہے مجھ پر رحم کھاؤ۔۔۔مزید نہیں چلا جا رہا مجھ سے۔۔۔"

ندا کی دوہائیاں مسلسل جاری تھیں۔۔مگر شہوار پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

"ندا اگر ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے وہ کمینہ انسان پہنچ گیا تو میں بتا رہی ہوں میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔۔۔"

شہوار اس کی جانب رخ کرتی غصے سے چلائی تھی۔۔۔

"ایک تو تم اور تمہاری دھمکیاں۔۔۔ تم کبھی کبھی مجھے اپنے دوست نہیں دشمن لگتی ہو۔۔۔ اگر میں اس کمینے کے ہاتھ لگ گئی تو وہ بھی مجھے نہیں چھوڑے گا۔۔۔"

ندا کی روہانسی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔ جس پر شہوار نے گھور کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ ندا کبھی کبھی اسی کی زبان بولنے لگ جاتی تھی۔۔۔ جس شخص کو وہ اپنا کرش بولتی تھی اس وقت شہوار کی خفگی میں اسے کمینہ بول چکی تھی۔۔

"تمہیں ہی شوق تھا میرے ساتھ آنے کا۔۔۔"

شہوار اس وقت عجیب وحشت کا شکار تھی۔۔۔ اسے سلطان لاشاری کے حوالے سے جو خبر ملی تھی۔۔۔ وہ اس کو بہت اچھے سے اس شخص کی خلاف استعمال کر سکتی تھی۔۔۔ اسے نجانے کیوں ایک خار سی ہو گئی تھی سلطان لاشاری سے۔۔۔ وہ اس کے خلاف کچھ کرنا چاہتی تھی۔۔۔ یہ جو دنیا کے سامنے مسٹر پرفیکٹ بن رہا تھا اس کی اصلیت لوگوں کے سامنے لانا چاہتی تھی۔۔۔ آج اسے بہت اچھا موقع ملا تھا۔۔۔

اسے یہی خبر ملی تھی کہ سلطان لاشاری آج اپنی مخالف پارٹی کی ایک خاتون سیاسی لیڈر سے ملنے جا رہا تھا جس سے اس کے ناجائز تعلقات

تھے۔۔وہ اس شخص کو بے نقاب کرنا چاہتی تھی۔۔وہ پہلے خفیہ طریقے سے اس گھر میں گھسی تھیں اور اب ان کا ارادہ ثبوت اکٹھے کرنے کا تھا۔۔۔وہاں لگے بڑے بڑے درختوں کے پیچھے چھپی وہ اب سلطان لاشاری کے وہاں آنے کی منتظر تھیں۔۔۔۔

ان دونوں نے اس وقت عام سے لباس پہن رکھے تھے۔۔۔وہ گارڈ کے سامنے نوکرانی بن کر اندر آئی تھیں۔۔۔

"ندا کوئی گڑبڑ مت کرنا۔۔۔"

شہوار نے پلٹ کر ندا کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جسے دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ ابھی خوف سے بے ہوش ہو جائے گی۔۔۔سلطان لاشاری کے

پہنچنے سے پہلے ہی اس کے سیکورٹی گارڈ کی گاڑیاں پہنچنے لگی تھیں۔۔۔ جن میں موجود اسلحہ برادر افراد کو دیکھ ندا کو ٹھنڈے پسینے آرہے تھے۔۔۔۔

ندا نے پورا وقت یہیں چھپے رہنا تھا۔۔۔ اندر صرف وہ خود جانے والی تھی۔۔ اس نے ندا کو یہاں اس لیے رکھا تھا کہ اگر وہ اندر پھنس جاتی تو ندا نے فوراً باقی میڈیا ٹیم کو کسی بڑے کیس کا کہہ کر یہاں بلوا لینا تھا۔۔ تاکہ میڈیا کے خوف سے سلطان لاشاری اسے کچھ نہ کہے۔۔

"شہوار میں تو کہتی ہوں یہیں سے لوٹ جاتے ہیں۔۔ دیکھو نا کتنے خطرناک لوگ ہیں یہ۔۔ انہوں نے تو ہمیں مار کر ہماری گمنام قبریں بنوا دینی ہیں۔۔ ہمارے گھر والوں کو خبر بھی نہیں ہونی کہ ہم زندہ ہیں یا مر گئی ہیں۔۔۔"

ندا کی دہائیاں جاری تھیں۔۔۔۔ جو سنتے اب شہوار زچ ہوئی تھی۔۔۔

"اگر تم نے دوبارہ ایسی کوئی بھی فضول بات کی تو میں تمہیں ان لوگوں کے آگے پیش کر دوں گی۔۔۔"

شہوار نے اسے گھورا تھا۔۔۔ جس کے جواب میں ندا قرآنی آیات کے ورد کرتے دونوں پر پھونکتی انٹرنس پر پورے پروٹوکول کے ساتھ داخل ہوتی گاڑیوں کو دیکھنے لگی تھی۔۔۔ وہ دس کے قریب گاڑیاں تھیں۔۔۔ سلطان لاشاری کے نکلنے سے پہلے ہی سب لوگ اس کی گرد جمع ہو چکے تھے۔۔۔

پوری پروٹوکول کے ساتھ اسے اندر لے جایا جا رہا تھا۔۔۔ بہت مشکل سے شہوار اسے دیکھ پائی تھی۔۔۔

"اتنا پروٹوکول۔۔۔؟؟ کتنا خوف ہے اس شخص کو اپنے مارے جانے کا۔۔۔۔"

شہوار زہر خند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتی گھر کے پچھلے حصے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔اس گھر کے اندر جانے والا ایک ہی راستہ تھا۔۔۔۔اسی لیے سارے گارڈز ادھر ہی کھڑے تھے۔۔۔۔

شہوار بہت مشکل سے پائپ کو پکڑ کر اوپر چڑھتی اس کھڑکی کی قریب آن پہنچی تھی جہاں اندر اب سلطان لاشاری داخل ہو چکا تھا۔۔۔جیسے وہ پہلے سے جانتی ہو کہ سلطان نے اسی کمرے میں آکر بیٹھنا تھا۔۔۔۔

جب کچھ دیر بعد وہی اس کی مخالف پارٹی کی عورت اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔اس کے پیچھے ایک ملازمہ بھی تھی۔۔۔جس کے ہاتھ میں

کمبل میں لپٹا ایک چھوٹا سا بچہ دیکھ شہوار کی آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئی تھی۔۔وہ تو صرف اس شخص کے ناجائز تعلقات سمجھ رہی تھی۔۔مگر اس کی تو ناجائز اولاد بھی نکل آئی تھی۔۔۔۔۔شہوار کی آنکھیں نفرت سے چمک اٹھی تھیں۔۔۔

اس بچے کو وہ عورت اپنی گود میں لیتی سلطان لاشاری کے قریب لے جانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔مگر سلطان نے نخوت سے چہرا موڑتے اس عورت کو ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔۔۔

سلطان کے اس عمل پر شہوار کی نفرت میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔

وہ لوگ کیا بات کر رہے تھے شہوار کو بالکل بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

پر جو کچھ کمرے میں ہو رہا تھا وہ بہت واضح طور پر شہوار کے کیمرے میں محفوظ ہو رہا تھا۔۔۔ سلطان لاشاری اس عورت کو غصے سے کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔ جس پر وہ عورت اس کے قدموں میں بیٹھتی روتے ہوئے بولے جا رہی تھی۔۔۔۔

"خبیث انسان۔۔۔ نجانے کیوں بلیک میل کر رہا ہے اس بچاری کو۔۔۔ اب دیکھو تمہاری اصلیت کیسے لوگوں کے سامنے لاتی ہوں۔۔۔"

شہوار کی آنکھوں میں ایک دم سے اس وحشی انسان کے لیے نفرت اتر آئی تھی۔۔۔ اس بچاری روتی سلطان لاشاری کے پیر پکڑتی

عورت سے اس لمحے شہوار کو بہت زیادہ ہمدردی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس کا بہت دل چاہا تھا کہ وہ اندر چلی جائے اور اس شخص کا منہ توڑ دے۔۔ لیکن ابھی وہ ایسا کرنے کی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔۔

کچھ ہی دیر بعد اسے سلطان وہاں سے نکلتے نظر آیا تھا۔۔۔

شہوار کی نگاہیں اب بھی اس عورت اور بچی پر تھیں۔۔وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اب کیا ہونے والا ہے ان کے ساتھ۔۔ مگر ایک ایک کر کے وہاں سے سلطان کے سارے لوگ نکل گئے تھے۔۔۔

شہوار کو ٹھیک سے معاملہ سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔اس عورت کا چہرا ٹھیک سے واضح نہیں تھا۔۔۔اس لیے وہ اسے کیمرے میں نہیں لا پائی تھی۔۔۔وہ اپنے ہی دھیان میں وہاں کھڑکی کے پاس بیٹھی تھی جب اچانک اسے اپنے قریب قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔۔۔

یہ آہٹ ندا کی نہیں تھی۔۔۔شہوار کی رنگت زرد ہوئی تھی۔۔۔وہ اس وقت پائپ کے سہارے اوپر چڑھی دیوار کے ساتھ بالکل چپکی ہوئی تھی۔۔

"کیا کر رہی ہیں آپ یہاں۔۔۔۔؟؟"

دہشت ناک آواز اس کے کانوں سے ٹکراتی اسے خوف اور گھبراہٹ کا شکار کر گئی تھی۔۔۔بے دھیانی میں اس کا پیر پھسلا تھا اور وہ کمر کے بل پیچھے جا گری تھی۔۔۔لبوں سے بے ساختہ چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔۔اتنی اونچائی سے گرنے پر اسے لگا تھا وہ نہیں بچے گی۔۔۔اس نے آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں۔۔۔

لیکن وہ ماربل کے فرش پر گر کر اپنی ہڈیاں توڑوانے کے بجائے وہاں نیچے کھڑے دلاور بخش کی بانہوں میں آن گری تھی۔۔ اس کا کیمرہ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا۔۔۔اس نے خوف سے کانپتے

آنکھیں میچ رکھی تھیں۔اس شخص کے اس گارڈ نے آج بھی اسے بچالیا تھا۔۔۔

شہوار کو عجیب سا محسوس ہوا تھا۔۔۔

"کیا کر رہی تھیں آپ یہاں۔۔۔؟؟"

اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتے دلاور کا لہجہ انتہائی کھردرا سا تھا۔۔۔ کئی ٹکڑوں میں بٹے اپنے کیمرے کو درزیدہ نگاہوں سے دیکھتی وہ مقابل کھڑے شخص کو دیکھنے لگی تھی۔۔ جس کا چہرا ابھی بھی نقاب سے ڈھکا ہوا تھا۔۔اس کی سیاہ آنکھوں میں اس وقت

دہشت چھائی ہوئی تھی۔۔۔وہ اسے ایسے گھور رہا تھا جیسے آنکھوں ہی آنکھوں سے نگل جائے گا۔۔۔۔

"مم میں وہ۔۔۔۔"

شہوار اس سچویشن کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔فوری طور پر اس سے کوئی بھی بہانہ نہیں بن پایا تھا۔۔۔

دلاور نے جھک کر اس کا ٹوٹا ہوا کیمرہ اٹھایا تھا۔۔

"یہ واپس کر دیں مجھے۔۔۔۔"

شہوار اس سے لینے کے لیے تیزی سے آگے ہوئی تھی۔۔۔جس پر دلاور کی قہر آلود نگاہوں نے اسے وہیں سمٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

کیمرے سے چپ نکالتا وہ کیمرے کو پوری طرح سے نکارہ کرتا دیوار کی جانب پھینک گیا تھا۔۔ دیوار سے ٹکراتا وہ مزید ٹکڑوں میں بٹ گیا تھا۔۔۔

شہوار کا دل چاہا تھا اس شخص کا منہ توڑ دے۔۔۔ مگر اس وقت مٹھیاں بھینچے وہ کچھ نہیں کر پائی تھی۔۔۔ کیونکہ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ ابھی کچھ دیر میں یہ شخص اس کی بھی ایسی ہی حالت کرنے والا ہے۔۔۔

"کیوں اپنی زندگی کی دشمن بن رہی ہیں۔۔۔؟؟؟ کس نے بھیجا ہے آپ کو یہاں۔۔۔؟ کس کے کہنے پر باس کی جاسوسی کرتی پھر رہی

ہیں۔۔؟؟ جانتی بھی ہیں سلطان لاشاری کی جاسوسی کرنے والوں کا کیا انجام ہوا ہے۔۔ان کے گھر والے بھی ابھی تک ان کی قبریں نہیں ڈھونڈ پائے۔۔۔"

دھیرے دھیرے اس کی جانب بڑھتا وہ اپنی قہر آلود نگاہیں اس کے نازک وجود پر گاڑھے ہوئے تھا۔۔۔اس کی نگاہوں میں کچھ ایسا تھا کہ شہوار کو اپنے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

"دیکھو ممم میں نہیں جانتی تھی کہ یہاں سلطان لاشاری آنے والا ہے۔۔۔میں کیوں کروں گی اس کی جاسوسی۔۔۔؟؟"

شہوار پیچھے ہوتی دیوار سے آن لگی تھی۔۔۔جب وہ شخص اپنی گن اس کی گردن پر رکھتا اس کے چہرے کے قریب جھکا تھا۔۔۔

"اگر اس وقت باس یہاں ہوتے تو آپ زندہ نہ بچ پاتیں۔۔۔وارن کر رہا ہوں آپ کو۔۔۔دور رہیں باس سے۔۔۔"

دلاور کی بھاری گھمبیر آواز شہوار کی سانسیں روک رہی تھی۔۔

"آخری بار چھوڑ رہا ہوں۔۔۔اگر دوبارہ سامنے آئی تو اٹھا کر باس کے آگے پھینک دوں گا۔۔۔۔"

اس کے لہجے میں اب بھی شہوار کے لیے رعایت تھی۔۔۔۔جو محسوس کرتے شہوار کے خوف میں کچھ کمی آئی تھی۔۔۔اس نے

غور سے دلاور کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ ہمیشہ اپنے چہرے کو بلیک کپڑے سے ڈھک کر رکھتا تھا۔۔۔ سر اور پورا چہرا اچھی طرح سے ڈھکے وہ اپنے شناخت چھپانے ہوئے تھا۔۔۔ صرف اس کی سیاہ آنکھیں نظر آتی تھیں۔۔۔ صرف وہی نہیں سلطان لاشاری کے سیکورٹی اہلکاروں میں سے کبھی کسی کے بھی چہرے واضح نہیں ہوتے تھے۔۔۔ سب لوگوں نے ہی اپنی شناخت ایسے ہی چھپا رکھی تھی۔۔ جسامت میں سب ہی اپنے باس کی طرح ہٹے کٹے باڈی بلڈر تھے۔۔۔ ان سب کو ایک ساتھ کھڑا کر کے ان کی شناخت کیے جانا تقریباً ناممکن ہی تھا۔۔

یہ کوئی بہت اوپر کا ہی سیکورٹی لیول تھا۔۔۔

دلاور کے انداز میں ابھی بھی اس لڑکی کے لیے نرمی تھی۔۔۔ شہوار کا خوف نجانے کیوں کم ہونے لگا تھا۔۔۔ اسے کی گردن پر اب بھی دلاور کے پسٹل کی نوک موجود تھی۔۔۔ مگر اس کی بات سن کر اب وہ پہلے والا خوف نہیں رہا تھا۔۔۔

"تمہارا باس اچھا انسان نہیں ہے۔۔۔؟ تم اچھے انسان لگتے ہو مجھے۔۔ ایسے انسان کا ساتھ کیوں دے رہے ہو۔۔ جو ہر لحاظ سے اخلاقی پستی کا شکار ہے۔۔۔"

دلاور اسے وارننگ دیتی نگاہوں سے دیکھتا واپس مڑ رہا تھا۔۔۔جب نجانے کس احساس کے زیر اثر شہوار بول پڑی تھی۔۔دلاور کے قدم وہیں تھم گئے تھے۔۔۔وہ پلٹا نہیں تھا۔۔

"تم ایک رحمدل اور اچھے انسان ہو۔۔۔پلیز اگر تم اس شخص کو بے نقاب کرنے میں میرا ساتھ دو گے تو بہت دعائیں ملیں گی تمہیں۔"

شہوار اس کی خاموشی پر مزید پرجوش ہوئی تھی۔۔۔اسے لگا تھا شاید وہ اس کی بات مان جائے۔۔۔

"آپ ایسا کیوں کرنا چاہتی ہیں۔۔؟؟کیا دشمنی ہے آپ کی باس سے۔۔۔؟؟"

دلاور نے حیرت بھری نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑی اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا تھا۔۔۔ یہ دھان پان سی لڑکی جو بہت مشکل سے اپنا بوجھ اٹھائے کھڑی تھی۔۔ جو سلطان لاشاری کا ایک زرا سا وار برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔۔ وہ اس کے خلاف جانے کی بات کر رہی تھی۔۔ دلاور کو یہ لڑکی بالکل سر پھری لگی تھی۔۔۔

"میری کوئی دشمنی نہیں ہے۔۔ مگر وہ بہت برا انسان ہے۔۔ ویسا نہیں ہے جیسا لوگوں کے سامنے بنتا ہے۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے اس نے اپنے دوست کا قتل بھی خود ہی کیا ہے۔۔۔ تم خود ہی دیکھو نا اگر وہ مجرم نہ ہوتا تو اتنا پاور فل شخص ابھی تک اصل مجرم کو بے نقاب

کر چکا ہوتا۔۔۔اس کے فارم ہاؤس پر اس کے دوست کو مارا گیا ہے۔۔۔ایسے کیسے ہو سکتا بھلا۔۔۔۔؟؟"

شہوار رازدارانہ انداز میں اس کے قریب ہوتے بول رہی تھی۔۔ اسے سلطان لاشاری تک پہنچنے کے لیے ایسے ہی ایک شخص کی ضرورت تھی۔۔جو اسے آرام سے سلطان لاشاری کے ہر قدم کے بارے میں آگاہی دیتا۔۔۔

اس سے پہلے کہ دلاور اسے اس کی بات کا جواب دے پاتا۔۔اسی لمحے کوئی گارڈ اسے پکارتا ہوا اس جانب آنے لگا تھا۔۔۔قدموں کی

آواز قریب آرہی تھی۔۔۔ شہوار نے خوفزدہ نگاہوں سے دلاور کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے یہ لڑکی بڑی بڑی باتیں کر رہی تھی۔۔۔ اور اب دوبارہ سے سلطان لاشاری کے سامنے پیش کر دینے کے خیال سے ہی اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔۔

دلاور اس کے قریب آیا تھا اور اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے کسی نازک گڑیا کی طرح اٹھا کر اپنے ساتھ لگاتا اپنا رخ دوسری جانب موڑ گیا تھا۔۔ شہوار پوری طرح سے اس کے چوڑے مضبوط وجود

کے پیچھے چھپ گئی تھی۔یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ شہوار کچھ سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔۔۔وہ بالکل دلاور کے سینے سے آن لگی تھی۔۔

"دلاور کیا کر رہے ہو یہاں۔۔۔باس تمہیں بلا رہے ہیں۔۔۔"

گارڈ نے قریب آنا چاہا تھا۔۔۔

"جاؤ تم آ رہا ہوں میں۔۔۔"

دلاور کی آواز پر وہ وہیں سے پلٹ گیا تھا۔۔۔اس کے جاتے ہی شہوار اس کے سینے پر دونوں ہتھیلیاں ٹکاتی ایک ہی جھٹکے سے اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔اس کے یوں قریب کرنے پر شہوار کے چہرے پر

ناگواری بھرے تاثرات چھا گئے تھے۔۔۔اپنی کمر پر ابھی بھی اس کے مضبوط ہاتھ کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

"دوبارہ ایسی گھٹیا حرکت مت کرنا۔۔۔"

شہوار اس کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے انگلی اٹھا کر اس کے سامنے کرتے غرائی تھی۔۔اسے یوں چھوئے جانا سخت ناپسند تھا۔۔اس کے چہرے پر بھی ناگواری بھرے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔۔۔اس کی بات پر مقابل کو بھی تپ چڑھی تھی۔۔

"مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے آپ کو چھونے کا۔۔۔اگر وہ گارڈ آپ کو یہاں دیکھ لیتا تو اس وقت سلطان لاشاری کے مدمقابل ہوتیں

آپ۔۔یہ پکڑیں میرا نمبر لکھا ہے اس پر۔۔۔مجھ سے رابطہ کرنے کے لیے اس نمبر پر کال کرنی ہے۔۔۔"

اسے چٹ تھما تا وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔جبکہ شہوار نے اپنے ہاتھ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ابھی وہ اسے چھونے سے منع کر رہی تھی اور ابھی یہ شخص پورے استحقاق کے ساتھ اس کا ہاتھ تھام کر اس میں یہ پرچی تھما گیا تھا۔۔۔

"کمینے انسان کا ساتھی بھی کمینہ ہی ہو گا۔۔۔مجھے نہیں لگتا اس پر اعتبار کرنا چاہئے۔۔۔ایسے نہ ہو مجھے اٹھا کر اس وحشی کے آگے ڈال دے۔۔۔"

شہوار زیر لب بڑبڑاتی باہر آئی تھی۔۔۔جہاں جھاڑیوں کے پیچھے آنکھیں بند کیے خوف سے سکڑی سمٹی بیٹھی اپنی دوست کو دیکھ شہوار غصے سے تپ اٹھی تھی۔۔۔اس لڑکی کو وہ اپنا محافظ بنا کر لائی تھی۔۔

جس کی نیلی پڑتی رنگت دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ اس دنیا سے کوچ کر چکی ہے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ بہت زیادہ تھکی ہاری گھر لوٹ رہی تھی جب اپنے گھر کے دروازے کے باہر کھڑی بڑی بڑی گاڑیاں دیکھ اس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئی تھیں۔۔۔

"کیا مصیبت ہے۔۔۔؟؟ اب یہ پھر کونسی نئی آفت آن پڑی ہے اس گھر میں۔۔۔"

وہیں ایک جانب دیوار کی اوٹ میں ہوتے اس نے اپنے گھر کے چھوٹے سے دروازے کے باہر مستدی سے کھڑے گارڈز کو دیکھا تھا۔۔۔ محلے کے لوگ اپنے چھتوں پر کھڑے چھپ چھپ کر یہ سب ملاحظہ کر رہے تھے۔۔۔ اسے اپنا یہ محلہ انتہائی زہر لگتا تھا۔۔۔

جو مدد تو کر نہیں سکتے تھے۔۔ مگر تماشا دیکھنے کے لیے ضرور آجاتے تھے۔۔۔

اس نے تہمینہ مامی کو کال ملائی تھی۔۔۔

"ایک تو یہ ٹائم پر کال ہی پک نہیں کرتیں۔۔۔"

وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بڑبڑائی تھی۔۔۔

مسلسل بار بار کی کوششوں پر کہیں جا کر اس کی کال پک کی گئی تھی۔۔

"کال کیوں پک نہیں کر رہی تھیں۔۔۔یہ کس کو گھسایا ہوا ہے گھر میں۔۔۔؟؟"

تہمینہ مامی کی آواز سنتے ہی وہ کاٹ کھانے کو دوڑی تھی۔۔۔اس کا موڈ پہلے ہی اتنا سخت آف تھا۔۔۔اس وقت صرف اپنے روم میں جا کر آرام کرنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر یہ نیا ڈرامہ دیکھ اس کا پارہ ہائی ہو چکا تھا۔۔۔

"میں نہیں جانتی کون ہیں یہ۔۔۔ مگر جو کوئی بھی ہیں بہت بڑے لوگ لگ رہے ہیں۔۔۔ تمہارے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔۔۔ میں نے تو کہہ دیا تھا کہ ہم نہیں جانتے اس لڑکی کو۔۔ مگر تمہارا یہ ماموں ان کی شان و شوکت دیکھ ان کی پٹی سے لگ کر بیٹھ گیا ہے۔۔۔ آج پھر جوا ہار کر آیا ہے۔۔۔ دو لاکھ روپے چاہیے۔۔۔ اسی

لالچ میں ان کے ساتھ بیٹھ کر تمہارے بارے میں بتا چکا ہے۔۔۔

ابھی بھی تھوڑا تھوڑا نشے میں ہے۔۔۔اس نے انہیں بتا دیا ہے کہ تم اسی گھر میں رہتی ہو۔۔۔اب وہ لوگ تمہارے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔"

تہمینہ مامی سے اس کی کبھی نہیں بنی تھی۔۔۔ مگر وہ اکثر ایسے موقعوں پر اس کا ساتھ دے جاتی تھیں۔۔۔

"کون لوگ ہیں یہ میں نہیں جانتی انہیں۔۔۔ آپ پلیز انہیں وہاں سے نکالو۔۔۔"

شہوار کا دماغ خراب ہو رہا تھا۔۔۔

"ایک بار آکر مل لو۔۔۔ بہت امیر لوگ لگ رہے ہیں۔۔۔ کیا پتا کوئی فایدہ ہو جائے۔۔۔"

ان کے اندر کا لالچی انسان جاگا تھا۔۔۔

"میری ایک بات سن لوگ تک دونوں میاں بیوی۔۔۔ اگر تم لوگوں نے اسے میرے بارے میں زرا سی بھی خبر دی تو میں تم لوگوں کو چھوڑوں گی نہیں۔۔۔ نکالو انہیں ابھی وہاں سے۔۔۔"

اب کی بار شہوار اپنے اصل روپ میں آئی تھی۔۔۔ اس کا غصہ بہت زیادہ برا تھا۔۔۔ ان لوگوں پر وہ اب تک اپنی ساری تنخواہ لٹاتی آئی تھی۔۔۔ اور اب وقت پڑنے پر وہ اس کے سارے دغابازی کرنا

چاہتے تھے۔۔۔جو شہوار اپنے ساتھ تو کسی قیمت پر ہونے نہیں دے سکتی تھی۔۔۔

"اچھا۔۔اچھا۔۔۔۔ایک تو تم دھمکیاں دینے پر بہت جلدی اتر آتی ہو۔۔۔وہیں رکو۔۔۔کرتی ہوں کچھ میں۔۔۔"

تہمینہ بیگم اپنی شوہر اور اس کی اس بھتیجی کے ہاتھوں زچ ہو چکی تھی۔۔۔

کال بند کرتے وہ وہیں ایک جانب پڑے پتھر پر بیٹھتی تھکے تھکے انداز میں اپنا سر دیوار سے ٹکا گئی تھی۔۔۔جب ایک بار پھر سے اس کا

موبائل زور و شور سے بج اٹھا تھا۔۔۔ندا کا نمبر دیکھ اس نے کال پک کی تھی۔۔۔

"شہوار جلدی سے نیوز دیکھو۔۔۔سب چینلز پر کیا بریکنگ نیوز چل رہی ہے۔۔۔"

ندا کی سنسنی پھیلاتی آواز سن کر شہوار کو مزید تاؤ آیا تھا۔۔۔

"کیوں اب کیا ہوا ہے۔۔؟"

اس کا لہجہ اب بھی بے زاری لیے ہوئے تھا۔۔

"ہمارے نیوز ڈائریکٹر آفتاب صاحب کے حوالے سے خبر چل رہی ہے۔۔۔انہوں نے ہمارے آفس کی کچھ لڑکیوں کے ساتھ غیر

اخلاقی حرکت کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔ نجانے کس نے ان کے آفس کی فوٹیج لیک کر دی ہے۔۔ لڑکیوں کے چہرے واضح نہیں ہیں۔۔۔ مجھے یقین نہیں آرہا آفتاب صاحب ایسی گری ہوئی حرکت کر سکتے ہیں۔۔۔ کتنا گھٹیا انسان نکلا یار۔۔۔ ہر جگہ اسی کی خبر چل رہی ہے۔۔ باس نے اسے جاب سے نکال دیا ہے۔۔ اور انہیں پولیس پکڑ کر لے گئی ہے۔۔ ایسے کے ساتھ یہی ہونا چاہیے۔۔۔ ویسے ہمارے چینل کی بہت بدنامی ہو گئی ہے۔۔۔۔"

ندا اسے تفصیل بتا رہی تھی۔۔۔

"اگر تم یہ فضول خبر دے چکی ہو تو کیا میں اب فون بند کر دوں۔۔۔"

شہوار دانت پیستے بولی تھی۔۔۔

"تم کہاں ہو اس وقت۔۔۔۔"

ندا کے سوالات اتنے آرام سے ختم ہو جائیں یہ ممکن نہیں تھا۔۔۔

"گلی میں ایک پتھر پر بیٹھی ہوں۔۔۔ مگر تم مجھے یہاں بھی سکون نہیں لینے دے رہی۔۔۔۔'

شہوار اسے اگلا سوال کرنے کا موقع دیئے بغیر کال کاٹ گئی تھی۔۔۔

جبکہ ندا نے ہونقوں کی طرح موبائل سکرین کو گھورا تھا۔۔۔

"الٹی سیدھی حرکتیں کر کر کے اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔ گھر ہونے کے باوجود گلی میں کیوں بیٹھی ہے یہ۔۔۔۔"

ندا کو اپنی یہ دوست کبھی کبھی بالکل بھی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔۔۔

شہوار کی کمر اکڑ چکی تھی۔۔۔۔ اس نے اٹھ کر گھر کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جہاں اب سارے گارڈز گاڑیوں میں بیٹھ رہے تھے۔۔۔ جس کا مطلب تھا ان کا مالک بھی گاڑی میں بیٹھ گیا ہے۔۔۔

شہوار نے اپنی بڑی بڑی انکھوں سے ان گاڑیوں میں جھانکنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر بہت زیادہ دور ہونے کی وجہ سے وہ نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔

جیسے ہی وہ گاڑیاں اس کے پاس سے گزریں اس نے دوپٹے سے اپنے چہرے کو ڈھک لیا تھا۔۔۔تھکے تھکے قدموں سے اپنے گھر کی جانب بڑھتے اس کا موڈ مزید خراب ہو چکا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہر طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی جب وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ کمرے کا دروازہ اندر سے لاک کرتے اس کا رخ بیڈ پر نیم دراز وجود کی جانب تھا۔۔جو اس وقت گہری نیند میں تھی۔۔۔بنا کسی گرم شے کے وہ بیڈ کے ایک کنارے پر سکڑی سمٹی لیٹی ہوئی تھی۔۔

آنکھوں پر بازو رکھے وہ اپنے چہرے کو آدھے سے زیادہ چھپائے ہوئے تھی۔۔۔اس کے گداز لب ہلکے سے وا ں تھے۔۔۔مقابل کی سرد نگاہیں بہت غور سے اس کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔زرا سا فاصلہ قائم کرتا وہ اس کے قریب بیڈ پر آن بیٹھا تھا۔۔۔وہ ٹھنڈ سے بالکل سکڑی ہوئی تھی۔۔۔اس کی نیند اتنی گہری نہیں ہوتی تھی کہ ارد گرد کے ماحول سے بالکل ہی ہٹ جائے۔۔۔

اس نے دھیرے سے اس کا بازو چہرے سے ہٹا کے تکیے پر رکھا تھا۔۔ جس کے ساتھ ہی اس کا حسین چہرا اب اس شخص کے بالکل سامنے تھا۔۔۔وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سوئی تھی۔۔

خود پر محسوس ہوتی گرم نگاہوں کی تپش محسوس کرتے وہ دھیرے سے کسمسائی تھی۔۔ نتھنوں سے ٹکراتی خوشبو اور کسی کی قربت کے احساس سے آنکھیں موندے ہونے کے باوجود اس کے چہرے پر خوف کے سائے لہرائے تھے۔۔۔ اور اگلے ہی پل اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔۔ اپنے اوپر جھکے کسی شخص کو دیکھ اس کی آنکھیں خوف کے عالم میں ناقابلِ یقین حد تک پھیل گئی تھیں۔۔۔

اس کا سائیڈ لیمپ آف کر دیا گیا تھا۔۔۔ اندھیرے میں وہ اس شخص کو دیکھ نہیں پا رہی تھی۔۔

لبوں سے چیخ بر آمد ہونے ہی والی تھی مگر مقابل نے بروقت اس کے لبوں پر ہاتھ رکھتے اس کی چیخ کا گلا گھونٹ دیا تھا۔۔۔خوف کے عالم میں اس کی رنگت بالکل زرد پڑ چکی تھی۔۔۔وہ وہاں سے اٹھ کر بھاگنا چاہتی تھی۔۔ مگر وہ شخص اس پر پوری طرح سے چھایا اسے بے بس کر گیا تھا۔۔۔

"اگر زرا سی بھی آواز نکالی تو یہیں مار کر پھینک جاؤں گا۔۔۔"

اس کا نفرت میں ڈوبا انتہائی سنگین لہجہ شہوار کی سماعتوں سے ٹکراتا اسے مزید خوفزدہ کر گیا تھا۔۔۔اس کی دونوں کلائیاں وہ شخص اپنی

گرفت میں قید کرتا تکیے سے لگا چکا تھا۔۔۔ یہ سرد برفیلا لہجہ اس کی دھڑکنے ساکت کر گیا تھا۔۔۔

شہوار کی آنکھوں میں خوف کے ساتھ ساتھ نفرت ہلکورے لینے لگی تھی۔۔۔ وہ اب یہاں بھی محفوظ نہیں تھی۔۔۔ اسے اب اپنا ٹھکانہ کہیں اور ڈھونڈنا تھا۔۔۔

اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ مگر اپنے پورے وجود پر اس شخص کی محسوس ہوتی بے رحمانہ گرفت شہوار کو اذیت سے دوچار کر رہی تھی۔۔

اس کی زندگی کے سب سے دردناک مناظر اس کی آنکھوں کے پردے پر آن ٹھہرے تھے۔۔۔شدید خوف کے عالم میں اس کا وجود کانپنے لگا تھا۔۔۔

اسے پھر سے دمے کا اٹیک ہوا تھا۔۔۔

اس اندھیرے سے اس کی جان جاتی تھی۔۔۔

"چھوڑو مجھے میں مر جاؤں گی۔۔۔"

اس کے لبوں سے ٹوٹ کر یہ الفاظ نکلے تھے۔۔۔اسے سانس لینے میں دشواری پیش آرہی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ اس کی حالت مزید بگڑتی اس کا انہیلر اس کے لبوں سے لگا دیا گیا تھا۔۔۔

شہوار کی سانسیں آہستہ آہستہ بحال ہونے لگی تھیں۔۔کون تھا یہ شخص۔۔۔

اس کی زہین آنکھوں میں الجھن آن ٹھہری تھی۔۔

"کون ہو تم۔۔۔۔؟؟"

اس کی گھمبیر بھاری آواز شہوار کی سانسیں چھین گئی تھی۔۔۔

"کک کون۔۔۔؟؟"

شہوار اس کی گرفت سے اپنے آپ کو آزاد کروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی تھی۔۔۔اس شخص کی گرفت انتہائی بے رحم تھی۔۔۔اس کے لبوں سے بے اختیار کراہ نکلی تھی۔۔

خوف سے اسے اپنا پورا وجود سن ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔

جب اچانک اسے مقابل کی گرم سانسیں اپنے کان کی لوح پر معلوم ہوئی تھیں۔۔

شہوار اونچی آواز میں چلانا چاہتی تھی مگر اس کی آواز نہیں نکل پا رہی تھی۔۔

"دور چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔ورنہ بے موت ماری جاؤ گی۔"

اسے وارننگ دیتا آگ اگلتا لہجہ تھا۔۔ شہوار کوشش کے باوجود پہچان نہیں پائی تھی۔۔ یہ خوشبو اور یہ لہجہ اس نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دے پاتی۔۔۔اسے اپنی گردن سے بال ہٹتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔وہ خوف سے کانپ اٹھی تھی۔۔۔ اس کے دونوں ہاتھوں کو جکڑا گیا تھا۔۔۔وہ مزاحمت بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔

اسے اپنے دائیں کندھے سے شرٹ ہلکی سی سرکتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ چیختی یا اس وحشی درندے کے ناپاک ارادوں سے بچنے کے لیے مدد مانگتی اس کے لبوں پر بھاری ہاتھ رکھ دیا گیا تھا۔۔۔

کچھ سیکنڈز بعد اسے اپنے کندھے پر آگ جیسی تپش رکھنے والے شدت بھرے لبوں کا لمس محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ تڑپی تھی مگر مقابل کو رحم نہیں آیا تھا۔۔۔اسے شدید جلن کا احساس ہوا تھا۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر اس ایک جگہ پر جھکا اسے تڑپا کر رکھ گیا تھا۔۔۔شہوار کی خوف سے جان نکل رہی تھی۔۔وہ مزید ہمت نہیں رکھ پائی تھی یہ سب برداشت کرنے کی۔۔۔

اگلے ہی لمحے اس کی گردن ایک جانب لڑھک گئی تھی۔۔۔جو محسوس کرتے اس شخص نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

ایک پراسرار مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھری تھی۔۔۔وہ جھٹکے سے پیچھے ہوتا اس کی شرٹ کندھے سے ٹھیک کر گیا تھا۔۔

اس کے اوپر سے اٹھتا اس کے بے سدھ پڑے وجود پر کمبل ڈالتا وہ وہاں سے نکل آیا تھا۔۔۔وہ جس مقصد سے آیا تھا وہ تقریباً پورا ہو چکا تھا۔۔۔اس نے ایک بار بھی پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"اماں جان کی حالت ہر گزرتے دن کے ساتھ بگڑتی جا رہی ہے۔۔۔ پتا نہیں کونسی ایسی بات ہے ان کے دل میں جو انہیں اندر ہی اندر کھائے جا رہی ہے۔۔۔"

ثانیہ بیگم کافی زیادہ پریشان تھیں۔۔۔اس وقت سلطان کے علاوہ گھر کے سبھی افراد ہی وہاں موجود تھے۔۔۔ان کی بات پر سب نے ہی ایک دوسرے سے نگاہیں چرائی تھیں۔۔یہ بات تو ثانیہ لاشاری بھی اچھے سے جانتی تھیں کہ وہ کونسی تکلیف تھی جو بتول بیگم کو کھائے جارہی تھی۔۔۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ ان کی صحت گر رہی تھی۔۔۔

"وہی صدمہ جو ساری زندگی ان کے ساتھ رہنے والا ہے۔۔۔جس کا اب کوئی حل نہیں ہے۔۔۔"

حشمت لاشاری نے خفگی سے پہلو بدلہ تھا۔۔۔ثانیہ بیگم کو اس وقت بھی ان کی بات انتہائی ناگوار گزری تھی۔۔۔

"بابا جان آپ ہی کچھ کریں نا۔۔۔میں اماں سائیں کی مزید یہ حالت نہیں دیکھ سکتی۔۔۔"

ثانیہ بیگم نے اپنے بھائی کی بات کو صاف نظر انداز کرتے باپ کو مخاطب کیا تھا۔۔۔جو اس وقت گہری سوچ میں غرق تھے۔۔۔

پچھلے دو سالوں سے لگاہوں انہیں ڈھونڈنے مگر کوئی سراغ نہیں مل رہا۔۔۔ہر طرف سے یہی خبر آرہی ہے کہ سکینہ اور اس کی دونوں بیٹیوں کی وفات ہو چکی ہے ایک حادثے میں۔۔۔"

فیروز لاشاری کی بات پر سب نے بے یقینی سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اب تک انہوں نے اس بات کا ذکر گھر میں کسی کے سامنے نہیں کیا تھا۔۔۔

"نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔۔۔وہ لوگ زندہ ہونی چاہیں۔۔۔میں اپنی ماں کو اس حال میں مزید نہیں دیکھ سکتی۔۔۔"

ثانیہ بیگم کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔عروسہ بیگم بھی آنکھوں میں نمی لیے اپنی جگہ سے اٹھتیں ان کے قریب آئی تھیں۔۔جن کے مل جانے کا وہ لوگ اتنے وقت سے انتظار

کر رہی تھیں۔۔۔وہ اب اس دنیا میں ہی نہیں تھا۔۔یہ خبر ان کے دل کو مزید اذیت میں مبتلا کر گئی تھی۔۔

"سکینہ مر چکی ہے اس بارے میں میرے ہر ذرائع نے تصدیق کی ہے۔۔۔"

فیروز لاشاری کسی کو بھی اب کوئی امید نہیں دلانا چاہتے تھے۔۔۔ان کی اس بات کے بعد جہاں مردوں کے دل میں ایک نیا دکھ آن اترا تھا۔۔۔وہیں وہاں بیٹھی خواتین اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ پائی تھیں۔۔

"بتول تک یہ خبر کوئی نہ پہنچائے ورنہ ان کی حالت مزید بگڑ سکتی ہے۔۔۔"

فیروز لاشاری کے پاس کسی کو بھی تسلی دینے کے لیے کوئی الفاظ نہیں تھے۔۔۔

"بہت ظلم ہوا ہے اس گھر میں سکینہ کے ساتھ۔۔۔اس کی سسکیاں اور بدعائیں کبھی پیچھا نہیں چھوڑیں گی اس گھر کا۔۔۔"

راحیلہ لاشاری کی لبوں سے روتے ہوئے جو الفاظ نکلے تھے انہوں نے وہاں بیٹھے تمام افراد کے دلوں کو جکڑ لیا تھا۔۔۔

یہ الفاظ وہاں داخل ہوتے سلطان لاشاری کی سماعتوں سے محفوظ نہیں رہ سکے تھے۔۔

"کیا ظلم کیے گئے ہیں اس عورت پر۔۔۔زرا بتانا پسند کریں گی۔۔"

سلطان کے انتہائی خشک لہجے پر سب نے ہی پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"چچا جان کی قاتل ہیں وہ۔۔۔ان کے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہیے تھا جو کیا گیا ہے۔۔۔ایسی عورت کی اس گھر میں کوئی جگہ نہیں تھی جو اس گھر کے لوگوں کی دشمن ہو۔۔۔"

سلطان کے لہجے میں اس مری ہوئی عورت کے لیے بھی کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں تھی۔۔۔

سب ایک دم سے خاموش ہوئے تھے۔۔۔

"اماں جان بہت تکلیف میں ہیں۔۔۔"

تانیہ بیگم اپنے آنسو نہیں روک پا رہی تھیں۔۔۔اپنی دادی پر جان چھڑکنے والا ان کا یہ درد نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔۔

ثانیہ بیگم کی بات پر وہ مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں بے حد لال ہو رہی تھیں۔۔

فیروز لاشاری نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس کی نفرت کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔

"میں خود گیا تھا حیدر آباد وہاں صرف سکینہ کے مرنے کی تصدیق ہوئی ہے۔۔۔ میرا دل کہتا ہے میری دونوں پوتیاں ابھی بھی زندہ ہیں۔۔ انہیں کچھ نہیں ہوا۔۔۔ ماں کے مرنے کے بعد سے نجانے کہاں چلی گئی ہیں۔۔۔ تم چاہو تو اپنی دادی کی اس تکلیف کو کم کر سکتے ہو۔۔۔ ہر شے پر اختیار ہے تمہارا۔۔۔"

فیروز لاشاری کی بات پر اب سب نے چونک کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"آپ کو کب سے میری ضرورت پڑ گئی دادا جان۔۔۔ آپ خود پہلے ہی سب کچھ کرتے پھر رہے ہیں۔۔۔ انہیں ڈھونڈ رہے ہیں جن کا وجود کبھی آپ میں سے کسی کو بھی اس گھر میں برداشت نہیں تھا۔۔۔"

سلطان طنزیہ لہجے میں بولتا انہیں باور کروا گیا تھا کہ وہ ان کے کسی بھی عمل سے بے خبر نہیں تھا۔۔۔

"تھک چکا ہوں میں۔۔۔ ہر جگہ تلاش کر چکا ہوں نہیں مل رہیں وہ مجھے۔۔۔ نجانے کہاں جا چھپی ہیں۔۔۔ اللہ کرے وہ زندہ ہوں۔۔۔"

فیروز لاشاری جیسا مضبوط اعصاب کے مالک شخص اپنے سینے پر ہاتھ رکھتا سر صوفے کی پشت پر ٹکا گئے تھے۔۔

اپنے سب بچوں کو سینے سے لگا کر رکھتے وہ ان دو زندگیوں سے بالکل غافل ہو چکے تھے۔۔۔ جس کا پچھتاوا اب شدت سے انہیں ہو رہا تھا۔۔۔

سکینہ ان کے سب سے چھوٹے بیٹے اسحاق لاشاری کی بیوی تھی۔۔۔ جو بیس سال پہلے ان کے بیٹے کے مرنے کے بعد اپنی دونوں بیٹیوں کو لے کر گھر سے فرار ہو گئی تھی۔۔۔ جس کے بعد سے ان کی کوئی خیر خبر نہیں تھی۔۔۔ اپنے شوہر کو مارنے کا الزام انہیں پر لگایا جاتا

رہا تھا۔۔۔ جس کی ابھی تک تصدیق نہیں ہو سکی تھی۔۔۔بتول بیگم نے کچھ سال پہلے انہیں اپنی دونوں پوتیوں کے ساتھ کہیں دیکھ لیا تھا۔۔۔ جس کے بعد سے وہ سکون میں نہیں تھیں۔۔۔ فیروز لاشاری انہیں مسلسل تلاش کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ جس دوران انہیں ان تینوں کا کسی حادثے میں مر جانے کی خبر ملی تھی۔۔۔ان کا دل اس بات کو ماننے کو تیار نہیں تھا۔۔۔وہ ساری زندگی اس گلٹ کو اپنے ساتھ لے کر نہیں مرنا چاہتے تھے کہ وہ اپنے مرحوم بیٹے کی اولاد کو اپنے سینے سے نہ لگا سکے۔۔

ان کے تمام سورسز نے سکینہ کے مرنے کی تصدیق کر دی تھی۔۔۔ مگر اس کی دونوں بیٹیاں کہاں تھی اس کی خبر کہیں سے نہیں ملی تھی۔۔۔ انہیں جہاں سے بھی تھوڑا بہت سراغ مل رہا تھا وہ وہاں جا رہے تھے۔۔۔ مگر اب تک کچھ پتا نہیں چل پایا تھا۔۔

وہ اب سلطان سے مدد مانگ رہے تھے۔۔۔ جو اب تک اس معاملے میں پوری طرح سے غافل رہا تھا۔۔۔ اسے ان لوگوں کو ڈھونڈنے میں کبھی کوئی انٹرسٹ نہیں رہا تھا۔۔ جن کی وجہ سے ان کے گھر کی خوشیاں برباد ہوئی تھیں۔۔۔ جو عورتیں اس گھر سے دور رہ کر اتنی

منحوس ثابت ہو رہی تھیں۔۔۔ یہاں آکر تو نجانے انہوں نے کیا کرنا تھا۔۔

سلطان نے ایک نظر اپنے گھر کے تمام افراد پر ڈالی تھی۔۔۔ وہ سب ایک ساتھ تھے مگر ان کے چہروں پر خوشی نہیں تھی۔۔۔ بتول بیگم کی اذیت ان سب کو تکلیف میں مبتلا کر رہی تھی۔۔۔۔

اب جو کرنا تھا اسے ہی کرنا تھا۔۔۔

وہ بنا کچھ بولے وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔

شہر کے وسط میں بنی لاشاری منزل اپنے منفرد طرزِ تعمیر اور سنہری رنگ کی وجہ سے لوگوں کی توجہ کا مرکز رہتی تھی۔۔۔ وسیع و

عریض رقبے پر پھیلے اس گھر کی تصویریں سوشل میڈیا پر نجانے کتنی بار وائرل ہو چکی تھیں۔۔۔ سنہری شیشوں سے بنی یہ عمارت دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ کر دیتی تھی۔۔۔ کتنے لوگ اس کو اندر سے دیکھنے کے خواہاں تھے مگر اس کی اجازت کسی کو نہیں ملتی تھی۔۔

وہاں صرف لاشاری خاندان کے افراد اور ان کے بہت قریبی لوگوں کو جانے کی اجازت تھی۔۔۔ ایک سیاسی گھرانہ ہونے کی وجہ سے ان سب کو ہی سیکورٹی پروٹوکول کی ضرورت پڑتی تھی۔۔۔۔ خاص کر سلطان لاشاری کو۔۔۔ اس پر اب تک کئی قاتلانہ حملے بھی ہو چکے تھے۔۔۔ فیروز لاشاری اور گھر کے باقی لوگ

چاہتے تھے کہ وہ سیاست چھوڑ دے مگر اس نے اس معاملے میں کبھی کسی کی نہیں سنی تھی۔۔۔

فیروز لاشاری کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔۔ ریاض لاشاری، حشمت لاشاری، ثانیہ لاشاری اور سب سے چھوٹے اسحاق لاشاری تھے۔۔۔

سلطان لاشاری ریاض لاشاری کی اکلوتی اولاد تھا۔۔۔ راحیلہ بیگم ان کی ماموں زاد اور ایک بہت ہی ماڈرن خاتون تھیں۔۔ جن کی شادی سے پہلے ساری زندگی امریکہ میں گزری تھی۔۔۔ انہیں اپنے سسرال کا دقیانوسی ماحول بالکل بھی پسند نہیں تھا۔۔۔ مگر ریاض

صاحب سے پسند کی شادی ہونے کی وجہ سے وہ اب تک یہ سب برداشت کر رہی تھیں۔۔۔ اپنی بڑی بہو کی عادت و اطوار دیکھ کر فیروز لاشاری اور بتول بیگم نے سلطان کی پرورش خود کی تھی۔۔

اس لیے وہ اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ دادا دادی کے قریب تھا۔۔

حشمت لاشاری کی شادی اپنی چچازاد ساجدہ بیگم سے ہوئی تھی۔۔۔ ان کا ایک بیٹا ظہیر اور بیٹی لائبہ تھی۔۔۔ تیسرے نمبر پر ثانیہ بیگم تھیں جن کے شوہر یاسین لاشاری فیروز صاحب کے اکلوتے بھتیجے اور داماد تھے۔۔۔ شروع سے وہ انہیں کے ساتھ ہی رہتے تھے۔۔۔

ثانیہ بیگم کی دو بیٹیاں اور دو بیٹے تھے۔۔۔رانیہ، سدرہ، توصیف اور دائم۔۔

اسحاق لاشاری کی شادی سکینہ بیگم سے ہوئی تھی۔۔۔وہ دونوں ہی اپنی جگہ بہت بد قسمت نکلے تھے۔۔ ان کی دو بیٹیاں تھیں۔۔۔جن کے بارے میں ابھی تک کوئی خیر خبر نہیں تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

گیارہ بجے کا وقت تھا جب تہمینہ مامی کے سر پر کھڑے ہو کر اتنی اونچی آواز میں بولنے کی وجہ سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔اس نے مندی مندی آنکھوں سے سامنے کا منظر دیکھا تھا۔۔۔

"کہیں اپنے اس ماموں کے نشے کی پڑیا تو اپنے کھانے میں مکس کر کے نہیں سوئی تھی جو ابھی تک نہیں اٹھ رہی۔۔۔"

اسے آنکھیں کھولتے دیکھ اس کے زندہ ہونے کی تسلی کرتیں وہ وہاں سے نکل گئی تھیں۔۔۔

شہوار نے غائب دماغی سے ارد گرد دیکھا تھا۔۔۔ جیسے جیسے حواس بیدار ہو رہے تھے۔۔۔ اس کی انکھوں کے سامنے رات کی تاریکی اور اس تاریکی میں چھپ کر اپنے پاس آیا شخص یاد آیا تھا۔۔

کون تھا وہ شخص۔۔۔

اس کے وجود میں خوف کی سرد لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔

نہیں یہاں کون آسکتا ہے۔۔۔ مجھ سے کسی کی کیا دشمنی ہو سکتی جو مجھے اس طرح دھمکایا جائے گا۔۔۔ یہ ضرور کوئی خواب ہی ہے۔۔۔

اس نے اپنے دل کو تسلی دی تھی۔۔

مگر یہ تسلی اس وقت خوف و ہراس میں تبدیل ہوئی تھی۔۔۔ جب اسے ایک دم سے اس شخص کے جانب سے کی گئی وحشیانہ حرکت یاد آئی تھی۔۔۔ وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھتی مرر کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اس کا دل شدت سے یہی دعا کر رہا تھا کہ یہ اس کا کوئی خواب ہی ہو۔۔۔

مگر کندھے پر اب بھی ہوتی جلن کا احساس اس کی اس سوچ کو غلط ثابت کر رہا تھا۔۔۔

مرر کے سامنے آتے اس نے جیسے ہی اپنی شرٹ زرا سی کندھے سے سرکائی اس کی رنگت ناقابلِ یقین حد تک لال ہوئی تھی۔۔۔

آنکھوں میں غصے کے ساتھ ساتھ نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر آج رو دی تھی۔۔۔روم کا دروازہ اندر سے لاک کرتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔۔

"میں کیسے اپنی حفاظت نہ کر پائی۔۔۔ کون تھا وہ شخص کیوں آیا میرے اتنے قریب۔۔۔۔ کیا ثابت کرنا چاہتا تھا وہ مجھ پر۔۔۔ کیوں بھیجنا چاہتا ہے یہاں سے۔۔۔"

اس کی بہتی آنکھوں میں بہت سارے سوال تھے۔۔۔۔ جن کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔ اپنے بیگ میں رکھے چھوٹے سے باکس پر پاسورڈ لگاتے اس نے اسے کھولا تھا۔۔۔ اور اس میں سے نکلنے والی تصویر کو دیکھ وہ سسک اٹھی تھی۔۔۔

"ان لوگوں نے چھین لیا ہے آپ لوگوں کو مجھ سے۔۔۔ اور چاہتے ہیں میں انہیں سکون سے رہنے دوں۔۔۔ مجھ سے میری خوشیاں چھین کر چاہتے ہیں میں ان کو خوش رہنے دوں۔۔۔"

اس کے قریب کوئی اپنا نہیں تھا جس کی کندھے پر سر رکھ کر وہ اپنے دل کی بات کہہ پاتی۔۔۔ ان تصویر کے سوا اسکے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔ یہی اس کا کل اثاثہ تھیں۔۔ اسی سے باتیں کر کے وہ اپنا ہر دکھ بیان کرتی تھی۔۔۔ جو اسے نہ سن سکتی تھیں نہ تسلی دے سکتی تھیں۔۔۔

"ان لوگوں سے بھی زیادہ بری بن چکی ہوں۔۔اب میں انہیں بتاؤں گی کہ ظلم کی انتہا کیا ہوتی ہے۔۔۔اتنی بے رحم بن چکی ہوں کہ اب انہیں اپنے آگے سسکتے دیکھ خوشی ملے گی مجھے۔۔۔"

اپنے آنسو رگڑتے وہ آنکھوں میں انتقام کی آگ بھر گئی تھی۔۔۔یہ آگ لمحہ بالمحہ اسے جلاتی اندر سے راکھ بنا رہی تھی۔۔۔اسی راکھ سے اب وہ ان سب لوگوں کے منہ پر کالک مل کر انہیں دنیا والوں کے سامنے رسوا کرنا چاہتی تھی۔۔۔تصویروں میں نظر آتے افراد سے بات کرتی وہ آخر میں مسکرا دی تھی۔۔۔

بھیگی آنکھوں سے مسکراتی اس لڑکی کو اگر کوئی بھی انسان اس لمحے دیکھ لیتا تو ضرور اس کے درد کی انتہا محسوس کر پاتا۔۔۔ مگر اس نے آج تک کبھی کسی کو اپنا غم نہیں بتایا تھا۔۔۔ نہ ہی وہ بتانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

اسے اب یہاں نہیں رہنا تھا اب وہ یہاں پر بھی محفوظ نہیں تھی۔۔۔

اس نے ندا کی ہاسٹل وارڈن سے بات کی تھی۔۔۔ جو اسے اپنے ہاسٹل میں روم دینے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں اپنا سامان کا ایک چھوٹا سا بیگ تیار کرتی وہ وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔اس نے کسی کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔اس کی زندگی ہمیشہ ایسے ہی مسافروں کی طرح گزری تھی۔۔اور شاید آگے بھی ایسے ہی گزرنی تھی۔۔۔

اس کا ان لوگوں سے کوئی رشتہ نہیں تھا۔۔۔وہ انہیں ہر مہینے بھاری رقم دے کر کرایے کے کمرے میں رہ رہی تھی۔۔۔مگر ساتھ ہی انہیں اپنے ماموں مامی کہنے کے اضافی پیسے بھی دیتی تھی۔۔۔اس نے ان لوگوں کو اب تک اتنا پیسہ کھلایا تھا کہ اداکاری کرتے ہوئے

اب وہ یہ بھی بھول چکے تھے کہ یہ لڑکی ان کی سگی بھانجی ہے ہی نہیں۔۔۔

اسے نہ تو کبھی اچھی زندگی کی خواہش رہی تھی نہ اس نے کبھی خوشیوں بھری زندگی کی چاہ کی تھی۔۔اس کی آنکھوں میں ایک ہی خواب تھا۔۔۔اپنی ماں اور بہن کے ساتھ ایک خوشحال زندگی کا خواب۔۔۔جو بہت بے دردی کے ساتھ اس سے چھین لیا گیا تھا۔۔۔

اب اس کا دل بالکل پتھر ہو چکا تھا۔۔۔۔اب وہ کسی کو بھی سکون سے جینے نہیں دینے والی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تم میری سمجھ سے باہر ہو۔۔۔اپنا گھر چھوڑ کر ہاسٹل میں کون رہتا ہے۔۔۔؟"

ندا اسے اپنے روم میں شفٹ کروا چکی تھی۔۔۔شہوار کی ضد تھی کہ وہ رہے گی تو اسی کے ساتھ۔۔۔۔بہت مشکل سے اپنی روم میٹ کو دوسرے روم میں شفٹ کروانے کے بعد وہ شہوار کو یہاں لا پائی تھی۔۔۔

تب سے لے کر اب تک ندا اس پر خفگی دکھاتی مسلسل سوال پر سوال کر رہی تھی۔۔۔ جس کا شہوار نے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

"اپنا گھر۔۔۔۔؟؟"

اس کے اپنے گھر کہنے والی بات شہوار کو انتہائی بری لگی تھی۔۔۔

"میرا کوئی اپنا گھر نہیں ہے۔۔۔ نہ ہی میں ایسی کوئی خواہش رکھتی ہوں۔۔۔"

وہ چڑھ کر بولی تھی۔۔۔

"اوہ ہو میرا مطلب کہ تمہارے ماموں کا گھر۔۔۔"

ندا نے فوراً بات کی تصحیح کی تھی۔۔۔

"ان لوگوں سے میرا کوئی رشتہ نہیں تھا میں وہاں کرائے دار کے طور پر رہ رہی تھی۔۔۔ کوئی ماموں مامی نہیں ہیں میرے۔۔۔"

شہوار اپنے بستر سے اٹھتی مرر کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اسے اپنے بال سنوارنے کسی مصیبت سے کم نہیں لگتے تھے۔۔ اتنے لمبے اور گھنے تھے۔۔۔ اسے بے اختیار اپنی ماں کی یاد آئی تھی۔۔ جو بہت محبت سے اس کے بالوں میں تیل کی مالش کرتی تھیں۔۔۔ اس کے لاپرواہی دکھانے پر وہی اس کے بالوں سنوار دیتی تھیں۔۔۔

ماں کی یاد پر ایک بھولا بھٹکا آنسو چہرے پر لڑھک آیا تھا۔۔۔ جسے اس نے جلدی سے ہاتھ سے جھٹک دیا تھا۔۔۔

"اچھا اچانک سے ماموں مامی سے رشتی ختم ہو گیا تمہارا۔۔۔ تم کچھ بھی بولتی ہو۔۔ ضرور تم ان سے لڑائی کر کے آئی ہو گی۔۔"

ندا کبھی اس کی سیریس والی باتوں پر یقین ہی نہیں کرتی تھی۔۔۔ شہوار اسے ایک نظر دیکھ کر سرد آہ بھرتی جلدی جلدی اپنے بیگ میں چیزیں رکھنے لگی تھی۔۔۔ اسے پوری دنیا میں یہ ایک ہی لڑکی ملی تھی اپنی دوست بنانے کے لیے۔۔۔ جو ایک نمبر کی ڈرپوک

تھی۔۔۔ندا کے پیرنٹس کی ڈیتھ ہو چکی تھی۔۔بھائی بھابھی نے گھر سے نکال دیا تھا۔۔تب سے وہ ہاسٹل میں ہی رہتی تھی۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے سب کچھ تھیں۔۔۔

ندا کی باتوں کو اگنور کرتی وہ جانے کے لیے تیار تھی جب اس کا موبائل بجنے لگا تھا۔۔انجان نمبر دیکھ کچھ دیر کی سوچ وبچار کے بعد اس نے کال پک کر لی تھی۔۔۔

"در شہوار بات کر رہی ہیں آپ۔۔۔؟؟"

بارعب مردانہ لہجہ۔۔۔شہوار گڑبڑائی تھی۔۔۔

"جی۔۔۔آپ کون۔۔۔؟؟"

شہوار کے لبوں سے بمشکل نکلا تھا۔۔۔

"فیروز لاشاری سپیکنگ۔۔۔۔"

بھاری گھمبیر لہجے میں بولے جانے والا نام شہوار کے دل پر خنجر گھونپ گیا تھا۔۔۔وہ اچھے سے جان گئی تھی کہ یہ نمبر کہاں سے لیا گیا تھا۔۔۔

"فرمائیں۔۔"

شہوار کا لہجہ ایک دم سے گستاخ ہوا تھا۔۔

"ہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔۔۔"

مقابل کے لہجے میں ایک تڑپ تھی۔۔۔

"سوری سر میں آپ کو نہیں پہچانتی۔۔۔اور نہ ہی میں اجنبیوں سے ملتی۔۔"

بنادوسری جانب سے کوئی جواب سنے وہ کال کاٹ گئی تھی۔۔۔اس کا چہرا پسینے سے نہا گیا تھا۔۔۔دل میں ایک درد سا اٹھا تھا۔۔۔آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔

"شہوار تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟کس کی کال تھی؟؟"

ندا اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب آئی تھی۔۔۔

"قق قاتل کی۔۔۔ووہ مم مجھے مم مارنا۔۔۔مارنا چاہتا ہے۔۔"

شہوار کی آنکھوں میں خوف تھا۔۔اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔

"مم میں ان کی نظر۔۔ نظروں میں۔۔ آگئی ہوں۔۔ وہ اب مم مار دیں گے مم مجھے۔۔۔ وہ بب بہت ظالم ہیں۔۔۔"

شہوار کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرتے اس کے چہرے کو نم آلود کر گئے تھے۔۔۔ اس سے خوف کے عالم میں ٹھیک سے بات نہیں ہو رہی تھی۔۔ اس کی حالت دیکھتے ندا کی آنکھوں میں بھی آنسو آن ٹھہرے تھے۔۔

"کچھ نہیں ہو گا تمہیں۔۔۔ تم کسی بات سے ڈر گئی ہو۔۔ تمہیں کوئی کیوں مارے گا۔۔ پریشان مت ہو میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔ کچھ نہیں ہونے دوں گی تمہیں۔۔۔"

ندا اسے اپنے ساتھ لگائے ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

جب ایک بار پھر سے اس کا موبائل بجا تھا۔۔۔خوف کے عالم میں اس کے لبوں سے بے اختیار چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔ جیسے فون کرنے والا فون سے نکل کر اس کے سامنے کھڑا ہو جائے گا۔۔۔

مگر کال اس کے اپنے آفس کے ہی کسی کولیگ کی تھی۔۔۔پانی پی کر خود کو نارمل کرتے اس نے کال اٹینڈ کی تھی۔۔ ندا ابھی بھی اس کے پاس بیٹھی تشویش زدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

پہلے کس کی کال تھی اور شہوار جیسی بہادر لڑکی کی وہ حالت کیوں ہوئی تھی وہ ابھی تک سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔

وہ بہت غور سے شہوار کی جانب دیکھ رہی تھی جو نارمل تو ہو چکی تھی مگر اس کی آنکھوں کے گوشے اب بھی نم تھے۔۔۔دوسری جانب سے اسے نجانے کیا خبر دی گئی تھی کہ اس کی نم آلود آنکھیں ایک دم سے چمک اٹھی تھیں۔۔۔

"میں بس ابھی پہنچتی ہوں وہاں اپنی ٹیم کے ساتھ۔۔۔"

وہ ایک دم سے تازہ دم ہوتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"کہاں جا رہی ہو۔۔؟؟"

ندا حیرت بھری نگاہوں سے پل پل رنگت بدلتی اپنی دوست کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

"تمہیں ابھی پتا چل جائے گا۔۔۔ مگر میری ایک بات غور سے سنو۔۔۔ اگر میں کسی بھی مصیبت میں پھنسی تم نے مکر جانا ہے کہ تم میری دوست ہو یا مجھے جانتی ہو۔۔۔ خبر دار جو میرے لیے کوئی ایموشنل ناٹک کرنے کی کوشش کی تو۔۔ میں مر بھی رہی ہوئی تم نے تب بھی اجنبیوں کی طرح پاس سے گزر جانا ہے۔۔۔ میں بتا رہی ہوں تمہیں۔۔۔ اگر کوئی غلطی کی تو بچانے بالکل نہیں آؤں گی تمہیں۔۔۔"

شہوار اسے دونوں کندھوں سے تھام کر ہدایت دیتی اپنے ساتھ لگاتی ندا کو شاک کر گئی تھی۔۔

"یہ کیا بکواس کر رہی ہو دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔۔۔ تمہاری مدد کیوں نہیں کروں گی میں۔۔ تم نے مجھے میرے لیے کیا نہیں کیا۔۔۔ میرے بھائی بھابھی نے تو رات کی تاریکی میں مجھے گھر سے باہر پھینک دیا تھا۔۔ تم مجھے اٹھا کر اپنے ساتھ لائی۔۔ خود بھوکا رہ کر مجھے کھانا دیا اور تم چاہتی ہو تمہارے مشکل وقت میں خود کو بچانے کے لیے میں پیچھے ہٹ جاؤں۔۔۔ تمہارا دماغ خراب ہوا ہے میرا نہیں۔۔۔"

ندا غصے سے بھڑک اٹھی تھی۔۔وہ جو اپنے بارے میں بول رہی تھی۔۔ندا کا دل ہول اٹھا تھا۔۔

"تمہیں میری قسم۔۔جو میں نے کہا ہے وہ تم کرو گی۔۔۔اگر زندہ بچ گئی تو دوبارہ ملاقات ہو گی۔۔خدا حافظ۔۔"

اس کا ہاتھ تھام کر اپنے سر پر رکھتی اسے اپنی قسم میں قید کرتی شہوار وہاں سے نکل آئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"السلام و علیکم ناظرین۔۔۔میرا نام در شہوار ہے اور آپ سب دیکھ رہے ہیں ایف سی نیوز چینل۔۔۔میں اس وقت صادق آباد کی گلی

نمبر سیون کے اس چھوٹے سے گھر کے باہر کھڑی ہوں۔۔۔ جہاں کل رات ایک بہت بڑی واردات ہوئی ہے۔۔۔ اس گھر کے پانچ افراد کو قتل کر دیا گیا ہے۔۔۔ کوئی میڈیا پلیٹ فارم ان کی خبر دینے کو تیار نہیں ہے۔۔۔ اب تک کوئی بھی ان کا والی وارث نہیں بن رہا۔۔۔ جس کی صرف ایک وجہ ہے کہ یہ واردات کسی اور نے نہیں بلکہ ہمارے ملک کے ایک بہت ہی معزز سیاسی لیڈر مسٹر سلطان لاشاری نے کروائی ہے۔۔۔ ان کے لوگوں کو کل رات یہاں آتے دیکھا گیا ہے۔۔۔ اسی شخص کے خوف سے ابھی تک پولیس نہیں پہنچی۔۔۔ اس ایک انسان نے ہر جانب خوف اور دہشت پھیلا رکھی ہے۔۔۔ مگر کوئی اسے پوچھنے والا نہیں ہے۔۔۔"

شہوار نے ان پانچ لوگوں کی شناخت کروادی تھی۔۔۔وہ سارے مرد تھے۔۔۔جن کی حلیے کافی مشکوک سے تھے۔۔ان کی شناخت کرواتے شہوار کو بھی یہ بات محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس کی یہ نیوز لائیو دکھائی جارہی تھی۔۔۔مگر جیسے ہی اس نے سلطان کا نام لیا تھا۔۔اور ان لوگوں کی شناخت کروائی تھی۔۔۔ایک دم سے اس کا لائیو چینل سے ہٹوادیا گیا تھا۔۔۔۔

"مس شہوار آپ کا دماغ خراب ہوچکا ہے۔۔۔۔یہ کیا خبر چلارہی ہیں آپ۔۔؟؟کیوں میرے چینل اور میری جان کی دشمن بنی پڑی ہیں۔۔میں آپ کو ابھی اور اسی وقت اس نوکری سے فارغ کرتا

ہوں۔۔۔اب کوئی ضرورت نہیں ہے میرے آفس آنے کی۔۔۔یا خود کو اس چینل کی رپورٹر بتانے کی۔۔۔"

وہ ابھی اسی گھر میں کھڑی تھی جب کامران صاحب نے غصے سے بھڑکتے اسے کال کی تھی۔۔

"سر آپ مجھے کیا نکالیں گے میں تو پہلے ہی آپ کا آفس چھوڑ آئی ہوں۔۔۔میرے ٹیبل پر میرا ڈیزائن لیٹر پڑا ہے۔۔۔وہ اٹھا کر سلطان لاشاری کے کارندوں کو دکھا دیجیے گا جان بخشی ہو جائے گی آپ کی۔۔۔"

شہوار مزے سے بولتی پوری کیمرہ ٹیم کو بھی شاک میں مبتلا کر گئی تھی۔۔۔ جو وہاں اس کے یہ کہنے پر آئے تھے کہ انہیں باس نے ہی بھیجا ہے۔۔۔ لیکن اب شہوار کی بات سن کر وہ اسے باتیں سناتے وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔۔۔

"میری بھی ایک بات سن لیں مس شہوار۔۔۔ آپ نے ابھی جن لوگوں کی شناخت کروائی ہے وہ اس علاقے کے سب سے بڑے غنڈے طفیل کے آدمی ہیں۔۔۔ جنہیں رات کو واردات کروا کر اس نے خود مارا ہے۔۔۔ اور اس گھر میں چھپا کر رکھا تھا۔۔۔ مگر آپ نے یہ خبر دے کر نہ صرف سلطان لاشاری سے دشمنی مول لی ہے

بلکہ ان غنڈوں کو بھی اپنے پیچھے لگالیا ہے۔۔۔ اب آپ کا بھی خدا ہی حافظ ہے۔۔۔"

اپنی بات مکمل کرتے وہ کال کاٹ چکا تھا۔۔۔ جبکہ شہوار نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کھلے دروازے سے اندر داخل ہوتے غنڈوں کو دیکھا تھا۔۔۔ ان کی ہاتھوں میں خنجر تھے۔۔۔

شہوار کی آنکھوں میں خوف آن ٹھہرا تھا۔۔۔

وہ ابھی مرنا نہیں چاہتی تھی۔۔

اس نے جلدی جلدی اپنے موبائل سے فیڈ کیا دلاور کا نمبر ملایا تھا۔۔۔ بیل جارہی تھی مگر کال پک نہیں کی گئی تھی۔۔۔

"کال اٹینڈ نہیں کرنی تھی تو نمبر کیوں دیا۔۔ کمینہ اب جب یہ لوگ مجھے مار دیں گے پھر کال بیک کرے گا۔۔۔"

اس کے ہاتھ پیر بالکل پھول چکے تھے۔۔۔

"ہمارے علاقے میں ہماری اجازت کے بغیر گھس کر ہماری خبریں دو گی۔۔۔ اتنی محنت کا انعام تو ملنا چاہیے نا تمہیں۔۔۔"

وہ لوگ اسے عجیب نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔

"مال تو بڑا مست لگ رہا ہے۔۔۔ لیکن باس نے اسے مارنے کا حکم کیوں دیا ہے۔۔۔ اسے اٹھا کر اپنے پاس بھی تو رکھا جا سکتا ہے نا۔۔۔ ہمارا بھی تھوڑا دل خوش ہو جاتا۔۔۔۔"

وہ لوگ اس کی جانب خباثت سے دیکھتے اس کا راستہ پوری طرح سے روکے ہوئے تھے۔۔

"دیکھو میری تم لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔۔۔ میں تو تم لوگوں کو جانتی بھی نہیں ہوں۔۔۔ پلیز ایسا مت کرو۔۔۔"

شہوار انہیں اپنی جانب بڑھتا دیکھ ان کے آگے ہاتھ جوڑتے گڑگڑائی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں اس وقت آنسو آن ٹھہرے تھے۔۔

"جلدی سے کام کر۔۔۔ باس نے کہا ہے جتنی جلدی ہو سکے وہاں سے نکلنا ہے۔۔۔"

باقی سب پیچھے کھڑے تھے۔۔۔ان میں سے ایک آگے بڑھا تھا اور شہوار کو سنبھلنے یا وہاں سے بھاگنے کا موقع دیئے بغیر اس کے پیٹ پر خنجر سے وار کر گیا تھا۔۔۔درد کی شدید لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی تھی۔۔۔اس کے لبوں سے درد کے عالم میں چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔۔اور اگلے ہی لمحے وہ زمین بوس ہوتی ان کے قدموں میں جا گری تھی۔۔۔۔

وہ لوگ اسے گرتا دیکھ وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔۔۔شہوار اتنا درد برداشت کرنے کے باوجود حواسوں میں تھی۔۔۔اس نے ہاتھ بڑھا کر کچھ فاصلے پر گرا اپنا موبائل اٹھانا چاہا تھا۔۔مگر وہ وہاں تک نہیں

پہنچ پائی تھی۔۔۔بے بسی اور اذیت کے مارے وہ سسک اٹھی تھی۔۔۔

"اللہ جی میری مدد کریں۔۔۔میں مرنا نہیں چاہتی۔۔۔ان ظالموں کو ان کے انجام تک پہنچائے بغیر میں مرنا نہیں چاہتی۔۔۔"

اس کے دل و دماغ میں اب بھی وہی لوگ تھے۔۔۔جب اسی لمحے کوئی انسان بھاگتے قدموں سے اندر داخل ہوتے اس کے قریب آیا تھا۔۔۔شہوار نے اپنی بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولتے اس شخص کی جانب دیکھا تھا۔۔

دلاور کو وہاں دیکھ اس کی آنکھوں میں ایک امید سی جاگی تھی۔۔۔

اس سب پہلے کہ وہ اسے کچھ کہہ پاتی اس کی آنکھیں بند ہوئی تھیں۔۔ اسے اپنا ہاتھ کسی کی مضبوط گرفت میں قید ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ پر اگلے لمحے ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتے اس کا وجود بے جان ہوا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"بتول سنبھالو خود کو۔۔۔ ایسے خود کو ہلکان کرو گی تو تمہاری طبیعت مزید بگڑ جائے گی۔۔۔"

فیروز لاشاری اپنی بیوی کی اذیت دیکھ خود بھی اذیت کا شکار ہوئے تھے۔۔۔ فیروز لاشاری نے سب کو سکینہ اور ان کی بیٹیوں کے حوالے سے کوئی بھی بات بتول بیگم کے سامنے کرنے سے منع کی تھی۔۔ لیکن وہیل چیئر پر شاکرہ کے ساتھ وہاں آتی وہ ان کے الفاظ سن چکی تھیں۔۔۔ جس کے بعد سے ان کی حالت مزید بگڑ گئی تھی۔۔ انہیں فوری طور پر ہاسپٹل شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔ سب لوگ وہیں موجود تھے۔۔ وہ بار بار سلطان سے ملنے کی ضد کر رہی تھیں۔۔۔ مگر سلطان کسی کی بھی کال پک نہیں کر رہا تھا۔۔۔

"سلطان کہاں ہے دلاور۔۔۔ تمہیں تو اس کی ساری نقل و حرکت کا علم ہوتا ہے۔۔۔ کیا اس نے تمہیں ہم سب کو بھی بتانے سے منع کر رکھا ہے۔۔۔ اب اپنے گھر والوں پر بھی بھروسہ نہیں رہا اسے۔۔۔"

حشمت صاحب بتول بیگم کے کمرے سے باہر آتے دلاور پر برس پڑے تھے۔۔۔ جو ابھی ابھی وہاں پہنچا تھا۔۔۔ مگر سلطان کے حوالے سے بالکل لاعلمی کا اظہار کر رہا تھا۔۔۔

"چچا جان۔۔۔۔"

وہ ابھی دلاور کو مزید بے عزت کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔۔جب سلطان کی آواز پر ایک دم سے سنبھلنا پڑا تھا انہیں۔۔وہ کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔مگر ایک سرد وارننگ دیتی نگاہ ان پر ڈالتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔اسکے گارڈز پر اس کے علاوہ کوئی حکم چلائے اسے بالکل بھی برداشت نہیں تھا۔۔

"دادی جان۔۔۔۔"

بتول بیگم کے قریب آتے اس نے ان کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔۔

"مجھے اپنی بچیوں سے ملنا ہے۔۔۔خدا کے لیے ان کو میرے پاس لے آؤ۔۔۔پتا نہیں کس حال میں اب تک زندگی گزار رہی

ہو نگی۔۔۔ میرے دل کا سکون واپس لا دو۔۔۔ بہت تکلیف میں ہوں میں۔۔۔ انہیں کچھ نہیں ہو سکتا۔۔ میرا دل کہتا ہے وہ زندہ ہیں۔۔ انہیں لے آؤ میرے پاس۔۔۔"

بتول بیگم کی حالت اس وقت انتہائی قابلے رحم تھی۔۔ ان کی آنکھوں سے بہتے آنسو دیکھ سلطان کا دل پگھل گیا تھا۔۔۔

"وہ زندہ ہیں اور آپ کے بہت قریب ہیں اس وقت۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں آپ سے۔۔۔ بہت جلد ملواؤں گا اسے آپ سے۔۔۔ لیکن پہلے آپ تھوڑا سنبھل جائیں۔۔۔"

سلطان لاشاری کے لبوں سے نکلنے والے الفاظ بتول بیگم سمیت وہاں کھڑے تمام افراد کو گہرے شاک میں مبتلا کر گئے تھے۔۔۔

"تم سچ کہہ رہے ہو۔۔؟؟"

خوشی کے عالم میں بتول بیگم کے آنسوؤں میں مزید شدت آئی تھی۔۔ باقی سب بھی خوشی کے عالم میں سلطان کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

"جی بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔ مگر آپ کو اسی صورت اس سے ملواؤں گا اگر آپ اب مزید روئیں گی نہیں۔۔۔ اور خود کو پریشان نہیں کریں گی۔۔۔"

سلطان کی بات سنتے وہ فوراً اثبات میں سر ہلا گئی تھیں۔۔۔جو دیکھ سلطان دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔۔۔دوا کی وجہ سے غنودگی میں جا رہی تھیں۔۔۔جو دیکھتے ان کے آرام کے خیال سے سب باہر آ گئے تھے۔۔

"سلطان آپ نے اندر جو کہا کیا وہ سچ تھا۔۔۔یا صرف اماں جان کو تسلی دینے کے لیے بولا۔۔۔"

ثانیہ بیگم کی آنکھوں میں ایک امید تھی۔۔۔سلطان کا بازو تھامے وہ پوچھ رہی تھیں۔۔فیروز لاشاری اور باقی سب کی نظریں بھی اس کی ہاں نہ پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

"دلاور لے جاؤ ان سب کو اس لڑکی کے پاس۔۔۔"

اس نے انہیں اثبات میں سر ہلا کر جواب دیتے دلاور کو حکم دیا تھا۔۔۔

"کنزا اور شہوار دونوں مل گئی ہیں۔۔۔"

ساجدہ بیگم کے لہجے میں بھی اشتیاق تھا۔۔۔

"نہیں صرف شہوار کا پتا چلا ہے۔۔۔ کنزا کہاں ہے یہ تو شہوار ہی بتا سکتی ہے۔۔۔"

فیروز لاشاری کے لہجے میں بھی محسوس کی جانے والی خوشی تھی۔۔

سلطان نے سب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اتنے عرصے بعد وہ سب کے چہرے اس طرح خوشی سے کھلتے دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ سب لوگ تیزی سے دلاور کی معیت میں اس جانب گئے تھے۔۔ جبکہ سلطان سیگریٹ سلگھاتا ٹیرس پر آگیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں اس وقت خون اترا ہوا تھا۔۔۔ سامنے نظر آتے اندھیروں پر نگاہیں جمائے وہ سیگریٹ کا دھواں ہوا میں خارج کرتا وہ اردگرد کے ماحول سے انجان تھا۔۔۔

جب کسی نے قریب آتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ یہ قدم اور لمس پہچانتا تھا۔

"سلطان آپ کسی بات پر ڈسٹرب ہیں۔۔۔؟"

آئمہ اس کے نہایت قریب آن کھڑی ہوتی اس کے کندھے پر اپنا سر ٹکا گئی تھی۔۔۔سلطان پہلے ہی اسے تیمور کی وجہ سے بہت اہمیت دیتا تھا۔۔مگر اب گزرے دنوں میں وہ سلطان کے مزید قریب آگئی تھی۔۔تیمور بھی اسی ہاسپٹل میں تھا اس کی حالت ابھی بھی ویسی ہی تھی۔۔۔زرا سی بھی ریکوری نہیں ہو پائی تھی۔۔

"اتنی طاقت رکھتا ہوں مگر اپنے دوست کے مجرم کو تلاش نہیں کر پا رہا۔۔ جس نے اس ہنستے مسکراتے انسان کو اس حال میں پہنچا دیا ہے۔۔۔۔"

سلطان لاشاری آج پہلی بار اسے اس طرح بے بس نظر آیا تھا۔۔۔ وہ شخص ہمیشہ ہر مقام پر جیتا تھا۔۔۔ اس بار یہ ہار برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

نامحسوس طریقے سے اس کا سر اپنے کندھے سے ہٹاتا وہ ریلنگ کے پاس جا کھڑا ہوا تھا۔۔ اس کے اس محتاط انداز پر آئمہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔ وہ باقی مردوں سے بہت مختلف تھا۔۔

"مجھے پورا یقین ہے تیمور بھائی بہت جلد ہوش میں آئیں گے۔۔وہ خود سب بتائیں گے اور اس بعد اس مجرم کو پھانسی کے پھندے پر چڑھنا ہو گا۔۔۔"

آئمہ کے لہجے میں اس انسان کے لیے شدید نفرت تھی۔۔۔جبکہ سلطان لاشاری کے لیے بے پناہ فکر۔۔۔اس کی نگاہیں سلطان لاشاری کے وجیہہ سراپے پر تھیں۔۔کریم کلر کے لباس پر بلیک کوٹ پہنے وہ اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ اسے اپنے دل میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

اس کا دل چاہا تھا سلطان لاشاری کے کشادہ سینے میں سما جائے۔۔۔

اس مغرور انسان کو بتا دے کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی تھی۔۔۔

اسے بہت زیادہ چاہنے لگی تھی۔۔ لیکن مسئلہ ہی یہی تھا کہ اگر وہ ایسا کوئی بھی اقرار کر دیتی تو سلطان لاشاری نے اس کے اور اپنے درمیان فاصلے بڑھا دینے تھے۔۔۔ کیونکہ وہ اسے صرف اپنا دوست مانتا تھا۔۔ جبکہ آئمہ اپنے دل میں اس پر اپنا پورا حق مان بیٹھی تھی۔۔۔

وہ اسے اپنے گھر والوں کے جتنی اہمیت دیتا تھا۔۔ یہ بات نظر انداز کیے جانے والی نہیں تھی۔۔۔

"کافی دیر ہو گئی ہے تم صبح سے یہاں ہو۔۔۔ دلاور تمہیں گھر سے ڈراپ کر آتا ہے۔۔۔ جا کر ریسٹ کر لو۔۔۔"

سلطان لاشاری بنا پلٹے ہی اس کی نگاہوں کا ارتکاز نوٹ کرتا اسے وہاں سے جانے کا کہہ گیا تھا۔۔۔ اس کا گریز محسوس کرتے آئمہ دھیرے سے مسکرا دی تھی۔۔

"نہیں میں آج رات یہیں رکوں گی۔۔۔ دادی جان بھی یہیں پر ہیں تو آپ سب لوگوں کو یہاں چھوڑ کر میں گھر جا کر کیا آرام کر پاؤں گی۔۔۔ مجھے بھی یہیں رکنا ہے۔۔۔"

آئمہ اس شخص کے ساتھ مزید وقت گزارنے کا موقع بھلا کیسے ہاتھ سے جانے دے سکتی تھی۔۔اس کی بات پر بنا کچھ بولے سلطان بس سر ہلا گیا تھا۔۔۔ آئمہ حسرت بھری نگاہوں سے اس کی چوڑی پشت کو دیکھتی وہاں سے ہٹ آئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اسے اپنے ارد گرد قبر کا اندھیرا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

تو کیا اسے مار کر کسی گمنام قبر میں دفنا دیا گیا تھا۔۔۔

وہ اپنی آنکھوں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر کھول نہیں پا رہی تھی۔۔

نہیں وہ ان سب کو تڑپا تڑپا کر مارے بغیر کیسے مر سکتی تھی۔۔ یہ کیا ہو گیا تھا اس کے ساتھ۔۔۔

اتنی لمبی مسافت طے کرنے کے بعد وہ کیسے ہار سکتی تھی۔۔ اتنی تکلیفیں برداشت کرنے اپنی شناخت چھائے رہنے کی اذیت سہتے وہ کیسے اسی گمنامی میں مر سکتی تھی۔۔۔

لیکن وہ شخص سب کروا سکتا تھا۔۔۔ وہ اسے مروا سکتا تھا۔۔۔ اس نے دھمکی بھی تو دی تھی کہ وہ اسے مار دے گا۔۔۔ اس نے اسے مار دیا تھا۔۔۔ اس کی موت پر تو کوئی ایک بھی رونے والا نہیں تھا۔۔

وہ سسک رہی تھی۔۔جب اسے اپنے ہاتھ پر کسی کا لمس محسوس ہوا تھا۔۔۔ہاتھ کا گرمائش بھرا احساس اس کے اندر زندگی کی نوید جگا گیا تھا۔۔۔

اس نے آنکھیں کھولنی چاہی تھیں جب اس بار حیرت انگیز طور پر اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔۔۔

مگر آنکھیں کھولتے ہی اسے اپنے سامنے جو منظر دیکھنے کو ملا تھا وہ اس کی زندگی کا سب سے ناگوار منظر ثابت ہوا تھا۔۔۔ایک لمحے کے لیے اسے اپنا قبر کا خواب زیادہ بہتر لگا تھا۔۔۔ان لوگوں کے بیچ رہنے سے بہتر وہ گمنام قبر تھی۔۔۔

ثانیہ لاشاری اس کا ہاتھ تھامے اس کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔

خاندان کے باقی تمام افراد اس کے ارد گرد کھڑے تھے۔۔وہ اس خاندان کے ہر فرد کو پہچانتی تھی۔۔۔سلطان لاشاری کہیں نہیں تھا۔۔اس کی ناگواری کچھ حد تک کم ہوئی تھی۔۔

تو آخر کار وہ وقت آن پہنچا تھا جب اسے اپنا اگلا اور سب سے اہم لائحہ عمل اپنانا تھا۔۔ان لوگوں کے درمیان میں رہ کر ان کی جڑیں کاٹنی تھیں۔۔

"کیسی ہے میری بیٹی۔۔۔؟؟"

اسے ہوش میں آتا دیکھ وہ سب چہروں پر خوشی اور محبت بھرے تاثرات لیے اس کے قریب آئے تھے۔۔۔

ثانیہ بیگم اس کا ہاتھ تھامے اپنے لبوں سے لگا گئی تھیں۔۔وہ چت لیٹی ان سب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اس کے لبوں پر آکسیجن لگی تھی۔۔۔اس کے پیٹ پر گہرا زخم آیا تھا۔۔مگر فوری طور پر ہاسپٹل پہنچ جانے کی وجہ سے اس کی جان بچ گئی تھی۔۔

شہوار کی نگاہوں نے بے اختیار دلاور کو تلاشہ تھا۔۔۔وہی تھا اس کی جان بچانے والا۔۔۔اگر وہ بروقت نہ پہنچتا تو ضرور اب تک وہ اپنے دل کے سارے ارمان لیے اس دنیا سے رخصت ہو چکی ہوتی۔۔۔

"ماشاءاللہ کتنی پیاری ہے یہ۔۔۔؟؟_

راحیلہ لاشاری کے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔اس کے گولڈن براؤن بال اور ڈارک بلو آنکھیں اس کے حسن کو چار چاند لگا رہے تھے۔۔وہ مومی سی نازک گڑیا اتنی تکلیف کیسے برداشت کر گئی تھی۔۔اس کا زخم دیکھ ان کے دل ہول رہے تھے۔۔۔

سب لوگ ہی باری باری اس کے قریب آکر اس سے ملے تھے۔۔۔ مگر جیسے ہی فیروز لاشاری اور حشمت لاشاری اس کے قریب آئے تھے اس نے فوراً سے اپنے چہرے کا رخ غیر محسوس طریقے سے ان

دونوں کی جانب سے موڑ لیا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں سے گرتے آنسو دیکھ سب اس کے قریب ہوئے تھے۔۔

"کیا ہوا بیٹا۔۔؟ آپ کو تکلیف ہو رہی ہے۔۔تو صیف جلدی سے ڈاکٹر کو بلاؤ۔۔۔"

ثانیہ بیگم اس کا بی پی شوٹ کرتے دیکھ ایک دم سے گھبرا گئی تھیں۔۔۔ڈاکٹرز فوراً اندر آتے ان سب کو باہر جانے کا بول گئے تھے۔۔۔

سب لوگ ہی پریشانی کی حالت میں آئی سی یو کے باہر ٹہل رہے تھے۔۔۔دلاور بھی وہاں ایک جانب کھڑا تھا۔۔۔اس کے باس کی

جانب سے اس کی سخت ڈیوٹی لگائی گئی تھی کہ وہ ایک لمحے کے لیے بھی اس دروازے کے باہر سے نہیں ہٹ سکتا تھا۔۔

ان لوگوں کو پریشانی سے باہر آتے دیکھ اس نے چہرا موڑ کر آئی سی یو کے دروازے میں لگے مرر سے اندر جھانکا تھا۔۔۔ جہاں اس لڑکی کی بگڑتی حالت کو ڈاکٹرز قابو میں لانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ ایسا کیا دیکھا تھا اس نے جس کی وجہ سے اس کی سنبھلتی حالت پھر سے بگڑ گئی تھی۔۔۔ اس کی یہ حالت ڈاکٹرز کے لیے بھی تشویشناک تھی۔۔۔

"کیسی ہے مم میری پوتی۔۔؟"

ان سب کو واپس لوٹتا دیکھ بتول بیگم کے چہرے پر اس کو جاننے کے حوالے سے ایک اشتیاق پھیلا ہوا تھا۔۔۔

"بہت پیاری ہے اماں جان آپ کی پوتی۔۔۔وہی نیلی آنکھوں والی گڑیا۔۔۔ویسے ہی روئی جیسے گال ہیں اس کے۔۔بال اب کافی لمبے ہو گئے ہیں اس کے۔۔۔"

ثانیہ بیگم کے لہجے میں شہوار کے لیے بے پناہ محبت تھی۔۔وہ انہیں شہوار کے حوالے سے ہر چھوٹی سے چھوٹی بات بتا رہی تھیں۔۔جو سنتے بتول بیگم مسکرانے لگی تھیں۔۔۔انہوں نے جب سے شہوار

کے مل جانے کے بارے میں سنا تھا ان کی طبیعت میں بہت زیادہ سدھار آیا تھا۔۔۔وہ اب ٹھیک سے بول پا رہی تھیں۔۔۔

اسی لمحے سلطان بھی اندر داخل ہوا تھا۔۔۔اپنے گھر والوں کے خوشی سے جگمگاتے چہرے اسے عجیب سے احساس سے دوچار کر رہے تھے۔۔۔اس ایک لڑکی کے آجانے سے اس کے گھر والوں کو اتنی خوشی مل گئی تھی جو وہ اب تک تقریباً ہر حربہ آزما لینے کے بعد بھی نہیں دلا پایا تھا انہیں۔۔۔

بتول بیگم کے چہرے پر بھی عرصے بعد ایک رونق آن ٹھہری تھی۔۔کیا آگے بھی سب کچھ اتنے اچھے سے چلنے والا تھا۔۔وہ بس سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

"ڈاکٹرز نے کیا کہا ہے کیسی طبیعت ہے اب شہوار کی۔۔۔"

ڈاکٹرز سے ساری ڈیٹیل وہ ہی کر رہا تھا۔۔۔فیروز لاشاری کے پوچھنے پر سب نے ہی امید بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔بتول بیگم کے سامنے وہ سب نارمل بی ہیو کر رہے تھے۔۔ورنہ شہوار کی بگڑتی حالت دیکھ وہ سب ہی ڈر چکے تھے۔۔۔

"ٹھیک ہے وہ۔۔۔اس کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے فلحال۔۔۔جب وہ ٹھیک ہو گی تو مل لیجیے گا سب۔۔۔"

سلطان لاشاری اس لڑکی کے بارے میں ایسے بات کر رہا تھا جیسے وہ اس کے لیے انتہائی غیر ضروری انسان ہو۔۔ جس کا نام لینا بھی اسے سخت ناپسند ہو۔۔ حقیقت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔۔۔

وہ اس لڑکی کو بہت مشکل سے اپنے خاندان میں برداشت کر پا رہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ دھیرے دھیرے بیدار ہو رہی تھی جب اسے اپنے چہرے پر کسی کی گرم سانسوں کی تپش محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔۔خوف کی شدید لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی تھی۔۔وہ اب جن لوگوں کے بیچ تھی اسے پل پل اپنی حفاظت کرنی تھی۔۔ مگر اس وقت جو دلفریب مہک اس کے ارد گرد بکھری ہوئی تھی اسے محسوس کرتے شہوار کو پہچاننے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا کہ اس وقت کون اس کے بے پناہ قریب کھڑا ہے۔۔۔

اس انسان کی تو صورت سے بھی نفرت تھی اسے۔۔۔وہ ایسے کی آنکھیں موندے پڑی رہی تھی۔۔

جب کچھ سیکنڈز بعد اسے اپنے دونوں اطراف اس کی ہتھیلیوں کا لمس محسوس ہوا تھا۔۔۔خوف کے عالم میں شہوار کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگنے لگی تھیں۔۔

"آنکھیں کھولو۔۔۔"

اس شخص کا سرد برفیلا لہجہ شہوار کی سماعتوں سے ٹکرایا تھا۔۔۔وہ اس کا ہوش میں آنا بھانپ چکا تھا۔۔۔شہوار کا دل چاہا تھا یہیں سے ہاتھ اٹھا کر ایک زوردار پنچ اس شخص کے منہ پر دے مارے۔۔۔مگر اس وقت دونوں ہاتھ ڈریس میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کر پائی تھی۔۔

اس نے ناچاہتے ہوئے بھی اپنی آنکھیں کھول دی تھیں۔۔ جس کے ساتھ ہی وہ دو ڈارک براؤن ہپنوٹائز کرتی مقناطیسی نگاہیں اسے اپنے بے پناہ قریب اپنی ڈارک بلو آئیز میں گڑھی نظر آئی تھیں۔۔۔

"دادی جان کو تم سے ملوانے لا رہا ہوں۔۔۔ ان کے سامنے اچھے سے بی ہیو کرنا۔۔ اگر انہیں تمہاری وجہ سے زرا سی بھی تکلیف پہنچی تو چھوڑوں گا نہیں تمہیں۔۔"

وہ اپنی جھلساتی گرم سانسیں اس کے چہرے پر چھوڑتا اسے سخت نگاہوں سے وارن کر گیا تھا۔۔۔ اس کے انداز میں زرا سی مہلت

بھی نہیں تھی۔۔ شہوار بنا کچھ بولے نقاہت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس سے دور ہونے کی کوشش میں اس کے پیٹ میں درد کی شدید لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔

"آہ۔۔۔"

اس کے لبوں سے بے اختیار کراہ نکلی تھی۔۔۔ جس کے باوجود اس شخص کی آگ اگلتی نگاہوں میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔

"یہ تکلیف دادی جان کے سامنے ظاہر مت کرنا۔۔ اگر ان کے سامنے تمہاری ایسی آواز نکلی تو دوبارہ ملنے کے قابل بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔"

درد کی شدت سے اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو دیکھ وہ پھر سے غرایا تھا۔۔ اس کی آگ اگلتی نگاہیں اب بھی شہوار پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔ جبکہ اس کی اس بات پر شہوار خاموش نہیں رہ پائی تھی۔۔

"میں ڈرامہ نہیں کر رہی۔۔۔ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔"

شہوار دانت پیستے بمشکل بول پائی تھی۔۔ سلطان لاشاری کی نگاہیں اس کی سانسیں کھینچ رہی تھیں۔۔

"گھر والے انہیں لا رہے ہیں اٹھ کر بیٹھو۔۔۔"

دروازے کے باہر آہٹ محسوس کرتے وہ اس سے دور ہوا تھا۔۔

جس پر اپنی رکی سانسیں بحال کرتے شہوار نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔

"میرے پیٹ پر چوٹ لگی ہے۔۔۔ اٹھ کر کیسے بیٹھوں میں۔۔۔ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پا رہی۔۔۔"

اس کے حاکمانہ لہجے پر وہ دوبدو بولی تھی۔۔۔ اسے یہ شخص سنکی اور پاگل لگا تھا۔۔

مگر اس شخص کی جانب سے اگلے اٹھائے جانے والے اقدام پر وہ کچھ بولنے کے قابل بھی نہیں رہی تھی۔۔۔وہ اس کے قریب آیا تھا۔۔ اپنا ایک بازو اس کی کندھے جبکہ دوسرا اس کی ٹانگوں کے نیچے سے گزار کر اسے اٹھا کر تکیے کے سارے بیٹھا گیا تھا۔۔۔

اس کے قریب آنے پر چہرے پر چٹانوں جیسی سختی ہونے کے باوجود شہوار کے زخم کے ہرٹ ہونے کے خیال سے اس کے انداز میں احتیاط نمایاں تھی۔۔۔

مگر شہوار تو اس کی اس حرکت کے غصے سے بھڑک اٹھی تھی۔۔۔

اس کا چہرا ایسے لال ہوا تھا جیسے ابھی خون چھلک پڑے گا۔۔

"ہاؤ ڈئیر یو ٹو ٹچ می۔۔۔۔"

وہ دبی آواز میں غرائی تھی۔۔۔جب سلطان اس سے بھی زیادہ سنگین تاثرات لیے اس کی جانب جھکتا اس کے لبوں پر اپنی انگلی جما گیا تھا۔۔۔

"شششش۔۔۔پہلے بھی بتا چکا ہوں تم جیسی لڑکی کو چھونے میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے مجھے۔۔اب آواز مت نکالنا ورنہ اپنی ناپسندیدہ آوازوں کا گلہ گھونٹنا بہت اچھے سے آتا ہے مجھے۔۔"

اسے سنگین نتائج کی وارننگ دیتی لال انگارہ آنکھوں سے گھورتا دور ہوا تھا۔۔۔

کیونکہ ثانیہ بیگم بتول لاشاری کی وہیل چیئر گھسیٹتے اندر آچکی تھیں۔۔۔ان کے پیچھے باقی سب بھی تھے۔۔۔

ان سب کو دیکھتے سلطان کے لبوں پر نرم مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ جو دیکھ شہوار جل بھن کر رہ گئی تھی۔۔۔

"رلا کے نہ رکھ دیا تمہیں اور تمہارے خاندان کو تو میرا نام بھی درشہوار نہیں۔۔۔"

سلطان لاشاری کی دلفریب مسکراہٹ جس پر لاکھوں لوگ اپنا دل ہار بیٹھتے تھے۔۔ شہوار کو اس لمحے زہر سے بھی زیادہ بری لگی تھی۔۔

"ماشاءاللہ میری بچی۔۔۔یہ تو بالکل اِسحاق جیسی ہے۔۔۔"

اس کے قریب آتے بتول بیگم کے لبوں سے بے اختیار نکلا تھا۔۔

جبکہ یہ الفاظ سنتے شہوار اپنی مٹھیاں بھینچتے اپنے اندر اٹھتے طوفان پر بہت مشکل سے قابو پا گئی تھی۔۔

ثانیہ بیگم نے اس کا ہاتھ تھام کر بتول بیگم کے لبوں سے لگایا تھا۔۔

جس پر بتول بیگم نے اپنے لب رکھتے اسے آنکھوں سے لگایا تھا۔۔۔

ان کے اس محبت بھرے عمل پر شہوار کی آنکھوں میں ناگواری اتری تھی۔۔۔اسی لمحے کسی احساس کے تحت شہوار نے نگاہیں اٹھا کر سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو اپنی زیرک نگاہیں اسی پر گاڑھے ہوئے تھا۔۔۔وہ ایک دم سے گڑبڑا گئی تھی۔۔۔

"یہ کیوں نہیں جارہا یہاں سے۔۔۔ کیسی ایکسرے کرتی نگاہیں ہیں اس کی۔۔ دیکھ ایسے رہا ہے جیسے آنکھوں ہی آنکھوں سے نگل جائے گا مجھے۔۔۔ کمینہ۔۔۔ اپنے گھر والوں کے سامنے کتنا معتبر انسان بنا کھڑا ہے۔۔۔ سارے کرتوت کھولوں گی میں اس کے۔۔۔ سب کی نگاہوں میں گرا کر ماروں گی اسے۔۔۔"

سلطان کی جانب سے نگاہیں موڑتی وہ دل ہی دل میں اسے برباد کرنے کی پلاننگ کر رہی تھی۔۔۔

"کیسی طبیعت ہے اب آپ کی۔۔۔؟؟"

بتول بیگم اس سے بات کرنے کی خواہاں چھوٹے چھوٹے سوال کر رہی تھیں۔۔۔جب کچھ سوچتے اس نے بھی اپنا نرم رویہ ظاہر کیا تھا۔۔ان لوگوں کو میٹھا زہر دے کر مارنے کا ارادہ تھا اس کا۔۔۔

اس کے خود سے سوال کرنے پر وہ بتول بیگم نہال ہوئی تھیں۔۔۔ باقی سب بھی اسے آہستہ آہستہ سب کے ساتھ نارمل ہوتے دیکھ بے پناہ خوش تھے۔۔۔انہیں جو خوف تھا کہ شاید وہ انہیں قبول نہیں کرے گی وہ اب آہستہ آہستہ زائل ہونے لگا تھا۔۔۔

وہ سب سے دھیرے دھیرے بات کرتی سب کے نام پوچھ رہی تھی۔۔ثانیہ بیگم نے اس سے ایک بات کنزا کے بارے میں پوچھا

تھا۔۔ جس پر انہیں شہوار کی حالت پھر سے غیر ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔ آنکھوں میں آنسو لیے وہ کانپنے لگی تھی۔۔ جو دیکھ دوبارہ کسی نے اس سے کنزایا اس کی ماں کے حوالے سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔۔۔

وہ ایک کامیاب کرائم رپورٹر تھی یہ جان کر سب کو بہت خوشی ہوئی تھی۔۔ وہ جو بھی بول رہی تھی وہ سب اس کے واری صدقے جا رہے تھے۔۔۔ فیروز لاشاری جنہیں کبھی یہ گوارہ نہیں رہا تھا کہ ان کے خاندان کی کوئی عورت جاب کرے یا باہر نکل کر مردوں کی طرح کوئی بھی کام کرے۔۔۔ شہوار کی خواہش جان کر انہیں بھی

کوئی اعتراض نہیں ہوا تھا۔۔ وہ سب اس نیلی آنکھوں والی معصوم پری کو اپنے بیچ دیکھ بے پناہ خوش تھے۔۔

فیروز لاشاری کے بازو کے گھیرے میں ان کی کندھے پر اپنا سر رکھے بیٹھی وہ ان کے دل کو سکون بخش گئی تھی۔۔۔ سب لوگ ہی اس کے بیڈ کے آس پاس کھڑے تھے۔۔۔ سوائے سلطان لاشاری کے۔۔۔

جو فاصلے پر کھڑا اپنے سینے پر بازو باندھے یہ منظر بہت ضبط کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔۔ اسے یہ نیلی آنکھوں والی گڑیا جیسی رکھنے والی نازک سی لڑکی اس وقت کسی چڑیل سے کم نہیں لگی تھی۔۔ جس نے اس کے

گھر والوں پر ایسا صور پھونک دیا تھا کہ وہ اس کی نرم آواز میں کی جانے والی میٹھی باتوں کے گرویدہ ہوئے جا رہے تھے۔۔۔

ان سب میں گھری بیٹھی شہوار نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔اس کا چہرا بالکل بے تاثر تھا۔۔جبکہ اس کی ڈارک بلو آنکھیں سلطان کو مسکراتی کوئی وارننگ دیتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

جیسے وہ اسے وارن کر رہی ہوں کہ جیسے تم مجھے اپنے گھر والوں کے بیچ آنے سے نہیں روک پائے۔۔اب ان کو میرے ہاتھوں برباد ہونے سے بھی نہیں بچا پاؤ گے۔۔

سلطان نے دوبارہ اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ مگر اب اس کی آنکھیں بس مسکرا رہی تھیں۔۔ جیسے وہ بے پناہ خوش ہو۔۔۔ اس کے علاوہ وہاں کوئی دوسرا تاثر نہیں تھا۔۔۔ سلطان کو وہ پہلا تاثر اپنا وہم ہی لگا تھا۔۔

کوئی آج تک اس کے سامنے اتنی ہمت نہیں کر پایا تھا کہ اسے وارن کر سکے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"یہ ندا کال پک کیوں نہیں کر رہی۔۔ کہاں مر گئی ہے۔۔

ایڈیٹ۔۔۔"

شہوار مسلسل دو دنوں سے اس کا نمبر ٹرائے کر رہی تھی۔۔ ندا کا فون بند جا رہا تھا۔۔۔ وہ پریشان ہونے کے ساتھ ساتھ غصے کا بھی شکار تھی۔۔ اسے ندا کی لاپرواہی کا اچھے سے اندازہ تھا اکثر وہ موبائل چارج کرنا بھی بھول جاتی تھی اور پھر اتنے اتنے دن ایسے ہی موبائل ڈیڈ پڑا گزر جاتا تھا۔۔ اسے یہی لگ رہا تھا کہ شاید اب بھی ایسا ہی ہو۔۔۔

اس کی ہمیشہ سے عادت تھی وہ صبح چار بجے ہی اٹھ جایا کرتی تھی۔۔۔ اسے لاشاری منزل آئے دو ہفتے گزر چکے تھے۔۔۔ سب گھر والوں کے ساتھ وہ اچھے سے گھل مل گئی تھی۔۔ اس کا زخم بھی ابھی کافی حد

تک بھر چکا تھا۔۔وہ آرام سے چل پھر لیتی تھی۔۔۔بس بیٹھنے میں کبھی کبھی مسئلہ ہوتا تھا۔۔۔وہ سب کے ساتھ بہت اچھے سے پیش آتی تھی۔۔۔کیونکہ سلطان لاشاری کی نظریں تھیں اس پر۔۔۔

اسے الگ روم دیا گیا تھا۔۔۔اس خاندان میں جو اس کی حیثیت تھی اس سے بڑھ کر مقام دیا جا رہا تھا اسے۔۔۔

سب اسے سر آنکھوں پر بیٹھا رہے تھے۔۔سوائے سلطان لاشاری کے۔۔۔جس نے اب تک ایک بار بھی اس سے سیدھے منہ بات نہیں کی تھی۔۔جو بات شہوار کو سب سے اچھی لگی تھی۔۔وہ خود بھی اس شخص سے بات کرنے کی خواہاں نہیں تھی۔۔۔

وہ بستر میں ہی بیٹھی ہوئی تھی جب اسے دروازے کے باہر آہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔ ثانیہ بیگم اسے ہر روز اٹھانے آتی تھیں۔۔۔ گھر کے باقی سب لوگ ایک ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر ناشتہ کرتے تھے۔۔۔ لیکن اس نے وہاں جانے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔ اس لیے ثانیہ بیگم اسے ناشتہ روم میں دیتی تھیں۔۔۔ مگر ہر روز وہ کسی امید کے تحت اس سے سب کے ساتھ ناشتہ کرنے کا پوچھتی ضرور تھی۔۔۔

آج بھی اس کے قریب آکر اس کی پیشانی چومتے انہوں نے محبت بھرے نرم لہجے میں اس سے پوچھا تھا۔۔۔

"پھوپھو مجھے آج آپ سب کے ساتھ ناشتہ کرنا ہے۔۔۔"

ان کا ہاتھ تھامے لبوں پر مسکراہٹ سجائے بولتی وہ ثانیہ بیگم کو خوشی سے ہمکنار کر گئی تھی۔۔۔

"ماں صدقے۔۔۔ کیوں نہیں۔۔۔ ہم سب تو اسی انتظار میں تھے۔۔۔ آپ فریش ہو جاؤ۔۔ میں باہر جا کر سب کو بتاتی ہوں۔۔۔ سب ہی بہت خوش ہونگے۔۔۔"

اس کی ٹھوڑی چھوتیں وہ وہاں سے نکل گئی تھیں۔۔۔ جبکہ شہوار اٹھ کر اپنے وارڈروب کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جہاں ہر ڈیزائن اور رنگ کے بیش قیمت لباس موجود تھے۔۔۔ وہ ہاسپٹل

میں ہی تھی جب گھر کی سب خواتین نے اس کا کمرہ سیٹ کیا تھا۔۔۔
اس کی ضرورت کی ہر شے وہاں موجود تھی۔۔۔ مگر شہوار کو ان
سب کی کبھی چاہ رہی ہی نہیں تھی۔۔۔ اگر اس پر ہوتا تو اب تک
اس کمرے سمیت گھر کی ہر شے کو آگ لگا دیتی۔۔

سی گرین کلر کے لباس میں ملبوس بالوں کو کیچر میں مقید کرتے وہ ہر
طرح کی آرائش سے پاک دلکشی بکھیرتی شفاف رنگت کے ساتھ باہر
آگئی تھی۔۔۔ جہاں سب لوگ اس کے منتظر تھے۔۔ سلطان
لاشاری کو وہاں نہ دیکھ شہوار کو تسلی ہوئی تھی۔۔۔

بتول بیگم سے ملتے وہ بہت ہی مزے کے ساتھ بتول بیگم اور فیروز لاشاری کے درمیان موجود کرسی پر آن بیٹھی تھی۔ لمبائی پر بنے ٹیبل پر یہ پہلی کرسی تھی جس کے بعد ٹیبل کے دونوں اطراف کرسیوں کو قطار میں رکھا گیا تھا۔۔ اس سنگل کرسی کے دونوں جانب بنی قطاروں کی پہلی کرسیوں پر بتول بیگم اور فیروز صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔۔ یہ کرسی سلطان کی تھی۔۔ وہ شروع سے یہاں ہی بیٹھتا تھا۔۔ اس کرسی پر آج تک کوئی نہیں بیٹھا تھا۔۔۔ اگر وہ نہیں ہوتا تھا تو کرسی خالی چھوڑ دی جاتی تھی۔۔

شہوار اس گھر میں رہتے وہاں کی ہر بات جان رہی تھی۔۔۔

وہ جان بوجھ کر یہاں بیٹھی تھی۔۔۔سب گھر والوں کے ایک دم سے بدلتے تاثرات دیکھ وہ دل ہی دل میں مسکرادی تھی۔۔اس کا انجانے میں بھی وہاں بیٹھنا ان میں سے کسی کو بھی اچھا نہیں لگا تھا۔ مگر کوئی بولا کچھ نہیں تھا۔۔

"ہونہہ۔۔لگتا ہے ابھی کچھ دیر پہلے جو محبت نچھاور کی جارہی تھی اچانک سے ختم ہوگئی ہے۔۔ان کے چہتے پوتے کی زراسی دیر جگہ لینے پر۔۔۔"

ان سب کے چہرے دیکھ وہ دل میں بولی تھی۔۔۔جب اسی لمحے سیڑھیاں اتر کر نیچے آتے سلطان لاشاری نے بھی انتہائی ناگواری

سے یہ منظر دیکھا تھا۔۔وہ مٹھیاں بھینچتا آگے بڑھا تھا۔۔جب اسی لمحے بتول بیگم نے ملتجی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

نیوی بلو کلر کی تھری پیس سوٹ میں ملبوس وہ اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا تھا۔۔۔جتنی توجہ شہوار کو مل رہی تھی۔۔۔اس سے پہلے وہ اس توجہ کا اکیلا وارث تھا۔۔۔اپنی قابلیت اور صلاحیتوں کی وجہ سے اسے خاندان کا ہر فرد اونچا مقام دیتا تھا۔۔۔

اس کے تیکھے وجیہہ نقوش شہوار کو دیکھ تن گئے تھے۔۔۔ جس کے جواب میں شہوار نے بھی نخوت سے نگاہیں پھیر لی تھیں۔۔۔ وہ بھی مری نہیں جا رہی تھی۔۔ اس وحشی انسان کو دیکھنے کے لیے۔۔۔

اسے یہاں آئے کچھ دن ہی ہوئے تھے۔۔۔ ان سب کے لیے یہی بہت بڑی بات تھی کہ شہوار نے انہیں قبول کر لیا ہے۔۔ انہیں پہلے یہی لگا تھا کہ سکینہ نے اپنی بیٹیوں کے دل میں ان کے لیے اتنی نفرت بھری ہو گی کہ وہ ان سب کی صورت بھی دیکھنا پسند نہیں کرے گی۔۔ اتنے وقت سے فیروز لاشاری جب بھی اس کے قریب پہنچنے والے ہوتے تھے وہ ایک دم سے غائب ہو جاتی تھی۔۔

اب اسے اپنے سامنے دیکھ ان کا کھویا سکون لوٹ آیا تھا۔۔ انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے ان کا بیٹا لوٹ آیا ہو۔۔ بتول بیگم کی صحت میں بہت زیادہ بہتری آگئی تھی۔۔۔ وہ کافی حد تک اپنے جسم کو مومنٹ دے پا رہی تھیں۔۔ اس گھر کی خوشیاں جیسے لوٹنے لگی تھیں۔۔۔

اپنے گھر والوں کو خوش اور مطمئین دیکھ سلطان بھی سکون میں تھا۔۔ مگر اس وقت اس لڑکی کی نا سمجھی کی اداکاری کر کے کی جانے والی حرکت پر وہ مٹھیاں بھینچتا ٹیبل کے دوسرے کنارے پر رکھی کرسی پر جا بیٹھا تھا۔۔۔ وہ دونوں ٹیبل کے دونوں کونوں پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔

سلطان لاشاری جن آگ اگلتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا انہیں اگنور کرتی وہ ثانیہ بیگم کی جانب سے بہت محبت سے دیئے گئے پراٹھے کا نوالہ توڑ کر منہ میں رکھتے مسکرا رہی تھی۔ وہ اب اتنا تو سمجھ چکی تھی کہ ان گھر والوں کی وجہ سے یہ شخص اسے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔

"ماشاءاللہ سے آج بہت دنوں بعد میرے سب بچے ایک ساتھ بیٹھے ہیں۔۔۔"

فیروز لاشاری نے محبت پاش نگاہوں سے سب کی جانب دیکھا تھا۔۔ جبکہ ان کی بات سنتے شہوار کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔ اس

کے اپنے نہیں تھے اس محفل میں۔۔۔وہ بھی تو یہاں بیٹھنے کا حق رکھتے تھے۔۔۔

نگاہیں جھکائے نوالہ منہ میں رکھتے وہ اپنی نفرت سب سے پوشیدہ رکھ گئی تھی۔۔۔

"گڈ مارننگ ایوری ون۔۔۔"

سب ناشتے میں مصروف تھے جب اس آواز پر شہوار نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا تھا۔۔سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ اس کی رنگت غضبناک حد تک لال ہوئی تھی۔۔حلق میں اترتی چائے اسے زہر لگی تھی۔۔یہ لڑکی اس گھر میں کیا کر رہی تھی۔۔

"گڈ مارننگ بیٹے۔۔۔ آؤ بیٹھو ناشتہ کرو۔۔۔"

ثانیہ بیگم نے نرمی سے جواب دیتے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔ جس کی نظریں شہوار کی جانب اٹھی تھیں۔۔ یہ ان کی پہلی ملاقات تھی۔۔۔ آئمہ کا وقت زیادہ تر سلطان کے ساتھ ہاسپٹل میں ہی گزرتا تھا۔۔۔ اس نے ایک گھر میں ہوتے ہوئے بھی سلطان کی اس نئی کزن سے ملنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔ نہ ہی اب مخاطب کیا تھا۔۔۔ ایک بار ہاسپٹل میں اسے سوتے دیکھا تھا۔۔۔

تب سی ہی اسے عجیب سے جلن محسوس ہونے لگی تھی شہوار سے۔۔۔ جتنی اہمیت سلطان کے گھر والے اسے دے رہے تھے

آئمہ وہ ہضم نہیں کر پائی تھی۔۔۔ آئمہ نے ہمیشہ سلطان کے دل میں اور اس گھر میں جگہ بنانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ جس میں وہ بہت حد تک کامیاب بھی رہی تھی۔۔ مگر اسے کبھی اس اہمیت کا ایک فیصد بھی نہیں دیا گیا تھا جو شہوار کو دیا جا رہا تھا۔۔۔

آئمہ کو سلطان کے حوالے سے شہوار سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔۔۔ کیونکہ اس نے اب تک ایک بار بھی شہوار کو سلطان سے بات کرتے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھتے بھی کم ہی تھے۔۔۔ شہوار اور سلطان کی ایک دوسرے کے لیے یہ ناپسندیدگی

گھر کے سبھی لوگ ہی نوٹ کر چکے تھے۔۔ مگر ابھی تک سب خاموشی اختیار کیے ہوئے تھے۔۔

وہ درست وقت کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ تب ہی ان کا سب کے سروں پر ایک بہت بڑا بم پھوڑنے کا ارادہ تھا۔۔۔

"یہ کون ہیں دادو۔۔۔؟؟"

شہوار نے بہت ہی عجیب سے انداز میں نگاہیں گھماتے پوچھا تھا۔۔۔ اس کے انداز میں محسوس کی جانے والی ناگواری تھی۔۔۔ اس کے سوال پر سلطان نے بھی نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔ کافی کا

مگ لبوں سے لگاتے اسے شہوار کا اتنے استحقاق سے یہ بات پوچھنا انتہائی ناگوار گزرا تھا۔۔

"یہ سلطان کے دوست کی بہن ہے آئمہ۔۔۔"

راحیلہ لاشاری کو کبھی بھی آئمہ پسند نہیں رہی تھی۔۔۔اس وقت شہوار کی ناپسندیدگی دیکھ انہوں نے فوراً سے جواب دیا تھا۔۔

"یہ اس گھر میں کیوں رہ رہی ہے۔۔۔؟؟"

اس کا لہجہ اب پہلے سے بھی زیادہ ہتک آمیز تھا۔۔۔

"کیونکہ یہ میرا گھر ہے۔۔۔یہاں وہ تمام لوگ رہ سکتے ہیں جو میرے دل کے قریب ہیں۔۔۔آپ یہ سوال پوچھنے کا حق نہیں

رکھتیں۔۔۔نہ میں پسند کرتا ہوں ایسے سوالات۔۔۔ آئندہ اپنے کام سے کام رکھیں تو زیادہ بہتر ہو گا آپ کے لیے۔۔۔"

سلطان لاشاری اس سے زیادہ ضبط نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ایک ایک لفظ چبھا چبھا کر بولتا وہ آگ اگلتی نگاہوں سے اسے اس کی حد بتا گیا تھا۔۔۔ آئمہ نے حیرت سے سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔اسے یقین نہیں آیا تھا کہ سلطان اس کے بارے میں ایسے بولے گا۔۔۔اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔

"میں تو ویسے پوچھ رہی تھی۔۔میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔میں جانتی ہوں یہ آپ کا گھر ہے۔۔میں اس گھر میں آنا بھی

نہیں چاہتی تھی۔۔۔ صرف دادو کی خواہش پر آگئی۔۔۔ دادو ان کو میرا یہاں رہنا پسند نہیں ہے۔۔ انہوں نے کبھی مجھ سے بات تک نہیں کی۔۔۔ دیکھتے ایسے ہیں جیسے آنکھوں سے کی کھا جائیں گے۔۔۔ مجھے نہیں رہنا ان کے گھر۔۔۔ آپ پلیز مجھے واپس میرے ہاسٹل بھجوا دیں۔۔۔"

سلطان کی بات ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی تھی جب شہوار کی ڈارک بلو حسین آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو گرتے اس کے ارد گرد بیٹھے لوگوں کی دل ہولا گئے تھے۔۔ روتے ہوئے بولتی وہ پاس آتی ثانیہ

بیگم کے ساتھ لگتی سلطان لاشاری کی مزید غضبناک آنکھوں سے خود کو چھپانے کی کوشش کر گئی تھی۔۔

جو اس لڑکی کا یہ ڈرامہ دیکھ غصے سے بھڑکتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔ کیونکہ اب فیروز لاشاری اور حشمت لاشاری سمیت گھر کے تمام افراد اس کے گرد جمع ہو چکے تھے۔۔ اس کے چلے جانے کے خیال سے بتول بیگم کا بھی کلیجہ منہ کو آیا تھا۔۔۔

"نہیں میرے گڑیا ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ سلطان تو خود آپ کو ڈھونڈ کر ہمارے پاس لائیں ہیں۔۔ وہ ایسا بالکل بھی نہیں چاہتے۔۔۔ شروع سے ہی تھوڑے سخت مزاج کے ہیں۔۔ سیاست

میں جانے کے بعد سے تو مزید سنجیدہ ہو گئے ہیں۔۔ وہ ویسے ہی باقی گھر والوں سے کم ہی بات کرتے ہیں۔۔ آپ ان کی بات دل پر مت لو۔۔۔ میں بات کرتی ہوں سلطان سے۔۔۔ وہ اب اچھے سے پیش آئیں گے آپ سے۔۔۔"

بتول بیگم اسے اپنے ساتھ لگائے اسے بہلا رہی تھیں۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آنسو کوئی بھی برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔

"آپ کے اس پیارے پوتے کو اس کا مجھے یہاں لانا اس کی زندگی کا سب سے بڑا پچھتاوا نہ بنا دیا تو اپنا نام بدل دوں گی۔۔ مجھے اس کی شکل نہیں دیکھنی بات کرنی تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔ تو یہ آئمہ کمال

تمہارے دل کے قریب ہے سلطان لاشاری۔۔یعنی کے تمہاری معشوقہ۔اسے تو میں نہیں چھوڑو گی۔۔۔"

ان سب کی تسلیاں دینے پر وہ سنبھلتے ہوئے دھیرے سے مسکرادی تھی۔۔جبکہ اس کی نظریں سلطان کے پیچھے جاتی آئمہ پر تھیں۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"اف ان لوگوں کے سامنے محبت کی اداکاری کر کر کے میرا تو دماغ ہی خراب ہو گیا ہے۔۔"

بہت مشکلوں سے وہ ان خواتین کی محفل سے نکل کر اپنے چھت پر آگئی تھی۔۔۔اس کا دم گھٹنے لگا تھا یہاں۔۔۔وہ کھلی فضا میں سانس لینا چاہتی تھی۔۔

جب اسے چھت کے دوسرے حصے سے کسی کی رونے کی آواز آئی تھی۔۔ چھت پر بھی پھولوں اور لکڑی کے فرنیچر کی مدد سے بیٹھنے کی بہت اچھی جگہ بنائی گئی تھی۔۔۔بڑے سے چھت پر تین چار جگہوں پر صوفے رکھے گئے تھے۔۔ جن کے اوپر آرٹیفیشل پھولوں کے بہت خوبصورت چھت بنائے گئے تھے۔۔

آواز کا تعین کرتی وہ تیزی سے اس سمت بڑھی تھی۔۔

"یہ کون ہے۔۔۔؟؟"

وہ الجھن کا شکار ہوتی اس جانب بڑھی تھی۔۔۔اس کے مطابق تو گھر کی ساری خواتین نیچے ہی تھیں۔۔ چھت کے آخری سرے پر آتے اس کی نظر وہاں لکڑی کے بڑے بڑے پلرز کے ساتھ چھپ کر ایک کونے میں سمٹ کر کھڑی حشمت چچا کی بیٹی لائبہ پر پڑی تھی۔۔ لیکن وہ اس طرح چھپ چھپ کر بات کس سے کر رہی تھی۔۔۔

شہوار دبے قدموں سے اس کی جانب بڑھی تھی۔۔ قریب آنے پر اسے لائبہ کی فون پر کی جانے والی باتیں سمجھ آنے لگی تھیں۔۔

"میرے بابا میرا رشتہ طے کر چکے ہیں عثمان مگر میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔ مر جاؤں گی تمہارے بغیر۔۔۔ میں امی سے بھی بات کر چکی ہوں کوئی نہیں سن رہا میری بات۔۔ کچھ کرو تم۔۔ ورنہ میں زہر کھالوں گی۔۔۔"

وہ روتے ہوئے دوسری جانب موجود اپنے محبوب کو جو بول رہی تھی وہ سنتے شہوار کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔۔ اسے تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ پہلے ہی مقام پر اسے اس گھر کی بربادی کا اتنا اچھا موقع مل جائے گا۔۔

لائبہ کی نظر ابھی تک اس پر نہیں پڑی تھی۔۔جب شہوار نے دھیرے سے کھنکھاڑا تھا۔۔۔اس کی آواز سنتے تھوڑی دیر پہلے مرنے کے دعوے کرنے والی جھٹکے سے پلٹتی خوف سے لال پڑتی سہمی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھنے لگی تھی۔۔

" میں نے تمہاری ساری باتیں سن لی ہیں مگر میں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گی پریشان مت ہو۔۔"

اس کے قریب آتے نیچے گرا اس کا موبائل اٹھا کر اس کے ہاتھ پر رکھتے وہ نرمی سے بولی تھی۔۔۔اس کی بات پر لائبہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"پلیز کسی کو کچھ مت بتایئے گا۔۔ ورنہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی محبت سے دور کر دی جاؤں گی۔۔۔"

وہ شہوار کے ہاتھ تھامتی روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔ گھبراہٹ کے مارے اس کے ہاتھ بالکل برف ہو چکے تھے۔۔۔ اس کی یہ حالت اور آنکھوں میں محبت کی تڑپ دیکھ شہوار کو اس سے تھوڑی سی ہمدردی ہوئی تھی۔۔ لیکن وہ یہاں کے لوگوں سے ہمدردی کرنے بالکل بھی نہیں آئی تھی۔۔۔

یہ لڑکی اب اپنے نام کے ساتھ لگے لاشاری نام کی وجہ سے اس کا شکار بننے والی تھی۔۔

" یہاں بیٹھو اور مجھے ساری بات بتاؤ۔۔ مجھے محبت کرنے والے لوگ بہت اچھے لگتے ہیں۔۔ مجھ سے جو ہو سکا تمہارے لیے کروں گی۔۔"

اسے صوفے پر بیٹھاتے وہ اس کی خیر خواہ بنی تھی۔۔ لائبہ نے تشکر بھری نگاہوں سے اس نیلی آنکھوں والی معصوم سی لڑکی کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس کی صورت دیکھ کر لگ رہا تھا کہ اس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔۔ اس کی آنکھیں مزید نم ہوئی تھیں۔۔ کوئی تو اس گھر میں اس کی محبت کو سمجھنے والا آ گیا تھا۔۔

" عثمان میرا کلاس فیلو ہے۔۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔ مگر یہاں خاندان سے باہر شادی نہیں کی جاتی۔۔

وہ ہمارے کاسٹ کا نہیں ہے۔۔ان کی خاندانی حیثیت بھی ہم سے کم ہے۔۔اور سب سے بڑی بات اس گھر میں وہی فیصلہ ہوتا ہے جو بڑے آپس میں طے کریں۔۔ مجھ سے میری رضامندی پوچھے بغیر بابا کے کزن کے بیٹے ذیشان سے رشتہ طے کر دیا گیا ہے۔۔میری بات کوئی سننے کو تیار نہیں ہے۔۔"

وہ روتے ہوئے اسے ساری تفصیل بتا گئی تھی۔۔

"تم نے اس بارے میں کسی اور کو بھی بتا رکھا ہے۔۔؟؟"

اس کو خود پر اعتبار کرتے دیکھ شہوار مزید پر جوش ہوئی تھی۔۔اسے بس یہی خدشہ لاحق تھا کہ اس بارے میں کسی اور کو نہ پتا ہو۔۔پھر اس کا کام مشکل ہو سکتا تھا۔۔

"صرف ماما کو بتایا تھا۔۔انہوں نے پوری بات سنے بغیر ہی منہ پر تھپڑ مار کر مجھے چپ کروا دیا۔۔۔"

وہ روتے ہوئے بتا رہی تھی۔لیکن اس کی بات سنتے شہوار خوش ہوئی تھی۔۔

"اپنی پہلی بربادی کے لیے تیار ہو جاؤ لاشاری منزل والوں اور خاص کر مسٹر سلطان لاشاری تم۔۔۔بہت حقارت بھری نظروں سے

دیکھتے ہو نا تم مجھے۔۔۔اب دنیا والوں کی حقارت بھری نظریں

برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ تم۔۔۔"

اسے اس کی محبت دلوانے کا وعدہ کرتی شہوار وہاں سے اٹھ آئی

تھی۔۔۔غروب آفتاب کا وقت تھا۔۔۔اس ٹائم پر ڈوبتے سورج کو

دیکھ کر اس کا دل بھی ڈوبنے لگتا تھا۔۔یہی وجہ تھی کہ وہ ہمیشہ یہ

منظر دیکھنے سے گریز برتتی تھی۔۔۔سیڑھیاں اترتے وہ اپنے ہی

دھیان میں سیکنڈ پورشن کے کوریڈور سے گزر رہی تھی۔۔جب

اچانک سے ایک روم کا دروازہ کھلا تھا اور اسے بازو سے گھسیٹ کر

اندر کھینچ لیا گیا تھا۔۔۔

وہ اس حملے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔۔ اپنا بچاؤ نہیں کر پائی تھی اور اس مضبوط اور انتہائی وحشیانہ گرفت میں کھینچی چلی گئی تھی۔۔

خوف کی شدید لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی تھی۔۔۔ وہ چیخنا چاہتی تھی اپنا بچاؤ کرنا چاہتی تھی۔۔ جب اس کے لبوں پر سختی سے ہتھیلی جماتا وہ بے رحم شخص اس کی دونوں کلائیاں اس کی کمر پر لے جاتے اپنی مضبوط گرفت میں جکڑ گیا تھا۔۔۔

وہ پوری طرح سے اس کے سینے سے آن لگی تھی۔۔۔

اسے اپنے پیٹ میں شدید درد اٹھتا محسوس ہوا تھا۔۔۔اس کے ٹانکے ابھی کھلے نہیں تھے۔۔ مگر مقابل کو اس کے زخم کی بھی پرواہ نہیں تھی۔۔۔اس کے وجود سے اٹھتی پاورفل خوشبو شہوار کے حواسوں کو جکڑنے لگی تھی۔۔۔اس نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔

وہ شخص اس کے بے پناہ قریب تھا۔۔۔دونوں کے بیچ ایک انچ بھر کا بھی فاصلہ نہیں بچا تھا۔۔

"اس گھر سے باہر تم میرے خلاف جو بھی پروپیگنڈہ کرتی رہی ہو۔۔ تمہارے اس خاندان سے جڑا ہونے کی وجہ سے وہ تو نظر انداز کر

سکتا ہوں۔۔۔ مگر اس گھر کے کسی بھی فرد کو اگر تمہاری وجہ سے زرا سی بھی تکلیف پہنچی تو یقین کرو تمہیں اس دنیا سے ایسا غائب کرواؤں گا کہ تمہاری پرچھائی بھی کسی کو یاد نہیں رہے گی۔۔۔ اس گھر میں لا سکتا ہوں تو باہر بھی نکالنے کی طاقت رکھتا ہوں۔۔۔"

اس کے چہرے پر جھک کر اپنی گرم تپش زدہ سانسوں سے اس کی جان مشکل میں ڈالتا وہ دبی آواز میں دھاڑا تھا۔۔۔ شہوار کو اس کی سانسیں اپنی سانسوں میں الجھتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔ وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح اس کے حصار میں تڑپی تھی۔۔

مگر مقابل کی گرفت انتہائی مضبوط تھی۔۔۔ شہوار ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔۔

سلطان اس وقت بہت زیادہ غصے میں تھا۔۔

اس لڑکی نے صبح جو حرکتیں کی تھیں۔۔ پورا دن اس کا دماغ کھولتا رہا تھا۔۔ وہ آج وقت سے پہلے گھر آ گیا تھا۔۔ صرف اس لڑکی کا دماغ ٹھکانے لگانے کے لیے۔۔۔

اپنی بات مکمل کرتا وہ اس کے لبوں سے ہاتھ ہٹا گیا تھا۔۔ جس کے ساتھ ہی شہوار کے لبوں سے کراہ نکلی تھی۔۔۔

"میں کسی کو تکلیف کیوں پہنچاؤں گی یہ سب میرے اپنے ہیں۔۔"

"مجھے درد ہو رہا ہے۔۔خدا کے لیے چھوڑیں مجھے۔۔۔"

اس کی نیلی دلنشین آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو گرتے اس کا چہرا بھیگو گئے تھے۔۔جو دیکھ سلطان نے فوراً سے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا تھا۔۔۔وہ پیٹ پر ہاتھ رکھتے درد سے بلبلا رہی تھی۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔

جو سلطان کو اس لڑکی کی اداکاری ہی لگے تھے۔۔

وہ ابھی اس ڈرامے باز لڑکی کی عقل ٹھکانے لگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

وہ دوبارہ سے اس کی جانب بڑھنے لگا تھا۔۔ لیکن شہوار کے پیٹ پر نظر پڑتے اپنی جگہ ٹھٹھک کر رہا تھا۔۔۔

"اوہ گاڈ۔۔۔"

اس کی نظریں اس کے پیٹ پر عین زخم کی جگہ سے لال ہوتی شرٹ پر پڑتیں اس کے لبوں سے بے اختیار یہ الفاظ نکال گئ تھیں۔

وہ بڑے بڑے ارادے اور دشمنیاں باندھنے والی لڑکی دیکھنے میں اتنی دھان پان اور نازک سی تھی کہ اس کے لیے یہ درد بھی برداشت کر پانا بہت مشکل تھا۔۔

"آپ مجھے مارنا چاہتے تھے تو ایسے ہی مروا دیتے۔۔ اپنے گھر لا کر یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔"

شہوار کو بہت زیادہ درد ہو رہا تھا۔۔ اس سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا۔۔ اس نے بنا سوچے سمجھے سہارا لینے کے لیے سلطان کے کورٹ کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔۔ وہ جو اس کی بات پر غصے سے اسے گھور رہا تھا۔۔ اس کی اس حرکت پر اس کا ہاتھ جھٹکنے کا ارادہ رکھنے کے باوجود ایسا نہیں کر پایا تھا۔۔ اس کے درد سے کپکپاتے وجود کو دیکھتے وہ آگے ہوا تھا اور اس کی کمر کے گرد اپنا مضبوط بازو حمائل کرتا اسے اپنے حصار میں لے گیا تھا۔۔

"زیادہ درد ہو رہا ہے۔۔"

نجانے کس احساس کے زیر اثر اس نے شہوار کے بہت قریب موجود حسین اور معصوم نقوش سے سجے چہرے کی جانب جھکتے یہ الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔اسی لمحے شہوار نے بھی اپنی نم آلود ڈارک بلو آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔۔۔

نگاہوں کا یہ تصادم چند سیکنڈز کے لیے ہوا تھا۔۔فوراً ہی وہ دونوں اپنی نگاہیں پھیر گئے تھے۔۔۔

اس کا درد برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔۔جس کی وجہ یہ شخص بنا تھا۔۔۔اسے سلطان لاشاری سے مزید نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔

پر اس وقت وہ اس نفرت کا اظہار نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ اسی کے رحم و کرم پر تھی۔۔۔

سلطان نے ایک نظر اس کی بے حد زرد پڑتی رنگت کی جانب دیکھا تھا۔۔ اور اس نازک سی نیلی آنکھوں والی روتی بسورتی گڑیا کو بانہوں میں اٹھاتے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

اس کے اس عمل پر شہوار کا دل بے اختیار دھڑکا تھا۔۔۔ آنکھوں میں نفرت بھرے وہ اس شخص کی جانب دیکھے گئی تھی۔۔ جو اس کی یہ فکر صرف اپنے گھر والوں کی وجہ سے کر رہا تھا۔۔ ورنہ اس کی

خراب طبیعت دیکھ ان سب نے پریشان ہو جانا تھا۔۔جو وہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

وہ جیسے ہی اسے لیے باہر آرہا تھا سامنے سے آتی آئمہ کی نظر بھی ان پر پڑی تھی۔سلطان کا اس لڑکی کو اس طرح اپنے بیڈ روم سے بانہوں میں اٹھا کر نکلنا آئمہ کے اندر زہر گھول گیا تھا۔۔۔

"کیا ہوا شہوار کو۔۔۔؟؟"

چہرے پر مصنوعی فکر طاری کیے وہ قریب آئی تھی۔۔۔

"اسکا زخم ہرٹ ہو گیا ہے میں ہاسپٹل لے کر جا رہا ہوں۔۔دادی جان کو اس بارے میں پتا نہ چلے۔۔"

سلطان نے سیڑھیاں اترتے اسے جواب دیا تھا۔۔اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔۔۔جبکہ آنکھیں بالکل بے تاثر۔۔۔

درد سے دوہری ہوتی شہوار کی نظر بھی سامنے کھڑی آئمہ پر پڑ چکی تھی۔اس لڑکی کی یہ مصنوعی فکر دیکھ شہوار کا دماغ گھوم گیا تھا۔وہ خود سے عہد کر کے آئی تھی کہ اپنے دشمنوں کو تکلیف پہنچانے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جا سکتی تھی۔۔۔

اس نے ابھی بھی ایسا ہی کیا تھا۔۔۔درد سے دوہرا ہونے کے باوجود وہ آئمہ کو جلانے کی خاطر سلطان کی شرٹ کے کالر کو مٹھی میں جکڑتی اس کی گردن میں اپنا چہرا چھپا گئی تھی۔۔۔

"مجھے جلدی سے ہاسپٹل لے جائیں پلیز۔۔۔بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔"

اس کے ہلتے گداز لبوں کا لمس سلطان کو اپنی گردن پر محسوس ہوا تھا۔۔وہ اپنی جگہ سن ہوا تھا۔۔۔غصے کے مارے اسکی کنپٹی کی رگیں باہر کو ابھر آئی تھیں۔۔۔شہوار کے وجود سے اٹھتی بھینی بھینی مہک اس کے نتھنوں سے ٹکراتی سلطان لاشاری کو اس لمحے مزید بھنا کر رکھ گئی تھی۔۔۔

آئمہ یہ منظر دیکھ انگاروں پر لوٹ گئی تھی۔۔وہ اتنے وقت سے سلطان کے ساتھ تھی آج تک سلطان نے کبھی اسے اپنے اتنے قریب نہیں آنے دیا تھا جتنا یہ کل کی آئی لڑکی آگئی تھی۔۔۔

"سٹے ان یور لمٹس۔۔۔۔"

سلطان نے اسے خود سے دور جھٹکنا چاہا تھا۔۔۔اس کے جھٹکے پر شہوار کا سر سلطان کے سینے پر لڑھک گیا تھا۔۔۔درد کی شدت برداشت نہ کر پاتے وہ اپنے حواس کھو چکی تھی۔۔۔اس نے کبھی اپنا خیال نہیں رکھا تھا۔۔ کبھی کبھی اس کا پورا دن بھوکے ہی گزر جاتا تھا۔۔۔وہ کافی ویک تھی۔۔۔اسے اپنی زندگی عزیز صرف اس لیے

تھی کہ وہ اپنے دشمنوں کو ختم کرنا چاہتی تھی۔۔ورنہ اب تک جتنی تکلیفیں اور صدمے وہ برداشت کر چکی تھی۔۔۔اس کی زندگی کا یہ مقصد اس کے ساتھ نہ ہوتا تو نجانے کہاں مر کھپ گئی ہوتی۔۔۔

مگر اس نے خود کو سانس لینے کے لائق بنا رکھا تھا۔۔۔

تاکہ اپنے دشمنوں کے کو سانسیں لینے کے قابل نہ چھوڑے۔۔۔

"میں بھی ساتھ آتی ہوں۔۔۔ تیمور بھائی سے بھی نہیں ملی اج۔۔۔"

سلطان اسے لاؤنج کے دوسرے دروازے سے باہر لے آیا تھا۔۔۔

شہوار کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھاتا وہ پلٹا تھا۔۔۔جب آئمہ کی بات پر سر

اثبات میں ہلا گیا تھا۔۔۔ویسے بھی اس لڑکی کے ساتھ تھوڑی دیر بھی اکیلے رہنا گوارہ نہیں تھا اسے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ان کو احتیاط کی بہت ضرورت ہے۔۔۔ان کا زخم ابھی پوری طرح سے بھرا نہیں ہے۔۔مزید خراب ہو سکتا ہے۔۔۔"

ڈاکٹر نے اس کی دوبارہ بینڈیج کر دی تھی۔۔۔وہ اب ہوش میں تھی۔۔۔ڈاکٹر سلطان اور آئمہ کے ساتھ چل کر آتی انہیں اس کے حوالے سے ہدایت دے رہی تھی۔۔۔سلطان کی نگاہیں اس کی

جانب اٹھی تھیں۔۔۔ جس کی رنگت بالکل زرد ہو چکی تھی۔۔۔ جیسے اس میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ بچا ہو۔۔۔

شہوار نے ہوش میں آنے کے بعد بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔ سلطان لاشاری کے لیے اس کی ناپسندیدگی مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

"مجھے گھر جانا ہے۔۔۔"

ڈاکٹر کے جاتے ہی وہ سلطان سے مخاطب ہوئی تھی۔۔

"ڈاکٹر نے کہا ہے تمہیں ابھی بہت ویکنیس ہے۔۔۔ یہ ڈرپ ختم ہو جائے پھر ہی جا سکتے ہیں گھر۔۔۔"

سلطان موبائل پر مصروف اس کی بات کو نظر انداز کر گیا تھا۔۔۔

جب آئمہ نے اس کے قریب آتے اس کا ہاتھ تھامتے اسے جواب دیا تھا۔۔۔

"دور رہو مجھ سے۔۔۔ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے قریب آنے کی۔۔۔ تم سے نہیں پوچھا میں نے۔۔۔"

آئمہ کا ہاتھ زور سے جھٹکتی وہ اتنے غصے سے چلائی تھی کہ سلطان نے بھی نگاہیں انتہائی ناگواری بھری نگاہوں سے شہوار کی جانب دیکھا تھا۔۔

"آئم سوری میں تو بس۔۔۔۔"

آئمہ سلطان کے سامنے شہوار کا یہ روپ دیکھ دل ہی دل میں خوش ہوئی تھی۔۔۔اور آنکھوں میں نمی بھرے قریب آتے سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔

آئمہ کی اس شاندار اداکاری پر شہوار کا دماغ مزید خراب ہوا تھا۔۔ وہ ایک تو تکلیف میں تھی اوپر سے اس لڑکی کی صورت دیکھنا پڑ رہی تھی اسے۔۔۔

"تمہیں بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔۔۔یہ بچاری پچھلے اتنے گھنٹوں سے تمہارے پیچھے خوار ہو رہی ہے۔۔اور تم کیا بکواس کر رہی ہو اسے۔۔۔"

سلطان کی مٹھیاں غصے سے بھینچ گئی تھیں۔۔۔یہ لڑکی اس کا بہت زیادہ صبر آزما رہی تھی۔۔۔اسے محسوس ہو رہا تھا بہت جلد وہ اپنے گھر والوں کی پرواہ کیے بغیر اسے گھر سے اٹھا کر باہر پھینکنے والا تھا۔۔۔

"تو کس نے کہا ہے آپ سے اور آپ کی اس بچاری سے کہ میرے پیچھے خوار ہوں۔۔۔اکیلے رہنا جانتی ہوں میں۔۔۔آپ کے اس احسان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔اس لڑکی کو باہر بھیجیں یہاں سے۔۔۔ورنہ میں چلی جاؤں گی۔۔"

شہوار اس کے غصے سے خوف کھائے بغیر دوبدو بولی تھی۔۔۔ آئمہ آنکھوں میں آنسو لیے باہر کی جانب بڑھنے ہی لگی تھی۔۔ جب سلطان اس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔۔

"یہ کہیں نہیں جائے گی۔۔۔"

آئمہ کے اندر جیسے بہاریں اتر آئی تھیں۔۔۔ پہلی بار سلطان نے خود سے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔ اسے کہیں نہ کہیں اب شہوار کی موجودگی اچھی لگ رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے سلطان اس کے قریب آرہا تھا۔۔۔

شہوار نے ایک نظر سلطان کی مضبوط گرفت میں مقید آئمہ کی کلائی کو گھورا تھا۔۔۔اور اگلے ہی لمحے اپنے ہاتھ سے ڈرپ کھینچ کر ں کالتی ہاتھ پر لگا کنولا بھی اتار گئی تھی۔۔۔اس کی اس جارحانہ کاروائی کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے خون نکلنے لگا تھا۔۔۔مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔

آئمہ نے اب کی بار پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ یہ لڑکی اتنی شدت پسندی کا مظاہرہ کر کے اپنے آپ کو تکلیف پہنچا گئی تھی۔۔۔

سلطان کی گرفت آئمہ کی کلائی سے ہٹ چکی تھی۔۔۔اس کی غضبناکی سے سرخ پڑتی آنکھیں شہوار کے خون آلود ہاتھ پر تھیں۔۔۔جو اب بیڈ سے اٹھ چکی تھی۔۔۔اس کے زخم میں درد کی شدت پھر سے بڑھ گئی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ چکراتے سر کے ساتھ اپنا توازن برقرار نہ رکھ پاتے زمین بوس ہوتی جب وہاں آتے ریاض لاشاری اور ثانیہ بیگم شہوار کو تھام گئے تھے۔۔۔

"بیٹے کیا کر رہی ہو آپ۔۔۔؟؟"

ریاض صاحب نے سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔جو شہوار کی یہ حالت دیکھ کر بھی قریب نہیں آیا تھا۔۔۔آئمہ ثانیہ بیگم کے کہنے پر ڈاکٹر

کو بلانے بھاگ گئی تھی۔۔۔ شہوار نے اپنی بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولتے سلطان کی جانب دیکھا تھا جو بنا ارد گرد کی پرواہ کیے اس کے چہرے پر نگاہیں گاڑھے پتھر بنا کھڑا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں اتنی زیادہ لال ہو چکی تھیں۔۔۔ جیسے ابھی ان میں سے خون چھلک پڑے گا۔۔

ڈارک براؤن قہر برساتی مقناطیسی آنکھیں اس کی ڈارک بلو اذیت سے چور آنکھوں میں گڑھ کر رہ گئی تھیں۔۔۔

"شہوار آپ ٹھیک ہو۔۔۔۔"

ریاض لاشاری نے اسے پکارا تھا۔۔۔

"سلطان شہوار کو کیا ہوا۔۔۔؟؟"

ثانیہ بیگم اس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھتیں پوچھ رہی تھیں۔۔۔ مگر وہ دونوں اس وقت ایک دوسرے کی نفرت میں ڈوبے اس بات کا تعین کر رہے تھے کہ کس کی نفرت کہ شدت دوسرے سے زیادہ تھی۔۔۔ نفرت کی انتہا پر پہنچ کر کس کی جیت ہو سکتی تھی۔۔۔

اگلے ہی لمحے وہ بنا کسی کو کوئی جواب دیتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

"میری نفرت کی شدت تم سے بہت زیادہ ہے سلطان لاشاری۔۔۔ اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔۔۔ تم

نہیں بچ پاؤ گے اس بربادی سے جو میں تمہاری قسمت میں لکھوں گی۔۔۔ پھر نہ تمہیں تمہارا کوئی گھر والا بچا پائے گا، نہ کوئی دوست اور نہ ہی تمہاری یہ محبوبہ۔۔۔ تمہاری طرح تمہاری چوائس بھی انتہائی گھٹیا ہے۔۔۔ خیر تم جیسے مردوں کے لیے آئمہ جیسی عورتیں ہی بہترین جوڑ ہیں۔۔۔"

وہاں سے جاتے سلطان لاشاری کی کشادہ پشت کو گھورتی وہ نفرت کے احساس سے جلتی اپنی آنکھیں سختی سے میچ گئی تھی۔۔۔ پیٹ کے زخم اور ہاتھ میں ہوتی تکلیف کا احساس بہت پیچھے رہ گیا تھا۔۔۔ سلطان لاشاری کی ایک حرکت اس کے اندر لگی آگ کو مزید بھڑکا گئی

تھی۔۔۔ درد کی شدت برداشت کرتے اس کی رنگت ایک دم سے سفید پڑ چکی تھی۔۔۔

ثانیہ بیگم اس کی حالت دیکھ گھبراہٹ کا شکار ہوتے رونے لگی تھی۔۔۔ ڈاکٹرز نے اسے ڈرپ لگا دی تھی۔۔ جس کی وجہ سے وہ آہستہ آہستہ غنودگی میں جاتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سر ہمارے آدمی اسی دن سے کاشی بٹ کو ڈھونڈ رہے تھے۔۔۔ تمام ایجنسی بھی اسی پر کام کر رہی تھیں۔۔ اسے زمین کے ہر کونے میں تلاش کیا گیا ہے۔۔۔ اس کے سارے آدمیوں کو پکڑ لیا گیا

تھا۔۔۔وہ بھی اس کے حوالے سے لاعلمی کا اظہار کر رہے تھے۔۔۔

سر جس دن شہوار بی بی پر حملہ ہوا اسی رات کاشی بٹ کو بہت بے

دردی سے مار کر ایک گمنام قبر میں دفن کر دیا گیا تھا۔۔۔کل رات

اس کی لاش ملی ہے۔۔۔جو کہ اتنی ابتر تھی کہ اس کی پہچان بھی ڈی

این اے ٹیسٹ کے ذریعے کی گئی ہے۔۔۔اس کے خاص آدمیوں کا

بھی یہی کہنا ہے کہ شہوار بی بی کو مارنے کے لیے جس نے پچاس لاکھ

کی سپاری کاشی بٹ کو دی ہے اس کے بارے میں صرف کاشی بٹ ہی

جانتا تھا۔۔۔کاشی بٹ کے پاس سے ایسے کوئی ثبوت نہیں ملے جن

سے پتا چل سکے کہ اسے کس نے مارا ہے۔۔۔دس کے قریب ٹیمیں

اپنی تفتیش میں لگی ہوئی ہیں۔۔۔ مگر ابھی تک کوئی سراغ نہیں مل پایا۔۔۔۔"

دلاور پچھلے اتنے دنوں سے اسی کام میں مصروف تھا۔۔۔ آج ہی اس معاملے سے فارغ ہوتا اس کے پاس آیا تھا۔۔۔

"اس کا سرا تو یہ نکلتا ہے کہ وہ جو کوئی بھی ہے وہ شہوار بی بی کی شناخت سے پہلے ہی واقف ہو چکا تھا۔۔۔ کہ ان کا تعلق لاشاری خاندان سے ہے۔۔۔ ورنہ ایک عام سی لڑکی کو مروانے کے لیے کوئی پچاس لاکھ نہیں دیتا۔۔۔ یقیناً انہیں شہوار بی بی سے کسی قسم کا خوف ہے۔۔ یا ان کے پاس اس انسان کی حوالے سے کوئی راز

موجود ہیں۔۔۔ جن کی وجہ سے وہ انہیں مارنا چاہتا ہے۔۔۔ کیونکہ اس کے علاوہ وہ چھوٹی سی لڑکی بھلا کہاں کسی کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے۔۔۔"

دلاور اسے اپنی سوچ سے آگاہ کر گیا تھا۔۔ کیونکہ اسے تو کہیں سے بھی وہ نیلی آنکھوں والی چھوٹی سی معصوم لڑکی کسی کے لیے خطرہ نہیں لگی تھی۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔ وہ چھوٹی لڑکی سب سے زیادہ خطرناک شے ہے۔۔۔۔ اس کی ظاہری معصومیت پر جانا بے وقوفی ہے۔۔۔۔"

سلطان لاشاری سرد لہجے میں بولا تھا۔۔۔اس کے چہرے پر اب بھی پتھریلے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔۔۔جبکہ دلاور اس کی بات سنتا بمشکل اپنی مسکراہٹ چھپا پایا تھا۔۔۔۔اس نے آج تک سلطان لاشاری کو کبھی کسی کے لیے یہ لفظ استعمال کرتے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ وہ آج تک کبھی کسی سے خوفزدہ نہیں ہوا تھا۔۔۔نجانے کیوں دلاور کو اس وقت وہ انجانے خوف میں مبتلا نظر آیا تھا۔۔۔

دلاور وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔وہ چلتا ہوا اپنے کمرے کے ٹیرس پر آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔وہ اسی وقت ہاسپٹل سے نکل آیا تھا۔۔۔وہ

اتنے غصے میں تھا کہ آئمہ کو بھی ساتھ نہیں لایا تھا۔۔۔وہ بعد میں ڈرائیور کے ساتھ آئی تھی۔۔۔

سلطان کی آنکھوں کے سامنے بہت سارے منظر گھوم رہے تھے۔۔۔

وہ سیگریٹ پے سیگریٹ پھونک رہا تھا۔۔اسے وہاں کھڑے نجانے کتنا وقت گزر گیا تھا۔۔۔وہ نہ نیچے گیا تھا اور نہ ہی اس نے کسی سے بھی شہوار کی خیریت دریافت کی تھی۔۔۔

وہ ایسے ہی کھڑا تھا۔۔۔جب مین گیٹ اوپن ہوا تھا۔۔اس کے روم کا ٹیرس اس رخ پر تھا کہ وہاں کھڑے مین گیٹ سے پورچ اور مین انٹرنس تک کا سارا منظر صاف نظر آتا تھا۔

گیٹ سے ایک ساتھ تین گاڑیاں انٹر ہوئی تھیں۔۔۔جن میں وہ تمام لوگ موجود تھے جو شہوار کے پیچھے ہاسپٹل گئے تھے۔۔۔ دوسری گاڑی ریاض لاشاری کی تھی۔۔۔سلطان کی نظریں اسی گاڑی پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔گاڑی رکتے ہی ثانیہ بیگم باہر نکلی تھیں۔۔۔راحیلہ بیگم بھی تیزی سے قریب آئی تھیں۔۔۔ان

دونوں نے بہت احتیاط کے ساتھ تھام کر شہوار کو گاڑی سے نکالا تھا۔۔۔

اس کا گلابیاں چھلکاتا چہرا اس وقت بالکل کملا گیا تھا۔۔۔ اسے دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا جیسے اس میں جان ہی نہ بچی ہو۔۔۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار تھے۔۔۔ سلطان کی نگاہیں اس پر مرکوز تھیں۔۔۔

آئمہ اس کے پیچھے ٹیرس پر آتی اسے پکار گئی تھی۔۔۔ سلطان بنا اس کی کوئی پکار سنے یک ٹک اسی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔ جہاں سے اب وہ اندر داخل ہو رہی تھیں۔۔ شہوار کو دروازے کے سامنے بنی دو تین

سیڑھیاں چڑھنے میں بھی تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کے آنسو نکل آئے تھے۔۔

تکلیف کے باوجود اس نے پہلے منہ بناتے اپنے آنسوؤں کو رگڑا تھا۔۔۔ سلطان لاشاری نے ایک لمحے کے لیے بھی اپنی پلکیں نہیں جھپکائی تھیں۔۔۔

آئمہ نے جواب نہ ملنے اور اس کا یہ ہر شے سے بیگانہ ہو کر شہوار کو دیکھنے پر ناگواری بھری نظروں سے شہوار کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"مر ہی جاتی یہ۔۔۔"

اس کے لبوں سے بے اختیار بد دعا نکلی تھی۔۔۔

"کچھ کہا تم نے۔۔۔۔"

سلطان کے ایکدم سے نگاہیں اپنی جانب موڑنے اور سوالیہ انداز میں گھورنے پر وہ گھبرا سی گئی تھی۔۔اس نے تو یہ بددعا دل میں دی تھی۔۔۔کیا سلطان نے سن لی تھی؟؟نہیں اگر سن لی ہوتی تو اتنا نارمل ری ایکشن نہ دیتا۔۔۔

آئمہ کو تسلی ہوئی تھی۔۔۔وہ ویسے بھی زیر لب بڑبڑائی تھی۔۔۔

"وہ آپ سے کھانے کا پوچھنے آئی تھی۔۔۔اتنی دیر ہو چکی ہے آپ نے ابھی تک کھانا ہی نہیں کھایا۔۔۔"

آئمہ نے اپنی گڑگڑاہٹ پر قابو پاتے اسے جواب دیا تھا۔۔۔

"بھوک نہیں ہے مجھے۔۔۔"

اس نے دوٹوک انداز میں جواب دیتے رخ موڑ لیا تھا۔۔ جس کا مطلب تھا وہ اب وہاں سے جا سکتی تھی۔۔۔

"بات سنو۔۔۔"

آئمہ جو مایوسی سے پلٹ رہی تھی اس کے پکارنے پر ایک دم سے پرجوش ہوتی پلٹی تھی۔۔۔

"آئندہ اس طرح میرے کمرے میں مت آنا۔۔۔"

سلطان لاشاری کو کسی کا بھی اپنی پرائیویسی میں گھسنا پسند نہیں تھا۔۔ آج تک کوئی اس طرح بنا اجازت اس کے کمرے میں نہیں آیا تھا۔۔

گزشتہ دنوں اور خاص کر شہوار کے سامنے وہ اسے جو اہمیت دے جاتا تھا۔۔۔اس کا آئمہ نے کچھ زیادہ ہی غلط مطلب نکالا تھا۔۔۔اس کا اس طرح بنا اجازت روم میں آنا سلطان کو انتہائی ناگوار گزرا تھا۔۔۔

"جی۔۔۔"

آئمہ اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔جبکہ دل ہی دل میں وہ شہوار کو گالیوں اور بد دعاؤں سے نوازنے لگی تھی۔۔۔

سلطان کے یوں اچانک روڈ ہونے کی وجہ وہ اس کا شہوار کی وجہ سے آف ہوا موڈ ہی سمجھی تھی۔۔۔

وہ روم میں آتا شاور لینے چل دیا تھا۔۔۔وجود پر عجیب سی تھکن آن ٹھہری تھی۔۔۔

شاور لے کر بلیک کلر کی شرٹ ٹراؤزر میں ملبوس جس میں اس کا دراز قد مزید نمایاں لگ رہا تھا۔۔۔مرر کے سامنے کھڑے وہ خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا جب ملازمہ نے اسے بتول بیگم کے بلاوے کا بتایا تھا۔۔۔

گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ ان کے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔جو نیچے والے پورشن پر تھا۔۔۔بتول بیگم کے کمرے کے بالکل سامنے والا کمرہ شہوار کو دیا گیا تھا۔۔۔

جس کے بند دروازے کو دیکھتے وہ بتول لاشاری کے روم میں آگیا تھا۔۔۔

"کیسی طبیعت ہے اب آپ کی۔۔۔؟"

بیڈ پر نیم دراز بتول بیگم کے ماتھے پر لب رکھتا وہ نرم لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"خود کو پورے ملک کے مسائل میں الجھا کر مجھ سے میرا پوتا چھین لیا ہے آپ نے۔۔۔ میں نہ بلاؤں تو آتے ہیں۔۔۔ خود یاد نہیں آتی آپ کو میری۔۔"

بتول بیگم نے اس کے ہاتھ چومتے اپنا شکوہ کرنا ضروری سمجھا تھا۔۔۔

اسی لمحے ثانیہ بیگم اور راحیلہ بیگم روم میں داخل ہوئی تھیں۔۔ان کے ساتھ دو ملازمہ بھی تھیں۔۔۔بتول بیگم کے سارے کام ان کی بہویں اور بیٹی اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔۔۔اس وقت بھی انہیں واش روم لے جانے کے لیے آئی تھیں۔۔

"اتنا بڑا شکوہ۔۔ایسی بات ہے تو آج رات میں آپ کے پاس اسی روم میں رہوں گا۔۔۔پھر تو آپ کے سارے شکوے دور ہو جائیں گے نا۔۔۔"

ان کا مصنوعی خفگی زدہ چہرا دیکھتا وہ ان کے بیڈ کے دوسرے سائیڈ پر نیم دراز ہوا تھا۔۔۔جو دیکھ تانیہ بیگم نے کچھ بولنا چاہا تھا مگر راحیلہ

بیگم کے ایک دم سے ہاتھ تھامنے اور بتول بیگم کے اشارے پر وہ اپنی مسکراہٹ چھپاتیں چہرا جھکا گئی تھیں۔۔

"اماں آئیں آپ کو واش روم لے کر جانا ہے۔۔۔ آپ کے پوتے نے تو آج ساری رات آپ کے پاس ہی ہونا ہے۔۔۔"

ثانیہ بیگم آگے بڑھتیں بتول لاشاری کو اٹھانے لگی تھیں۔۔۔ سلطان نے محسوس کیا تھا ان سب خواتین کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ تھی۔۔ جس کی وجہ وہ نہیں جان پایا تھا۔۔۔

"میرے واش روم کا نل خراب ہے مجھے اپنے واش روم میں لے جاؤ۔۔۔"

بتول بیگم نے ثانیہ بیگم کو اشارہ کرتے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا تھا۔۔

"آپ نے بتایا کیوں نہیں دادی جان۔۔۔میں ابھی راشد کو۔۔۔"

سلطان ملازم کو کال ملانے ہی لگا تھا۔۔جب بتول بیگم نے جلدی سے اسے روم دیا تھا۔۔

"صبح ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔اس وقت ان بیچاروں کو جگانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

جلدی سے بات بناتی وہ ان سب کی مدد سے وہیل چیئر پر آن بیٹھی تھیں۔۔۔کچھ ہی دیر میں وہ سب ایک ساتھ باہر نکلتی دروازہ بند کر گئی تھیں۔۔

سلطان ابھی بھی بیڈ پر نیم دراز تھا۔۔اپنے پارٹی کے کسی اہم راہنما کی کال آجانے پر وہ سن رہا تھا۔۔جب بازو پھیلانے پر اس کا ہاتھ اپنے ساتھ موجود کسی شے سے ٹکرایا تھا۔۔وہ اپنی جگہ ساکت ہوا تھا۔یہ تکیہ یا لحاف نہیں تھا۔۔۔ہاتھ ٹچ کرنے کے ساتھ ہی ایک نسوانی کراہ سنتا وہ حیرت زدہ سا کروٹ کے بل سیدھا ہوتا اپنے نیچے دبا لحاف کا کونا اٹھا گیا تھا۔۔۔

اس نے پہلے غور ہی نہیں کیا تھا کہ اس کے نہایت قریب کوئی وجود لحاف میں لپٹا پڑا ہے۔۔۔اس جگہ سے ایسے لگ رہا تھا کہ لحاف اکٹھا کر کے رکھا گیا ہے۔۔۔

لحاف اٹھاتے ہی اسے گہرا شاک لگا تھا۔۔۔اس سے چند انچ کے فاصلے پر وہ محترمہ محوِ خواب تھیں۔۔جس نے آج اس کا پورا دن برباد کیا تھا۔۔لیکن اس لمحے وہ اس کی آنکھوں میں غضبناکی لانے کے بجائے اپنے حسن کی تابناکیوں کے ساتھ سلطان لاشاری کی آنکھوں کو خیرہ کر گئی تھی۔۔۔

اسے اب ان خواتین کی مسکراہٹ کی وجہ سمجھ آئی تھی۔۔اور ساتھ ہی خود پر جی بھر کر حیرت ہوئی تھی کہ وہ کیسے اس لڑکی کے اتنے قریب آکر لیٹ سکتا تھا۔۔۔

اس کے گولڈن براؤن بال اس کے چہرے کو آدھے سے زیادہ ڈھکے ہوئے تھے۔۔۔وہ گہری نیند میں تھی شاید۔۔۔اور اس کے ہاتھ لگنے کی وجہ سے کسمساتی اٹھ رہی تھی۔۔۔سلطان کو لحاف اٹھانے کے بعد اندازہ ہوا تھا کہ اس کا ہاتھ شہوار کے پیٹ سے ہی ٹچ ہوا تھا۔۔۔جس کی وجہ سے شہوار کے چہرے پر درد کے آثار تھے۔۔۔

وہ اس کے زخم کو انجانے میں پھر سے ہرٹ کر چکا تھا۔۔

وہ ایک انچ بھی اپنی جگہ سے پیچھے نہیں ہٹا تھا۔۔۔ شہوار نے ابھی تک آنکھیں نہیں کھولی تھی۔۔۔ سلطان نے انگلی کی پوروں سے اس کے بالوں کو چھوتے انہیں اس کے چہرے سے ہٹایا تھا۔۔۔ اپنی کیفیت سے انجان وہ اس کے ہلتے گلابی لبوں سے نکلتے الفاظ کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

شہوار شاید ابھی غنودگی میں تھی۔۔۔ اس کی شرٹ کو گریبان سے اپنی مٹھی میں جکڑے وہ اپنا چہرا اس کے چہرے کے قریب لے آئی تھی۔۔۔۔

"وہ مجھے مارنا چاہتا ہے۔۔۔"

وہ چہرے پر اذیت بھرے تاثرات لیے اسے بہت ہی رازدارانہ لہجے میں بتا رہی تھی۔۔۔ آواز بہت زیادہ مدھم تھی۔۔۔ وہ بہت مشکل سے سن پایا تھا۔۔ اس کی سانسوں کی مہک سلطان کو اپنی سانسوں میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ وہ خود پوری طرح سے حواسوں میں نہیں تھی۔۔ اور اب اپنے لب اس کی کان کی لوح پر رکھتے ان کی گدازیت سے اور اپنے سانسوں کی دلفریبی سے اس لمحے سلطان لاشاری کے گرد ایک طلسم سا باندھ گئی تھی۔۔

"کون؟؟؟"

وہ جس انسان کی بھی بات کر رہی تھی اس کے انداز میں اس شخص سے بے پناہ خوف تھا۔۔ سلطان اس کے اوپر تقریباً جھکا ہوا تھا۔۔ اس کی آنکھیں ان گلابی لبوں پر تھیں۔۔۔ جو یہ بات کرتے بھی خوف سے کانپ رہے تھے۔۔

"سلطان لاشاری۔۔۔۔۔"

یہ نام لیتے اس نے سلطان کی شرٹ پر اپنی گرفت مزید مضبوط کی تھی۔۔۔ اس کی گریبان سے آدھے سے زیادہ شرٹ شہوار کی گرفت میں تھی۔۔

وہ نام سن کر حیران نہیں ہوا تھا۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا ان گداز لبوں سے یہی نام نکلنے والا ہے۔۔

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟؟"

اس کی نگاہیں شہوار کے ایک ایک نقش سے ٹکرا رہی تھیں۔۔۔

"میں جانتی ہوں۔۔ اس نے غنڈے بھیجے تھے مجھے مارنے کے لیے۔۔۔ وہ مجھے مار دے گا بہت جلد۔۔۔ اس لیے اس کے مارنے سے پہلے میں اسے برباد کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ بہت برا انسان ہے وہ۔۔ مجھے بہت زیادہ برا لگتا ہے۔۔۔۔ میرا دل چاہتا ہے میں اسے مار دوں۔۔"

شہوار کی آنکھوں سے ایک دم سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

"اگر ایسا چاہتی ہو تو اب تک مارا کیوں نہیں۔۔۔؟؟"

وہ اسی کے جیسی مدھم آواز میں بول رہا تھا۔۔۔اس کی اس بات پر شہوار کے چہرے پر چھائی اذیت میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔

"ماروں گی۔۔۔پہلے تڑپاؤں گی پھر ماروں گی۔۔۔چھوڑوں گی نہیں۔۔۔"

شہوار کے لہجے میں سلطان کو اپنے لیے بے پناہ نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔اتنی نفرت تو وہ بھی نہیں کرتا تھا اس لڑکی سے۔۔۔

اسے پہلے کہ وہ مزید کچھ پوچھتا۔۔۔ آگے سرکنے کی وجہ سے شہوار کے پیٹ پر دباؤ آیا تھا۔۔۔ درد کی شدت سے اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔۔۔ اس کے لبوں سے بے اختیار سسکی نکلی تھی۔۔

لیکن اپنے بالکل اوپر جھکے سلطان لاشاری کو دیکھ اس کی آنکھیں ناقابلِ یقین حد تک پھٹ گئی تھیں۔۔ ان نیلی آنکھوں میں پہلے حیرت، پھر بے یقینی اور آخر میں خوف پھیل گیا تھا۔۔۔

اس کا یہ خوف سلطان لاشاری نے بہت گہری نگاہوں سے نوٹ کیا تھا۔۔۔

"آپ مجھے مارنے آئے ہیں۔۔۔؟"

نیند سے اچانک اٹھ جانے اور اسے اپنے اتنے قریب دیکھ وہ بری طرح سے گھبرا گئی تھی۔۔

سلطان بنا اسے کوئی جواب دیئے اس کے قریب سے اٹھ گیا تھا۔۔۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھے گلاس میں پانی انڈیلتے اس نے شہوار کی جانب بڑھایا تھا۔۔۔

جواب کافی حد تک سنبھل چکی تھی۔۔۔۔اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرتی وہ درد کے باوجود بیڈ کے ساتھ سر ٹکا گئی تھی۔۔۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟؟"

اس نے گلاس نہیں تھاما تھا۔۔۔ جس پر سلطان اس گلاس کو اپنے لبوں سے لگا گیا تھا۔۔۔

"یہ میرا گھر ہے میں کہیں بھی آ جا سکتا ہوں۔۔۔ تمہیں دیکھ کر سونا چاہئے۔۔۔

وہ اسے گھورتا ایک بار پھر سے اپنے گھر کو احسان جتا گیا تھا۔۔۔

شہوار کو اس شخص پر پہلے ہی بہت زیادہ غصہ تھا۔۔۔ اس کی یہ بات سن کر مزید تپ چڑھی تھی۔۔۔

وہ بنا کچھ بولے اس کی جانب سے نفرت سے رخ موڑ گئی تھی۔۔۔وہ ابھی تکلیف میں تھی اس شخص سے لڑنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔۔

اس کی جانب سے کوئی جواب نہ ملنے پر سلطان نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو آنکھیں موندے ہوئے لحاف کو واپس سے سر تک اوڑھ چکی تھی۔۔۔

"کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔۔۔۔؟؟"

سلطان کو محسوس ہوا تھا جیسے وہ رو رہی ہو۔۔۔اور اسے یہ بات چھپانے کے لیے اپنا چہرا چھپا گئی ہو۔۔۔

"پلیز پھوپو یا تائی کو بلا دیں۔۔۔"

اس کی نم آلود آواز سلطان کی سماعتوں سے ٹکراتی اسے عجیب سے احساس سے دوچار کر گئی تھی۔۔۔اسے اکیلے چھوڑ کر باہر جانے کے بجائے وہ اس کے قریب آتا اس کے چہرے سے لحاف ہٹا گیا تھا۔۔۔

"وہ نوکر نہیں ہیں تمہاری کہ تمہارے چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے بھاگتی رہیں۔۔۔مجھے بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔؟؟_

اس کی موہنی صورت ایک بار پھر سے سلطان کی آنکھوں کے سامنے تھی۔۔۔نیلی آنکھوں میں تکلیف کا احساس تھا۔۔اس نے ان

لوگوں کو بلانے سے منع کر دیا تھا۔۔۔ مگر اب خود اس سے پوچھ رہا تھا۔۔

شہوار نے بھیگتی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ یہاں ان لوگوں کو اذیت دینے آئی تھی۔۔۔ مگر ابھی تک خود ہی اذیت میں مبتلا تھے۔۔۔ یہ بات اسے مزید تکلیف دے رہی تھی کہ وہ ابھی تک ان لوگوں کے خلاف کچھ نہیں کر پائی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

وہ کیسے اپنے دشمنوں کے بیچ اتنے اچھے سے رہ سکتی تھی۔۔۔

"مجھے بہت پین ہو رہا ہے۔۔۔ میڈیسن لینی ہیں۔۔۔"

سلطان کے پوچھنے پر اس کے پر کشش نقوش سے نگاہیں چراتے وہ دھیرے سے بولی تھی۔۔۔اسے اس شخص کی قربت سخت ناپسند تھی۔۔۔مگر پھر بھی ہر بار وہ اس کے پاس آجاتا تھا۔۔۔

سلطان نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اس کی میڈیسن نکال کر اپنی چوڑی پٹھانیہ پر رکھتے اس کی جانب بڑھائی تھی۔۔۔جسے شہوار نے اس کی ہتھیلی سے بہت احتیاط کے ساتھ اٹھایا تھا تاکہ اس کے ہاتھ کے ساتھ انگلیاں ٹچ نہ ہوں۔۔۔

سلطان لاشاری اس لڑکی نے اس گریز کو بہت گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔دوا لیتی وہ واپس گلاس اسے پکڑا گئی تھی۔۔۔سلطان

لاشاری اپنے اس عمل پر حیران ہوا تھا۔۔۔اس نے آج تک کبھی اس طرح کسی کا کام نہیں کیا تھا۔۔۔نہ کبھی کسی نے اسے اس طرح سے حکم دیا تھا۔۔۔

مگر نجانے کیوں وہ نہ تو یہاں سے جا پا رہا تھا اور نہ ہی اسے ٹوک رہا تھا۔۔۔وہ جو بول رہی تھی وہ کر رہا تھا۔۔۔شہوار کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔اسے روم میں اکیلے چھوڑ کر جانا بھی مناسب نہیں تھا۔۔۔

بے شک وہ اس لڑکی کو سخت ناپسند کرتا تھا مگر اس گھر میں رہنے کی وجہ سے اب وہ بھی اس کی زمہ داری تھی جس سے انکاری نہیں ہو سکتا تھا وہ اب۔۔۔

شہوار اس کی نگاہیں خود پر مرکوز دیکھ دوبارہ لحاف کو چہرے تک اوڑھ گئی تھی۔۔۔

"کہاں ہیں آپ لوگ۔۔۔؟؟ فوراً روم میں آئیں اور سنبھالیں ان محترمہ کو۔۔۔"

ابھی کچھ دیر پہلے ان کو بلانے سے انکاری کرنے والا اب خود ہی کال کر چکا تھا۔۔۔ اس نے قریب آتے شہوار کے چہرے سے لحاف اٹھایا

تھا۔۔۔وہ پھر سے غنودگی میں جا چکی تھی۔۔۔ مگر انتہائی غیر آرام دہ حالت میں پڑے ہونے کی وجہ سے اس کے چہرے پر بے آرامی اور تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے۔۔۔

کچھ دیر مٹھیاں بھینچ کر سوچتا وہ آگے ہوا تھا اور اس کو اپنی بانہوں میں اٹھاتا اس کے اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔بتول بیگم کے ساتھ سونے کی وجہ سے وہ دوبارہ ہرٹ ہو سکتی تھی۔۔۔پہلے ہی وہ اس کے زخم کو دوبار خراب کر چکا تھا۔۔۔وہ بہت سکون سے سوئی ہوئی تھی۔۔ مگر اس کے بازو لگنے سے اس کا زخم پھر سے خراب ہوا تھا۔۔۔

وہ انجانے میں اس لڑکی کی تکلیف کا باعث بن رہا تھا۔۔۔

اس لڑکی کو ابھی کچھ ہونے نہیں دینا تھا اس نے۔۔۔کچھ وقت کے لیے وہ بہت اہم تھی اس کے لیے۔۔۔کچھ راز تھے جو اس لڑکی کے ساتھ ہی وابستہ تھے۔۔۔

سلطان لاشاری اپنے گھر والوں کے سوا کسی کی اتنی فکر نہیں کرتا تھا۔۔۔اس لڑکی کی اگر فکر ہو رہی تھی تو صرف اپنے مقصد کے لیے۔۔۔اس نے فوراً سے کال کرتے لائبہ کو شہوار کے روم میں بلایا تھا۔۔۔

"جی بھائی۔۔۔۔"

اگلے ہی لمحے لائبہ اس کے سامنے تھی۔۔۔

"اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ آج رات تم نے یہیں رہ کر اس کا خیال رکھنا ہے۔۔۔ اگر سونا ہو اتو وہاں صوفے پر سو جانا۔۔۔ بیڈ پر اس کے ساتھ سونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ اس کا زخم ہرٹ ہو سکتا ہے۔۔۔ اور زرا دھیان میں رہنا۔۔۔ کوئی بھی مسئلہ ہو ا مجھے فوراً کال کر دینا۔۔۔ میں جاگ رہا ہوں۔۔۔"

اسے انتہائی سنجیدگی کے ساتھ ہدایت دیتا وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔ اس کا اپنے گھر والوں پر اتنا رعب تو تھا کہ کوئی پلٹ کر اس سے سوال کرنے سے پہلے بھی ہزار بار سوچتا تھا۔۔۔ اس وقت اس

کی ہدایات سنتی لائبہ نے ہونق بن چکی تھی۔۔۔وہ اپنی فیملی ممبرز کے معاملے میں بہت پرواہ کرنے والا تھا۔۔۔ مگر اتنی گہری ہدایات تو آج تک اس نے بتول بیگم کے لیے بھی نہیں دی تھیں۔۔۔

اس کے جانے کے بعد شہوار کے قریب آتی لائبہ مسکرادی تھی۔۔۔جو اس وقت نقاہت کا شکار ہونے کے باوجود بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔اس کے چہرے پر ایک کشش تھی معصومیت بھرا بہت ہی پاکیزہ احساس تھا۔۔۔جسے دیکھ کر لگتا تھا کہ یہ لڑکی دل کی بھی بہت ہی پیاری تھی۔۔۔ مگر اس کی آنکھیں کچھ اور کہتی تھیں۔۔۔پراسراریت اور زہانت سے چمکتی وہ نیلی آنکھیں اپنے

اندر بہت سارے راز اور نفرت بھرے رکھتی تھیں۔۔۔ جس نفرت کا مرکز سلطان لاشاری ہی رہتا تھا۔۔۔

"آپ میں کچھ تو خاص ہے۔۔۔ ورنہ سلطان بھائی کسی قیمت پر ایسے انسان کو اپنے گھر نہیں لاتے۔۔ جو انہیں ناپسند ہو۔۔۔"

لائبہ اس کے قریب کرسی رکھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ کیونکہ سلطان لاشاری نے اسے شہوار کے ساتھ بیڈ پر بیٹھنے سے بھی سختی سے منع کیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کیا۔۔۔؟؟ یہ میں کیا سن رہی ہوں۔۔۔مجھے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آرہا۔۔۔کیا واقعی یہ سچ ہے۔۔۔۔"

رانیہ شاک میں گھری ہوئی تھی۔۔۔اس کے ارد گرد بیٹھے باقی سب کا بھی یہی حال تھا۔۔۔۔

"سلطان بھائی شادی شدہ ہیں۔۔۔اوہ مائی گاڈ۔۔۔۔"

صائم نے بھی بے یقینی بھراری ایکشن دیا تھا۔۔۔

"شادی شدہ نہیں ہیں بے وقوف۔۔۔ابھی صرف نکاح ہوا ہے۔۔۔۔شادی تو اب ہو گی۔۔۔کتنا مزا آئے گا۔۔۔"

سدرہ نے بھائی کی تصحیح کی تھی۔۔۔

"مجھے تو یقین نہیں آرہا وہ نیلی آنکھوں والی چھوٹی سی لڑکی ہماری بھابھی اور سلطان لاشاری کی منکوحہ ہے۔۔۔ کتنی اچھی جوڑی سجے گی دونوں کی۔۔۔ پاور فل اور ڈیشنگ پرسنیلٹی کے مالک سلطان لاشاری اور نازک اندام سی دوشیزہ شہوار۔۔۔۔"

رانیہ کی شادی اپنے خالہ زاد منصور سے ہوئی تھی۔۔ اس کا گھر قریب ہی تھا۔۔۔ اس لیے وہ زیادہ وقت لاشاری منزل میں ہی پائی جاتی تھی۔۔۔ اس کے دو بچے تھے۔۔ ابھی سدرہ کی جانب سے یہ خبر ملنے پر وہ فوراً وہاں آئی تھی۔۔۔ آج ناشتے کے ٹیبل پر جہاں شہوار اور سلطان کے علاوہ گھر کے سب افراد موجود تھے۔۔۔ فیروز لاشاری

نے سب کے سامنے یہ بم پھوڑا تھا کہ سلطان اور شہوار کا بچپن میں نکاح ہو چکا ہے۔۔۔

آج سے پہلے یہ بات گھر کے تمام بڑے اور سلطان ہی جانتا تھا۔۔۔ بتول بیگم نے باتوں باتوں میں شہوار سے پتا لگوانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ کہ کیا اسے اس کی ماں نے اس نکاح کے بارے میں بتا رکھا ہے تو یہ جان کر شہوار دھیرے سے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔

وہ بہت چھوٹی سی تھی جب اسے سکینہ بیگم نے اس بارے میں آگاہی دی تھی۔۔۔ اس نے نفرت کی انتہا پر پہنچتے اس نکاح کو ماننے

سے انکار کر دیا تھا۔۔۔ اسے اپنے خاندان والوں کے نام سے بھی نفرت تھی۔۔۔

وہ دل سے اس نکاح والی بات کو ہی نکال چکی تھی۔۔۔ مگر یہاں آ کر سلطان لاشاری کو آئمہ کے قریب اور اسے اتنی اہمیت دیتے دیکھ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ آئمہ اور سلطان ایک دوسرے میں انٹرسٹڈ ہیں۔۔۔ وہ شخص ویسے بھی اسے پسند نہیں کرتا تھا۔۔

شہوار چاہتی تھی کہ یہ شخص جس طرح اپنے گھر والوں کے سامنے آئیڈیل بنا ہوا تھا۔۔۔ اس سے شادی سے انکار کرے تاکہ وہ کچھ حد تک تو یہ امیج خراب ہوتا ہی سہی۔۔۔ اس لیے خود انکار کرنے کے

بجائے اس نے سلطان لاشاری کے کندھوں پر بندوق رکھ کر چلانی چاہی تھی۔۔

اس نے بتول بیگم کے پوچھنے پر اس شادی کے لیے رضامندی دے دی تھی۔۔ جس انسان کے ساتھ وہ ایک سیکنڈ نہیں گزار سکتی تھی اس کے ساتھ پوری زندگی گزارنے کا تصور ہی انتہائی خوفناک تھا۔۔۔ لیکن اسے تسلی تھی کہ سلطان انکار کر دے گا۔۔۔ وہ ہر جگہ جس طرح اس کے سامنے آئمہ کو اہمیت دے رہا تھا۔۔۔ شہوار کو پختہ یقین ہو چکا تھا کہ وہ آئمہ سے محبت کرتا ہے اور اسی سے ہی شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔

ابھی تک سلطان کے سامنے یہ بات نہیں کی گئی تھی۔۔۔ پچھلے دو ہفتوں سے وہ اپنی پارٹی کے بہت اہم کاموں میں مصروف گھر نہیں آسکا تھا۔۔۔

اس کے آتے ہی بتول بیگم کا اس سے بات کرنے کا ارادہ تھا۔۔۔

لیکن سلطان کے حوالے سے یہ خبر سن کر سب گھر والے بہت زیادہ خوش تھے۔۔۔ سب کو ہی اس کی شادی کا بہت زیادہ اشتیاق تھا۔۔۔ شہوار کے آنے سے گھر کی خوشیاں واپس لوٹ آئی تھیں۔۔۔ شہوار سے ایک دو بار باتوں باتوں میں کنزا کے بارے میں پوچھنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔۔ مگر ہر بار ہی وہ عجیب سی حالت کا شکار ہو جاتی تھی۔۔

جو دیکھ فیروز لاشاری نے سب کو سختی سے منع کر دیا تھا شہوار سے اس بارے میں کچھ بھی پوچھنے سے۔۔۔ وہ اور سلطان اپنے طریقے سے کنزا کے بارے میں پتا لگانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ مگر ابھی تک کوئی سراغ نہیں مل پا رہا تھا۔۔۔

"یار کتنا مزا آنے والا ہے سلطان بھائی کی شادی میں۔۔۔ ان کی شادی تو ہو گی بھی بہت شاندار۔۔۔۔'

شہوار سیڑھیاں اتر رہی تھی جب اس کے کانوں میں لاؤنج میں بیٹھے اپنے کزنز کی چہکتی ہوئی آواز گونجی تھی۔۔۔ وہ اکثر حسرت بھری نگاہوں سے ان لوگوں کے بے فکری بھرے چہرے دیکھتی تھی۔۔

جن پر کسی غم یا تکلیف کی پرچھائی تک نہیں تھی۔۔۔ پھر اس کا اور اس کی بہن کا کیا قصور تھا۔۔۔ اس کی ماں نے کیا بگاڑا تھا ان لوگوں کا۔۔۔ انہیں گھر سے کیوں نکالا گیا تھا۔۔۔

ان کی زندگی کو اتنا دردناک کیوں بنایا گیا تھا۔۔۔ شہوار کی آنکھیں اپنی پچھلی زندگی یاد کرتے اشکبار ہوئی تھیں۔۔۔ اسی لمحے سلطان لاشاری اندر داخل ہوتا سیدھا سیڑھیوں کی جانب آیا تھا۔۔۔ جب اسے عین درمیان میں جما دیکھ اس نے آبرو آچکاتے اسے گھورا تھا۔۔۔۔

براؤن کلر کے شلوار سوٹ پر ڈارک براؤن کوٹ پہنے وہ بے پناہ وجیہہ لگ رہا تھا۔۔۔وہ ہمیشہ ایسے ہی فریش اور اپ ٹو ڈیٹ رہتا تھا۔۔۔اس کے سیاہ بال جیل کی مدد سے سیٹ کیے گئے تھے۔۔۔ کشادہ پیشانی پر اسے سامنے دیکھ سلوٹیں نمودار ہوئی تھیں۔۔۔ انکھوں میں سرد تاثر آن ٹھہرا تھا۔۔۔

اس کی گہری نگاہیں لائٹ پرپل ڈریس میں ملبوس شہوار پر تھیں۔۔۔جواب کافی تندروست لگ رہی تھی اسے۔۔۔زرد چہرے کی جگہ اب واپس پہلے والی گلابیاں اتر آئی تھیں۔۔۔

"راستہ چھوڑو۔۔۔۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"میری دوست کہاں ہے۔۔۔؟؟"

راستے سے ہٹنے کے بجائے وہ درمیانی سیڑھیاں طے کرتی اس کے قریب آن کھڑی ہوتی اسے نفرت آمیز نگاہوں سے گھورتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

"تمہاری دوست کے بارے میں تمہیں پتا ہونا چاہیے۔۔۔بلکہ نہیں تمہیں تو آج کل اپنا ہوش بھی نہیں ہے۔۔ایک زرا سے زخم نے ایسا بے حال کیا تمہیں کہ تمہیں خبر بھی نہیں ہوتی کب کس کے پہلو سے لگ کر سوئی ہو۔۔۔۔"

سلطان لاشاری نے اسے اس رات کا طعنہ دیا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ خود ابھی تک وہ بات ہضم نہیں کر پایا تھا۔۔۔ اس لڑکی کی بے وقوفی کی وجہ سے اس کا اپنے گھر والوں کے سامنے جو امیج گیا تھا۔۔۔ وہ اسے برداشت نہیں ہوا تھا۔۔۔

"آپ کو اگر ایک جیتا جاگتا انسان دکھائی نہیں دیا تو یہ آپ کا مسئلہ ہے۔۔۔ آپ کو بھی دیکھ کر لیٹنا چاہیے۔۔۔"

شہوار اب اس شخص سے ڈرنے والی بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔

"انسان دیکھنے کے قابل بھی تو ہونا چاہیے۔۔۔"

اس نے ایک ناپسندیدگی بھری نظر اس پر اچھالی تھی۔۔۔ جبکہ اس کی نگاہوں نے شہوار کے نازک سراپے کا بہت گہرائی سے جائزہ لیا تھا۔۔۔ شہوار اپنی جگہ سمٹ کر رہ گئی تھی۔۔۔

اس نے اپنے گولڈن براؤن حسین بالوں کر کیچر میں مقید کر رکھا تھا۔۔ جس میں سے کچھ لٹیں باہر جھانکتیں اس کی گداز گردن کو چھو رہی تھیں۔۔۔ اس کی صراحی دار گردن کے اختتام پر بیوٹی بون واضح ہوتی اس کی دلکشی میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔۔۔

"اس انسان کو چاہ بھی نہیں ہے کہ آپ جیسا انسان اسے دیکھے۔۔۔

"

شہوار کا پارہ چڑھ چکا تھا۔۔۔ جبکہ مقابل بہت سکون سے کھڑا اس کی غصے سے لال پڑتی رنگت دیکھ رہا تھا۔۔۔

"تو پھر میرے آگے کھڑے ہو کر کیا کر رہی ہو۔۔۔ راستہ چھوڑو میرا۔۔۔۔"

سلطان لاشاری کو غصہ نہیں آیا تھا۔ ورنہ جس طرح اتنے وقت بعد اس کے گھر لوٹنے پر یہ لڑکی اس کا راستہ روکے کھڑی اس کا وقت برباد کر رہی تھی۔۔۔ اب تک اسے اٹھا کر گھر سے باہر پھینک چکا ہوتا۔۔

"پہلے میرے سوال کا جواب دیں۔۔۔ میری دوست کے ساتھ کیا کیا ہے آپ نے۔۔۔ کہاں ہے وہ۔۔۔؟؟ دیکھیں وہ بہت معصوم ہے۔۔۔ وہ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔ اسے تکلیف مت دیں۔۔۔"

شہوار کا لہجہ آخر میں دھیما پڑا تھا۔۔۔ کیونکہ سلطان لاشاری کی آنکھوں میں طنزیہ مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔

"تمہارے جیسی معصوم ہو گی وہ بھی۔۔۔۔"

اس کی جانب جھکتا وہ اس کی ڈارک بلو آنکھوں میں اپنی وحشت بھری آنکھیں گاڑھ گیا تھا۔۔۔ایک دم سے بدلتے اس کی آنکھوں کے رنگ پر شہوار کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔

"دور رہ کر بات کریں۔۔۔"

شہوار نے ایک دم سے لال پڑتی اپنی رنگت اور سینے کے بائیں جانب ابلتے طوفان پر قابو پانے کی خاطر انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا تھا۔۔۔

وہ پیچھے کی جانب ایک سیڑھی اوپر چڑھتی اس سے اپنا فاصلہ بڑھا گئی تھی۔۔

جب اگلے ہی لمحے سلطان اس کی نازک کمر میں بازو حمائل کرتا اسے کسی پلاسٹک کی گڑیا کی طرح ٹریٹ کرتا اٹھا کر اپنے مقابل کر گیا تھا۔۔۔ شہوار کے پیر زمین سے اٹھے ہوئے تھے۔۔۔ گرنے کے خوف سے وہ سلطان کے کوٹ کو دونوں کندھوں سے اپنی مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔۔۔

"کیوں اگر قریب آؤں گا تو کیا ہو گا۔۔۔ اس دن کی طرح تمہارے ٹانکے کھل جائیں گے یا اس رات کی طرح تم بے ہوش ہو جاؤ گی۔۔۔ میرے قریب آنے سے اتنی حالت خراب کیوں ہو جاتی ہے تمہاری۔۔۔"

سلطان لاشاری اس کے چہرے کو اپنے گرم تپیش زدہ سانسوں سے جھلساتا اپنے بے پناہ قریب کر گیا تھا۔۔۔ سلطان نے ایک بازو سے اسے اٹھار کھا تھا۔۔۔ جبکہ دوسرا ہاتھ اس کے بالوں کی گدی میں پھنسائے وہ اس کا چہرا اپنے چہرے کے انتہائی قریب کر گیا تھا۔۔۔ وہ دونوں اس وقت جہاں کھڑے تھے وہاں کوئی بھی آسکتا تھا۔۔۔ مگر سلطان لاشاری کو پرواہ نہیں تھی۔۔۔

اس کی بات سنتے شہوار کی حالت ایسے ہوئی تھی جیسے ابھی واپس پھر سے حواس کھو کر گر پڑے گی۔۔ اس کی سانسیں مقابل کی گرم سانسوں میں الجھتیں اس کی رہی سہی حالت بھی بگاڑ چکی تھیں۔۔۔

سلطان کے چہرے نے اسے چھوا نہیں تھا۔۔۔ مگر بنا چھوئے ہی وہ اس کی حالت غیر کر گیا تھا۔۔۔ اگر چھو لیتا تو اس کا بے ہوش ہونا یقینی تھا۔۔۔

شہوار کی آنکھیں نا قابلِ یقین حد تک پھٹ چکی تھیں۔۔۔ وہ کس رات کی بات کر رہا تھا شہوار بہت حد تک سمجھ چکی تھی۔۔۔ تو اس کا مطلب اس کا شک ٹھیک نکلا تھا۔۔۔ سلطان لاشاری ہی اب تک اس کے پیچھے رہا تھا۔۔۔ وہی اسے مارنا چاہتا تھا۔۔۔

سلطان اس کی آنکھوں کی بدلتے تحیر پر اسے ویسے ہی اٹھا کر سائیڈ پر کرتا سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔۔۔

"ایک منٹ سلطان لاشاری۔۔۔۔"

شہوار کو ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔وہ ایک بار اس بات کی تصدیق کرنا چاہتی تھی۔۔۔

اس کی پکار پر سلطان رک گیا تھا۔۔۔

"مم میں کب بے ہوش ہوئی۔۔۔کک کون سی رات۔۔۔۔؟؟؟"

یہ بات پوچھتے اس کی رنگت خطرناک حد تک لال ہوئی تھی۔۔۔ زبان لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔اس کی دگرگوں ہوتی حالت پر سلطان نے قریب آتی اس لڑکی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

شہوار نے بھی نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اسے اپنی شریانوں میں خون کی گردش بڑھتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ سلطان کی سرخی مائل سرد نگاہوں کا مرکز اس کا دائیاں کندھا تھا۔۔۔

اب شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں بچتی تھی۔۔۔ شہوار نے کپکپاتے ہاتھوں سے اپنے کندھے پر دوپٹہ درست کیا تھا۔۔۔

"میرے خیال میں تم سمجھ چکی ہو۔۔ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔'

اس کی جانب ایک دل جلاتی بے باک مسکراہٹ اچھالتا وہ وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔ جبکہ شہوار کا پورا وجود اس لمحے بری طرح لرز رہا تھا۔۔۔ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ سیڑھیاں اتر پاتی۔۔۔ وہیں سیڑھیوں پر بیٹھتے وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام گئی تھی۔۔۔ یہ کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ۔۔۔

اگر واقعی یہ شخص اسے مارنا چاہتا تھا تو وہ اس گھر میں رہتے کیسے اپنے آپ کو اس سے بچا سکتی تھی۔۔۔

دل کے بائیں جانب درد کی ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں۔۔وہ یہاں ان سب کو اذیت دینے آئی تھی۔۔۔ مگر ہر لمحے اسے ہی تکلیف پہنچ رہی تھی۔۔۔

"اس کو مجھ پر شک تو نہیں ہو گیا۔ کہیں اس دلاور نے کچھ بتا تو نہیں دیا اسے۔۔۔ کتنی بڑی گدھی ہوں میں۔۔۔۔وہ اس کا خاص آدمی تھا۔۔۔اس کے سامنے اس دن وہ ساری بکواس کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔ لیکن اگر اس نے بتا دیا ہوتا تو یہ شخص مجھے کسی قیمت پر اپنے گھر میں نہ رکھتا۔۔۔مجھے دلاور سے بات کرنی ہو گی۔۔۔"

شہوار نے جلدی سے دلاور کا نمبر ملایا تھا۔۔۔

"مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔۔ ابھی ملنا ہے۔۔۔ گھر کے پچھلے حصے میں آؤ۔۔۔"

اس کی آواز سنتے ہی شہوار نے اسے ایسے حکم دیا تھا جیسے وہ سلطان کا نہیں اس کا ملازم ہو۔۔۔

مگر اس کی بات سنتے وہ تابعداری سے مان گیا تھا۔۔۔

شہوار کو اس کا انتظار کرتے دس منٹ گزر چکے تھے جب وہ اسے دور سے آتا دکھائی دیا تھا۔۔۔ شہوار نے غور سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اس کا حلیہ بہت عجیب سا ہوتا تھا۔۔۔ شہوار اگر اسے بغیر

نقاب کے دیکھتی تو شاید پہچان نہ پاتی۔۔۔اس کی آنکھوں کے رنگ کے سوا وہ کچھ نہیں پہچانتی تھی۔۔۔

"مجھے تم سے ایک بات کلیئر کرنی تھی۔۔۔"

شہوار کا دل تو چاہا تھا اس شخص کا منہ توڑ دے جو اس کا ساتھ دینے کے بجائے اسی کے خلاف ہو گیا تھا۔۔۔

"جی فرمائیں۔۔"

اب یہ لڑکی اس کے لیے معتبر تھی کیونکہ یہ اس کے باس کی منکوحہ تھی۔ آج دلاور کی نگاہیں اس کی جانب سے جھکی ہوئی تھیں۔۔۔ہاتھ بھی کمر پر بندھے تھے۔۔۔

"میں نے اس دن سلطان لاشاری کے بارے میں جو بھی کہا تھا وہ غصے میں بولا تھا۔۔۔ اس عورت کے ساتھ وہ جیسے پیش آرہا تھا۔۔۔ اور جس طرح اپنی بیٹی کو ماننے سے انکاری ہو رہا تھا مجھے بہت غصہ دلا گیا تھا۔۔۔ اس عورت اور بچی کو انصاف دلانے کی خاطر ہی میں نے تمہیں وہ سب کہا تھا۔۔ لیکن اب ایسا نہیں ہے۔۔۔ میرے خیالات بدل چکے ہیں سلطان لاشاری کے حوالے سے۔۔ وہ اتنا برا انسان نہیں ہے جتنا میں اسے سمجھ رہی تھی۔۔۔"

یہ ساری باتیں کرتے شہوار کا چہرا لال ہو رہا تھا۔۔۔ وہ جب بھی اپنی ضبط سے زیادہ جھوٹ بولتی تھی تو اس کی یہی حالت ہوتی تھی۔ جس

انسان سے اسے شدید نفرت تھی۔۔۔اس کے بارے میں اتنے اچھے الفاظ اس کا دل برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

اس کی بات پر دلاور نے پل بھر کے لیے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔اور اگلے ہی لمحے چہرا واپس سے جھکا گیا تھا۔۔۔

لال چہرے کے ساتھ الجھی پریشان زدہ سی وہ لڑکی اس لمحے بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔سورج کی کرنے اس کے چہرے پر پڑتیں اسے مزید دلکش بنا رہی تھیں۔۔

"لیکن آپ نے اس دن جو ساری باتیں کی تھیں وہ بالکل ٹھیک تھیں۔۔۔آپ نہ بلاتیں تو میں ابھی خود آپ سے رابطہ کرنے والا

تھا۔۔۔ آپ کی دوست ندا کو سلطان لاشاری نے اغوا کر رکھا ہے۔

باس نے اس لڑکی کو اسی رات ان کے ہاسٹل سے اٹھوالیا تھا جس

رات آپ پر حملہ ہوا تھا۔۔۔ باس کو شاید آپ پر شک ہے۔۔۔ اسی

وجہ سے وہ آپ کی دوست سے بھی پوچھ گچھ کروا رہے ہیں۔۔۔ وہ

ابھی بھی انہیں کے قبضے میں ہیں۔۔۔ آپ کسی طرح انہیں نکلوا

لیں۔"

دلاور کی بات پر شہوار نے بے یقینی کے عالم میں اس کی جانب دیکھا

تھا۔۔۔ سلطان لاشاری کے حوالے سے کیا گیا اس کا یہ شک بھی

درست نکلا تھا۔۔۔

"ندا ٹھیک تو ہے نا۔۔۔اس گھٹیا شخص نے اس کے ساتھ کچھ غلط تو نہیں کیا نا۔۔۔وہ بہت معصوم اور اچھی لڑکی ہے۔۔۔کچھ بھی نہیں جانتی میرے بارے میں۔۔۔"

شہوار کے پاس صرف ایک دوستی کا رشتہ ہی بچا تھا۔۔۔اسے بھی یہ شخص تکلیف دے رہا تھا۔۔۔یہ سنتے ہی شہوار کی نفرت میں کئی گنا اضافہ ہوا تھا۔۔۔

دلاور خاموشی سے اس کی جانب دیکھے گیا تھا۔۔جس کی آنکھوں سے اپنی دوست کی تکلیف کا سنتے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

"پلیز تم اسے وہاں سے نکلوالو۔۔"

شہوار نے اس کی منت کرتے کہا تھا۔۔۔

"میں نہیں جانتا باس نے اسے کہاں رکھا ہوا ہے۔۔۔ وہ صرف ان کی مرضی سے ہی آزاد ہو سکتی ہے۔۔۔ آپ کو ایک مشورہ دوں گا۔۔۔ باس کے ساتھ اپنے تعلقات بہتر کریں فائدے میں رہیں گی۔۔۔ ان سے جتنی ضد لگائیں گی اتنا نقصان اٹھائیں گی۔۔۔ میں چلتا ہوں اب۔۔۔ اس سے پہلے کہ کوئی مجھے یہاں دیکھ جائے آپ کے ساتھ۔۔۔۔"

دلاور ایک بھرپور نظر اس کے پریشانی زدہ چہرے پر ڈالتا وہاں سے پلٹ گیا تھا۔۔۔

"ندا کی بچی بولا تھا کسی کے سامنے کوئی بکواس مت کرنا۔۔اب پھنس گئی نا تم۔۔۔تمہاری وجہ سے اب اس کمینے کے منہ لگنا پڑے گا۔۔۔"

شہوار انگلیاں مروڑتی اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔سلطان لاشاری کے بارے میں یہ سب جان کر اس کے دل میں مزید نفرت پیدا ہو گئی تھی۔۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی جا کر اس شخص کا منہ توڑ دے۔۔۔۔

کافی دیر وہاں کھڑی ندا کو آزاد کروانے کا سوچتے رہنے کے بعد۔۔

زیر لب بڑبڑاتی وہ اندر آئی تھی۔۔۔جب سامنے ڈرائینگ روم میں بیٹھے گھر کے تمام افراد کو دیکھ اس کے قدموں کو بریک لگی تھی۔۔۔

سلطان لاشاری بتول بیگم اور فیروز صاحب کے درمیان ان دونوں کو بازو کے گھیرے میں لیے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔سب لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھری ہوئی تھیں۔۔۔ان سب کو خوش دیکھ شہوار کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔اس کے پیاروں کو اذیت دے کر بھلا یہ سب کیسے خوش رہ سکتے تھے۔۔

"شہوار وہاں کیوں کھڑی ہو بیٹا یہاں آؤ ہمارے پاس۔۔۔"

سلطان لاشاری کی نگاہیں اس کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔اس کی آنکھوں میں شہوار کے لیے عجیب جتاتا ہوا تاثر تھا۔۔کہ اس کے ہوتے ہوئے وہ اس کے خاندان کا بال بھی بیکار نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

ثانیہ بیگم کے پکارنے پر باقی سب بھی اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔جس پر شہوار بھی لبوں پر مصنوعی مسکراہٹ طاری کرتی ان کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

"راحیلہ اپنی بہو کو یہ خاندانی دوپٹہ اوڑھاؤ اور منہ میٹھا کرواؤ سب کا۔۔"

بتول بیگم کی بات پر شہوار نے حیرت بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ ایسا کیوں بول رہی تھیں۔۔کہیں یہ شخص مان تو نہیں گیا تھا۔۔۔اس کے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں۔۔

سلطان کے سامنے بہو کہے جانے پر اس کی رنگت لال ہوئی تھی۔۔۔

اس نے نگاہیں اٹھا کر سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔وہ اب بھی اسے ہی گھور رہا تھا۔۔

اس کی حیران پریشان سی نیلی آنکھوں میں اپنی مسکراتی ڈارک براؤن مقناطیسی نگاہیں گاڑھتا وہ شہوار کی دھڑکنوں میں خوف بھر گیا تھا۔۔۔

راحیلہ لاشاری اٹھی تھیں اور ٹیبل پر رکھے بڑے سے تھال میں سے خاندانی عروسی دوپٹہ اٹھا کر شہوار کو اوڑھا گئی تھیں۔۔ شہوار کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں۔۔

"مبارک ہو سب کو پانچ دن بعد کی تاریخ فکس کی گئی ہے شادی کی۔۔"

فیروز لاشاری نے اپنا فیصلہ سناتے جہاں باقی سب کے اندر خوشی سے ہلچل مچادی تھی۔۔۔ وہیں شہوار کی سانسیں چھین لی تھیں۔۔۔ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے سلطان کی جانب دیکھا تھا۔ جو بتول بیگم کو اپنے سینے سے لگاتا ان کی پیشانی پر لب رکھ رہا تھا۔۔

اس نے شہوار کی نظریں خود پر محسوس کرتے ہوئے بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔اپنے پیاروں کو خوش دیکھ وہ بہت زیادہ خوش تھا۔۔اس لڑکی کی جانب دیکھ کر اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

آئمہ جو ابھی ابھی ہاسپٹل سے لوٹی تھی یہ خبر اس کا دل چیر گئی تھی۔۔اس نے نفرت بھری نگاہوں سے شہوار کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ خود اس وقت گم صم سی اپنے ساتھ ہوتے اس نئے مذاق پر سن بیٹھی تھی۔

"سلطان جلدی سے آکر ہماری بہو کا منہ میٹھا کروائیں۔۔۔ تاکہ پھر ہم باقی سب کا منہ بھی میٹھا کروا سکیں۔۔"

راحیلہ لاشاری نے سلطان کو شہوار کے پہلو میں آنے کا اشارہ کیا تھا۔۔

"مگر میں کیوں۔۔۔؟؟ آپ کروادیں نا۔۔۔"

سلطان نے ایسا کرنے سے انکار کیا تھا۔۔۔ جو دیکھ آئمہ کے دل کو سکون ملا تھا۔۔ یہ بات تو وہ جانتی ہی تھی کہ سلطان اس لڑکی کو بالکل بھی پسند نہیں کرتا تھا۔۔ اسے محسوس ہو رہا تھا یا تو اس شادی نے ہونا نہیں تھا۔۔۔ یا زیادہ دیر چل نہیں پانا تھا۔

"یہ رسم ہے ہماری۔۔ آپ کو پوری تو کرنی پڑے گی۔۔۔ میری خواہش ہے آپ کی شادی میں اپنے سارے ارمان پورے کروں۔۔ آپ کو ہماری کہی ہر رسم پوری کرنی پڑے گی۔۔"

بتول بیگم کی بات کے آگے تو کوئی دوہرائے نہیں بچتی تھی سلطان کے لیے۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔ شہوار نے اپنے گود میں رکھے ہاتھوں کو سختی سے میچ لیا تھا۔۔ اس کا چہرا جھکا ہوا تھا۔۔۔ وہ بہت مشکل سے اس بھاری بھر کم عروسی دوپٹے کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھی۔۔۔

سلطان اس کے قریب آن بیٹھا تھا۔۔۔اس کی دلفریب مہک شہوار کو اپنے حصار میں جکڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔یہ مہک اسے اس وقت اتنی ناگوار گزر رہی تھی کہ وہ اپنی سانسیں تک روک دینے کی خواہاں تھی۔۔

"شہوار بیٹے۔۔"

اس کی دوسری جانب بیٹھی ثانیہ بیگم نے اسے سلطان کی جانب متوجہ کیا تھا۔۔۔

شہوار اس وقت کسی پر بھی کچھ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔اس نے رخ موڑتے سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔جو ہاتھ میں مٹھائی پکڑے

اس کی جانب بڑھائے ہوئے تھا۔ وہاں سپون رکھی گئی تھی مگر اس شخص نے ہاتھ کا استعمال کیا تھا۔۔۔ اپنے نام کے سرخ عروسی دوپٹے کے ہالے میں مقید اس کے حسین چہرے پر نظر پڑتے وہ اپنی جگہ تھم سا گیا تھا۔۔

شہوار کی نیلی آنکھوں میں اذیت کے سائے نمایاں ہوتے انہیں مزید دلنشین بنا رہے تھے۔۔ گداز لبوں کو اضطراری کیفیت میں دانتوں سے نوچتی بالکل لال کر چکی تھی۔۔۔ اس لمحے نجانے کیوں یہ لڑکی اسے ڈسٹرب کر گئی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب

دیکھنے میں اتنے محو تھے کہ ارد گرد بیٹھے اپنے پورے خاندان کی موجودگی کا احساس بھی فراموش کر گئے تھے۔۔

"سلطان آج ہی میٹھائی کھلانی ہے بھابھی کو۔۔۔"

ظہیر نے مسکراہٹ دباتے اسے چھیڑا تھا۔۔ باقی سب بھی لبوں پر محظوظ کن مسکراہٹ سجائے یہ دلفریب منظر دیکھ رہے تھے۔ ان دونوں کی ایک دوسرے کے لیے ناپسندیدگی دیکھ وہ یہی سمجھے تھے کہ دونوں نے شادی سے ہی انکار کر دینا تھا۔۔۔ مگر اس وقت ان کا یہ بے خودی بھرا منظر ان سب کو حیران کرنے کے ساتھ ساتھ خوشی سے ہمکنار کر گیا تھا۔۔۔

ظہیر کی آواز پر سلطان لاشاری ہوش میں آتا اپنی اس بے خودی پر خود کو ہی کوس گیا تھا۔۔۔اسے خود بھی سمجھ نہیں آیا تھا کہ اچانک سے اس کے ساتھ ہوا کیا تھا۔۔اپنے نام کا رنگ پہلی بار اس لڑکی کے وجود پر سجا دیکھ یہ کیسا احساس تھا جو اس کے دل کو جکڑ گیا تھا۔۔

شہوار بھی اس کی مقناطیسی آنکھوں کے سحر سے نکلتی اسے ناگواریت بھری نگاہوں سے تکنے لگی تھی۔۔وہ کیوں اس شخص کے آگے ہپنوٹائز ہو جایا کرتی تھی۔۔۔

سلطان نے مٹھائی اس کی جانب بڑھائی تھی۔۔بے دھیانی میں اس کی انگلیاں شہوار کے لبوں کو چھو گئی تھیں۔۔۔پہلا عمل بے دھیانی

میں ہوا تھا۔۔۔ مگر اس کی اگلے لمحے کی جانے والی حرکت پورے ہوش و حواس میں سرزد ہوئی تھی۔۔۔

اس نے اپنی انگلی سے شہوار کے دانتوں سے نوچے سرخ لبوں کو ہولے سے سہلایا تھا۔۔۔

اس کی اس جرأت پر غصے سے پاگل ہوتی وہ میٹھائی کے ساتھ ساتھ اس کی انگلی بھی اپنے دانتوں میں بری طرح سے کچل گئی تھی۔۔

یہ سب بظاہر ایسے نامحسوس طریقے سے کیا گیا تھا کہ سامنے بیٹھ کر یہ سب دیکھتے گھر والوں میں سے کسی نے ان دونوں کی جان بوجھ کر سرزد کی جانے والی گستاخیوں کو نوٹ نہیں کیا تھا۔۔

سلطان نے بنا کوئی ری ایکشن دیئے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا تھا۔

شہوار نے اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھنے چاہے تھے مگر اسے ایسا کچھ بھی نظر نہیں آیا تھا۔۔ بلکہ وہ چہرے پر دل جلاتی مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ سب لوگ ایک دوسرے کو مٹھائی کھلانے میں مصروف ہو چکے تھے۔۔

"تمہیں لگتا ہے تمہاری اس حرکت کا بدلہ نہیں لوں گا میں۔۔۔ تیار رہنا۔۔۔"

اس کو وارننگ دیتی نگاہوں سے دیکھتا وہ رخ موڑ گیا تھا۔۔۔ جبکہ شہوار کی دھڑکنیں خوف سے تھم سی گئی تھیں۔۔۔ اس تاریک

رات کا منظر شدت سے یاد آتا اس کے وجود پر کپکپی طاری کر گیا تھا۔۔

"آپ سب نے اپنا منہ میٹھا کر لیا ہے۔۔۔اور جس کی شادی ہے اسے کوئی پوچھ ہی نہیں رہا۔۔۔"

سلطان ان سب کو ایک دوسرے کے منہ میں مٹھیاں ٹھونستے دیکھ مصنوعی خفگی خود پر طاری کرتے بولا تھا۔۔۔

شہوار نے اٹھنا چاہا تھا مگر سلطان اس کا ارادہ بھانپتے اس کے دوپٹے کو اپنی مضبوط گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔جو محسوس کرتی وہ اپنی جگہ سے نہیں ہل پائی تھی۔۔۔

"یہ نیک کام تو ہماری دلہن صاحبہ کو کرنا چاہیے۔۔۔ شہوار بھابھی سلطان بھائی کا منہ میٹھا کروائیں جلدی سے۔۔۔"

رانیہ لبوں پر شوخ مسکراہٹ سجائے اپنی جگہ سے اٹھتی میٹھائی کی ٹرے اس کے آگے کر گئی تھی۔۔۔

"سلطان بھائی کو صرف گلاب جامن پسند ہیں۔۔۔۔"

شہوار غصے کے عالم میں اپنی مٹھیاں بھینچے بہت مشکل سے اپنے آپ پر ضبط کیے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا میٹھائی کی جگہ زہر ٹھونس دے اس شخص کے منہ میں۔۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر گلاب جامن اٹھاتے اسے سلطان کی جانب بڑھایا تھا۔۔۔جو آنکھوں میں معنی خیز تاثرات لیے اسے گھور رہا تھا۔۔ شہوار کو لگا تھا شاید اب اس کی انگلیوں کا بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو اس نے سلطان کا کیا ہے۔۔۔۔

اس کے ہاتھ کانپ گئے تھے۔۔

"ڈونٹ وری۔۔۔۔سلطان بھائی اتنے ظالم نہیں ہیں۔۔۔جو آپ نے ان کے ساتھ کیا وہ آپ کے ساتھ نہیں کریں گے۔۔۔"

رانیہ مسکراتے ہوئے اس کے کان میں بولی تھی۔۔۔ شہوار نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اسے یہی لگا تھا کہ اس کی حرکت کا کسی

کو پتا نہیں چلا مگر ان سب کے لبوں پر سجی دبی دبی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ لوگ اس کی حرکت سے بہت اچھی طرح واقف ہیں۔۔۔ شہوار ایک دم سے شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔

جب سلطان نے اس کا کانپتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے میٹھائی کو اپنے منہ میں لیا تھا۔۔۔ شہوار نے خوف سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔ مگر اس نے نہایت ہی شرافت کے ساتھ اس کے ہاتھ کو آزادی بخش دی تھی۔۔۔ میٹھائی کھلاتے وقت شہوار کا ہاتھ اس کی گھنیری مونچھوں سے ٹچ ہوتا اس کے دل میں سنسنی سی پھیلا گیا تھا۔۔۔

شہوار بالکل لال ہو چکی تھی۔۔۔جب اس کی حالت پر رحم کھاتا وہ وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔۔

اس لڑکی کو تنگ کرنے میں ایک انوکھا سا سرور تھا۔۔۔

"اب کیا ہو گا میرا۔۔۔جب مجھے پوری طرح سے اس انسان کی دسترس میں دے دیا جائے گا۔۔۔مجھے کسی بھی طرح اس شادی کو روکنا ہو گا۔۔کچھ کرنا ہو گا۔۔۔۔"

شہوار اس وقت سب خواتین کے گھیرے میں تھی۔۔۔جب اس کی نظر لائبہ کی جانب اٹھی تھی۔۔جو ایک جانب پریشان سی بیٹھی

نظر آئی تھی۔۔ شہوار کے لبوں پر شیطانی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔

"سلطان لاشاری میرے وار کے لیے تیار رہنا۔۔۔"

شہوار کو اس کا شکار مل چکا تھا۔۔۔

"دادی جان مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔"

شہوار کو کسی بھی قیمت پر ندا کو اپنے پاس چاہیئے تھی۔۔۔وہ سلطان کے پاس جا کر اس سے بات کرنے کے حق میں بالکل بھی نہیں تھی۔۔اس وقت شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی اس شخص

سے۔۔۔اس لیے اس نے بتول بیگم سے ہی بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

"جی میری جان بولو۔۔۔"

وہ بہت محبت کے ساتھ اس سے مخاطب ہوئی تھیں۔۔۔بتول بیگم اب بہت حد تک ریکوری ہو چکی تھیں۔۔۔چلنے پھرنے کے علاوہ وہ اپنے وجود کو خود حرکت دینے کے قابل ہو گئی تھیں۔۔

"میری بیسٹ فرینڈ ندا کا اتنے وقت سے کچھ اتا پتا نہیں ہے۔۔۔ نجانے وہ بچاری کس حال میں ہو گی۔۔۔آپ پلیز ان سے کہہ کر اس کو یہاں بلوا لیں نا۔۔۔"

شہوار کی آنکھوں سے آں سو گرے تھے۔۔۔وہ جانتی تھی اس کے آنسو بتول بیگم کے آگے کیا کام کرتے تھے۔۔۔

"ارے رو مت میری گڑیا۔۔۔میں ابھی سلطان سے کہتی ہوں۔۔۔ وہ آپ کی دوست کو لے آئے گا۔۔۔"

بتول بیگم نے فوراً سے سلطان کا نمبر ملایا تھا۔۔۔وہ ابھی روم میں گیا تھا۔۔۔اسے دوبارہ بلوانا انہیں مناسب نہیں لگا تھا۔۔۔

بتول بیگم کی کال اس کے فوراً سے پک کی تھی۔۔۔انہوں نے شہوار کی پریشانی اسے بتاتے اس کی دوست کا پتا لگوانے کا کہا تھا۔۔جس

کے جواب میں نجانے اس نے کیا کہا تھا کہ وہ اثبات میں سر ہلاتے کال کاٹ گئی تھیں۔۔۔

"بیٹے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔سلطان آپ کو اپنے روم میں بلا رہے ہیں۔۔۔۔انہیں آپ کی دوست کی کچھ معلومات لینی ہیں۔۔۔وہ جہاں بھی ہو گی سلطان نے جلد ڈھونڈ لینا ہے اسے۔۔۔"

بتول بیگم کی بات سنتے شہوار نے اپنے لب بھینچ لیے تھے۔۔اسے جتنی گالیاں آتی تھیں۔۔۔اس شخص کو دے ڈالی تھیں۔۔

"گھٹیا، کمینہ۔۔۔۔جان بوجھ کر بلا رہا ہے مجھے اپنے روم میں۔۔۔"

شہوار انکار کرنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر سب کو اپنی جانب دیکھتا پا کر اسے مجبوراً اٹھنا پڑا تھا۔۔۔ یہاں کوئی بھی اس کا ساتھی نہیں تھا جس سے وہ مدد لے سکتی۔۔۔ اسے ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں وہ شخص اسے نقصان نہ پہنچا دے۔۔۔ وہ شخص بہت آرام سے اسے مار کر اپنے اس عالیشان محل کے کسی بھی کونے میں دفنا سکتا تھا۔۔۔

اسے بے اختیار دلاور کا خیال آیا تھا۔۔۔

"مجھے سلطان لاشاری نے ندا کی بات کرنے اپنے روم میں بلوایا ہے۔۔"

اس نے دلاور کو میسج کیا تھا۔۔۔

"آپ کو جانا چاہیے۔۔ آپ کی دوست کا معاملہ ہے۔۔۔"

فوراً سے جواب آیا تھا۔۔۔

"اگر اس نے مجھے نقصان پہنچایا تو۔۔۔"

یہ میسیج لکھتے اس کے ہاتھ کانپ گئے تھے۔۔۔ سلطان لاشاری سے ہونے والی پہلی تمام ملاقاتیں اس کے دل میں ایسا خوف بیٹھا گئی تھیں کہ اس سے اکیلے ملنے کے خیال سے ہی وہ اندر تک لرز اٹھتی تھی۔۔۔

"آپ اچھے سے بات کیجیے گا۔۔۔ وہ کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔"

دلاور اسے اچھے دوستوں کی طرح مشورہ دے رہا تھا۔۔۔ جیسے اس سے بہتر اس کے باس کو کوئی نہ جانتا ہو۔۔

"وہ اس قابل نہیں ہے۔۔۔۔ اس کی جانب دیکھنے کو بھی دل نہیں کرتا۔۔۔ اچھے سے بات کرنا تو دور کی بات ہے۔۔۔"

وہ اس مشورے پر جلن بھن کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

اس میسج کا کوئی جواب نہیں دیا گیا تھا۔۔۔

"تم پلیز روم کے آس پاس ہی رہنا۔۔۔"

اس نے روم کے باہر پہنچتے دلاور کو پھر سے میسج کیا تھا۔۔

"میں یہیں ہوں۔۔۔ میرے ہوتے ہوئے آپ کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

دلاور کا یہ میسیج پڑھ کر شہوار کو تسلی ہوئی تھی۔۔۔ موبائل مضبوطی کے ساتھ ہاتھ میں تھامے اس نے دروازے پر ناک کیا تھا۔۔۔

"آجاؤ۔۔۔۔"

اندر سے اس کی گمبھیر بھاری آواز سنائی دی تھی۔۔۔ شہوار کی دھڑکنیں سمٹی تھیں۔۔۔ اس کی شخصیت کے ساتھ ساتھ اس کی آواز بھی بہت دلکش تھی۔۔۔ شہوار کے دل نے بے اختیار اس

بات کا اقرار کیا تھا۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اپنی اس حرکت پر اسے خود پر شدید تاؤ آیا تھا۔۔۔

وہ دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔ اندر کا ماحول دیکھ اس کا دل عجیب سے انداز میں دھڑکا تھا۔۔ وہ بلیک ٹراؤزر میں ملبوس شرٹ لیس مرر کے سامنے کھڑا خود پر پرفیوم سپرے کر رہا تھا۔۔۔ شہوار کی نگاہیں زمین میں گڑھ گئی تھیں۔۔ خفت کے مارے اس کا چہرا لال ہوا تھا۔۔۔

وہ دروازہ پورا کھول کر وہیں کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔

اس کا یہ خوف دیکھ کچھ لمحوں کے لیے سلطان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ مگر یہ صرف چند سیکنڈز کے لیے ہی تھا۔۔۔ اگلے ہی لمحے وہ چہرے پر سنجیدگی طاری کیے اس کی جانب پلٹا تھا۔۔۔

"دروازہ بند کر کے اندر آؤ۔۔۔"

اس کی سرد ترین آواز شہوار کی سماعتوں سے ٹکراتی اس کے وجود پر لرزا طاری کر گئی تھی۔۔۔

"کیوں۔۔۔۔؟؟ یہیں سے بات کریں۔۔۔"

اس نے فوراً نفی میں سر ہلاتے اس کی جانب دیکھتے گڑبڑا کر پھر سے سر جھکا لیا تھا۔۔۔ کیونکہ اب وہ رخ اس کی جانب موڑے ہوئے

تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کے کسرتی کندھے اور چوڑا سینہ نمایاں ہو رہا تھا۔۔۔

سلطان کو اس کی ٹماٹر کی طرح لال ہوتی رنگت دیکھ اس کے اس گریز کی وجہ سمجھ آئی تھی۔۔۔ وہ گہرا سانس بھرتا سائیڈ پر پڑی اپنی شرٹ اٹھا کر پہن گیا تھا۔۔۔

"مجھے چلا کر بات کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔۔"

اب کی بار اس کا لہجہ مزید سخت ہوا تھا۔۔۔ اس نے خفگی بھری نگاہوں سے خود سے کافی دور کھڑی شہوار کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

شہوار نے ایک نظر اس کی عالیشان کمرے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جس میں اس محل کے بیرونی حصے کا عکس صاف جھلک رہا تھا۔۔۔

ہر شے میں گولڈن رنگ نمایاں تھا۔۔۔اب تک اس نے اس گھر کے جتنے بھی کمرے دیکھے تھے اسے یہ کمرہ سب سے زیادہ پر سکون اور پیارا لگا تھا۔۔۔اس کمرے میں کسی قسم کا مصنوعی پن نظر نہیں آرہا تھا۔۔ شہوار نے یہ جائزہ صرف وہاں اپنے فرار کے لیے کوئی دوسرا راستہ تلاش کرنے کے لیے لیا تھا۔۔۔ مگر اس کمرے میں سجے تمام بیش قیمت انٹیکس سے ہوتیں اس کی نگاہیں مایوسی سے لوٹ

آئی تھیں۔۔۔اسے روم میں اس دروازے کے علاوہ کوئی جائے فرار نظر نہیں آیا تھا۔۔۔

"آپ کو اگر بات کرنی ہے تو یہیں سے کریں۔۔۔"

شہوار اپنی جگہ سے ہلنے سے بھی انکاری تھی۔۔۔اس لڑکی کا یہ ضدی انداز سلطان کو غصہ دلا گیا تھا۔۔۔

"لگتا ہے تمہیں اپنی دوست کی زندگی کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔۔۔"

آنکھوں میں سرد پن لیے اس نے شہوار کو دبے لفظوں میں دھمکی دی تھی۔۔

جس پر شہوار نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ کیا وہ اس کی نفرت میں کسی بے قصور کی جان بھی لے سکتا تھا۔۔۔ شہوار کی نفرت میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔

"اگر میری دوست کو زرا سی خراش بھی آئی تو چھوڑوں گی نہیں میں تمہیں سلطان لاشاری۔۔۔"

وہ اس کے قریب آتے غصے سے دھاڑی تھی۔۔۔ ندا کو اس نے ہمیشہ خود سے دور رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن وہ لڑکی نجانے کیوں جوک کی طرح اس کے ساتھ چپکی رہتی تھی۔۔۔ شہوار نہیں

چاہتی تھی کہ ندا اس کی کسی دشمنی میں پڑے۔۔۔اس نے کبھی ندا کو اپنے حوالے سے کوئی سچ نہیں بتایا تھا۔۔

اس کے باوجود وہ بچاری مشکل میں پھنس گئی تھی۔۔۔

اسے اندازہ ہی نہیں ہوا تھا کہ وہ غصے میں اس شخص کے کتنے زیادہ قریب آگئی ہے۔۔۔

جب سلطان اس کے گستاخانہ لہجے پر اس کی کلائی اپنی مضبوط گرفت میں جکڑتا اسے اپنے قریب پڑے بیڈ پر پھینک گیا تھا۔۔۔اس کی اس جارحانہ حرکت پر شہوار سر کے بل بیڈ پر جا گری تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اٹھ پاتی سلطان اس کے اوپر جھکتا اس کے دونوں ہاتھ کو اپنی گرفت میں قید کر گیا تھا۔۔۔ شہوار نے خوفزدہ نگاہوں سے اسے اپنے اتنے قریب دیکھا تھا۔۔۔ وہ آدھے سے زیادہ آوپر اٹھ چکی تھی۔۔ سلطان کے جھکنے کی وجہ سے اس کا سر واپس بیڈ سے جالگا تھا۔۔۔۔ ان دونوں کے درمیان ایک مناسب فاصلہ برقرار تھا۔۔۔۔ مگر اس کی گرم سانسیں شہوار کو اپنے کندھے پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

اس کی اس تاریک رات میں سرزد کی گئی حرکت کے خیال سے ہی وہ کانپ گئی تھی۔۔۔

"کنزا کہاں ہے۔۔۔؟؟"

سلطان لاشاری کا برفیلا لہجہ اس کی سماعتوں کو منجمند کر گیا تھا۔۔۔

یہ شخص اس کے ساتھ ساتھ اس کی بہن کو بھی مارنا چاہتا تھا۔۔۔

"کبھی نہیں بتاؤں گی۔۔۔"

شہوار کے لہجے میں بھی سنگینی اتر آئی تھی۔۔۔ایک عجیب سی ضد تھی اس کے انداز میں۔۔۔۔

اس کا چہرا سلطان کے چہرے کے بہت زیادہ قریب تھا۔۔۔وہ بہت غور سے اس کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو دیکھ رہا تھا۔۔اس کی کلائیوں پر جمی گرفت بہت ہی بے رحم تھی۔۔

"مجھے بتادو اس کے بارے میں۔۔۔ورنہ اس کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔۔"

سلطان نے اب کی بار اپنے انداز میں زرا سی نرمی اپنائی تھی۔۔۔وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اسے کنزا کی بارے میں صرف شہوار سے ہی پتا لگ سکتا تھا۔۔۔گھر والوں کے سامنے وہ جس طرح ری ایکٹ کرتی تھی۔۔۔۔سب نے پوچھنا ہی چھوڑ دیا تھا۔۔۔

"اسے کوئی خطرہ نہیں پہنچا سکتا۔۔۔۔بہت محفوظ جگہ پر ہے وہ۔۔۔آپ کو اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔میں اچھے سے

جانتی ہوں آپ کتنے زیادہ خیر خواہ ہیں میرے اور میری بہن کے۔۔۔"

شہوار اس وقت اس سے خوف کھائے بغیر اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے نفرت بھرے لہجے میں بولتی سلطان لاشاری کو ایک بار پھر سے اپنی اس نفرت سے منجمند کر گئی تھی۔۔۔

"اگر تم نے مجھے کنزا کے بارے میں نہیں بتایا تو ندا کی موت کی زمہ دار تم خود ہو گی۔"

سلطان نے اپنا آخری وار کیا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی بات سنتے شہوار اس کی آنکھوں میں دیکھتی نفرت سے مسکرا دی تھی۔۔

"آپ میری بھی گردن دبا دیں تب بھی نہیں بتاؤں گی۔۔۔ سلطان لاشاری تم اس دنیا کے آخری انسان بھی رہ جاؤ گے میں تب بھی تم پر بھروسہ نہیں کروں گی۔۔ اتنی نفرت ہے مجھے تم سے۔۔۔'

شہوار خود کو اس سے آزاد کروانے کی کوشش میں ہلکان ہوتی اس وقت اسے اپنے آپے میں نہیں لگی تھی۔۔۔ اگر ہوش میں ہوتی تو کبھی اس طرح اپنی نفرت کا اظہار اس کے سامنے نہ کرتی۔۔

سلطان کچھ لمحے اس کی بھیگی آنکھوں میں دیکھتا رہا تھا۔۔۔ اس کے گلابی ہونٹ بری طرح سے لرز رہے تھے۔۔۔ سلطان کو محسوس

ہو رہا تھا کہ اگر وہ مزید اس لڑکی کے قریب رہتا تو یہ بہادر بننے کی کوشش کر دی اپنے حواس کھو بیٹھتی۔۔۔

اگلے ہی لمحے اس کے اوپر سے اٹھ گیا تھا۔۔۔اس لڑکی کے وجود سے اٹھتی مہک اس کے اعصاب پر سوار ہونے لگی تھی۔۔۔اس کی نازک کلائیوں کا گداز پن سلطان کی بے رحم گرفت کو ڈھیلا کر گیا تھا۔۔

پیشانی مسلتا وہ عجیب سی کیفیت کا شکار ہو چکا تھا۔۔۔دل میں ایک عجیب سا طوفان اٹھنے لگتا تھا۔۔۔

"میری تم پر بہت گہری نظر ہے۔۔۔کچھ بھی ایسا نہ کرنا جس سے تمہاری یہ نازک جان مشکل میں آجائے۔۔۔"

سلطان نے اس کی جانب سے رخ موڑتے اسے وارن کیا تھا۔۔۔وہ اس کی طرف دیکھنے سے گریزاں تھا۔۔۔

"جتنی نظر رکھنی ہے رکھ لو۔۔۔ تمہیں برباد تو میں کر کے رہوں گی۔۔۔"

وہ بیڈ سے اٹھتی اپنی کلائیوں کو سہلاتی زیر لب بڑبڑائی تھی۔۔۔

"کیا کہا تم نے۔۔۔؟؟"

وہ اک دم سے اس کی جانب رخ موڑ چکا تھا۔۔۔ یہ لڑکی آج بار بار اسے اپنی جانب دیکھنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔

"کک کچھ نہیں۔۔۔"

اسے پھر سے اپنے قریب آتے دیکھ شہوار الٹے قدموں پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ سلطان نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ وہ اسے ہمیشہ بہت ہی لائٹ کلرز پہنے نظر آئی تھی۔۔ اس وقت بھی لائٹ پرپل کلر میں وہ بکھرتے بالوں کے ساتھ اس کی تپش زدہ نگاہوں سے گھبراتی خود میں سمٹ گئی تھی۔۔۔

"آئندہ میں اتنے لائٹ کلر میں نہ دیکھوں تمہیں۔۔۔"

سلطان اسے ہر طرح سے زچ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

"میں اپنی لائف اپنی مرضی سے گزارنے کی عادی ہوں۔۔۔"

شہوار فوراً تڑخ کر بولی تھی۔۔۔ اسے اب اس بات کا حوصلہ مل چکا تھا کہ سلطان کنزا کے بارے میں جانے بغیر اسے نہیں مار سکتا تھا۔۔۔ یہی بات اسے ہمت دے گئی تھی۔۔

"اب میری مرضی کے ساتھ گزارنے کی عادت ڈال لو۔۔۔"

اس کا حاکمانہ لہجہ شہوار کو آگ لگا گیا تھا۔۔۔

"بھول ہے آپ کی۔۔۔۔"

اپنی بات کہتی وہ جانے لگی تھی جب سلطان اس کی کلائی واپس سے دبوچتا اسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔وہ سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔"

وہ اس کی گرفت سے نکلنے کے لیے ہاتھ پیر مار رہی تھی۔۔ مگر سلطان اس کے گرد اپنی بانہوں کا مضبوط حصار قائم کرتا اس کا چہرا قریب کر گیا تھا۔۔۔

"سلطان لاشاری ایسے لہجوں اور رویوں کا بالکل بھی عادی نہیں ہے۔۔۔میرے گھر میں، میرے خاندان والوں کے بیچ آکر بہت

ساری غلط فہمیاں پال لی ہیں تم نے۔۔۔ تم آج بھی میرے لیے اہمیت کے قابل نہیں ہو۔۔۔ تمہیں بیوی کی حیثیت سے قبول کر رہا ہوں تو صرف اپنے گھر والوں کی وجہ سے۔۔۔ ورنہ تمہاری اتنی اوقات اب بھی نہیں ہے میری نظر میں۔۔۔ اس خاندان کا خون دوڑ رہا ہے تمہاری رگوں میں اسی لیے اس وقت میرے سامنے کھڑے ہونے اور بول پانے کے قابل ہو تم۔۔۔ اگر تم اسحاق چچا کی بیٹی نہ ہوتی تو اب تک تم جو کر چکی ہو اس کا انتہائی بھیانک انجام بھگت چکی ہوتی۔۔۔۔ پہلی ملاقات بھولی نہیں ہو گی تم ابھی۔۔۔ میرا وہ شک بھی دور نہیں ہوا ابھی۔۔۔ اس لیے کوئی ایسی حرکت مت کرنا جس سے تمہیں اس خاندان کا نام بھی نہیں بچا سکے۔۔۔"

سلطان اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتا دور دھکیل گیا تھا۔۔ جس کی نتیجے میں شہوار پیچھے بیڈ پر جا گری تھی۔۔۔

"مجھے نہ کبھی اس نام کی ضرورت تھی۔۔۔نہ کبھی ہو گی۔۔ اور نہ ہی آپ کی۔۔۔ میری بہت بڑی خوش قسمتی ہو گی کہ آپ مجھے قبول نہ کریں۔۔۔ اپنے کہے ایک ایک لفظ پر قائم رہیے گا۔۔۔"

شہوار کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔ اس کے الفاظ اس کے دلی کیفیت کے بالکل متضاد تھے۔۔ اس شخص کے لہجے میں چھپی حقارت اس کے دل کو بہت بری طرح لہولہان کر گئی تھی۔۔۔ وہ

اس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ مگر آنسوؤں کو نہیں روک پائی تھی۔۔

"تم بھی قائم رہنا۔۔۔ سلطان لاشاری کبھی اپنے کہے سے نہیں پلٹتا۔۔۔"

اس پر ایک قہر آلود نگاہ ڈالتا وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔ اس کے اندر غصے کا طوفان اٹھ رہا تھا۔۔۔ ایک آتش فشاں تھا جو اسے اندر سے جلانے لگا تھا۔۔۔ یہ لڑکی جب سے اس کی زندگی میں آئی تھی اس کی زندگی کا سکون غارت ہو گیا تھا۔۔۔

آج تک کبھی کسی بھی بات سے افیکٹ نہ ہونے والا اس چھوٹی سی لڑکی کے جال میں پھنسنے لگا تھا۔۔۔

وہ چھت پر آگیا تھا۔۔۔

جہاں سیگریٹ پھونکتے نجانے کتنا وقت گزر گیا تھا اسے اندازہ بھی نہیں ہوا تھا۔۔اس کی آنکھوں کے سامنے پورا وقت وہ بھیگا حسین چہرا اور اذیت میں ڈوبی وہ نیلی آنکھیں بسی رہی تھیں۔۔اس نے بہت کوشش کی تھی اس تصور سے نکلنے کی۔۔۔مگر وہ نہیں نکل پایا تھا۔۔۔

وہ پوری رات اس کی وہاں کھڑے کھڑے گذر گئی تھی۔۔۔ دلاور دو بار اس کے پیچے آیا تھا۔۔۔ مگر اسے مخاطب کرنے کی ہمت نہیں کر پایا تھا۔۔۔ وہ شخص بالکل پتھر بنا کھڑا رہا تھا۔۔ شدید ٹھنڈ بھی اس پر کوئی اثر نہیں کر رہی تھی۔۔۔

فجر کی اذان سنتے سلطان جیسے ہوش میں لوٹا نیچے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

وہ اپنے روم کی جانب جا رہا تھا جب اس کی نظر بڑی سے شال میں لپٹی شہوار پر پڑی تھی۔۔۔ اس کا روم گراؤنڈ فلور پر تھا۔۔۔ وہ اتنے

مشکوک انداز میں یہاں کیا کر رہی تھی۔۔۔اس کا رخ دوسری جانب تھا اس نے سلطان کو ابھی تک نہیں دیکھا تھا۔۔۔

جو کوریڈور کے بالکل درمیان میں کھڑا اسے کڑے تیوروں سے گھور رہا تھا۔۔

"کیا کر رہی ہو تم یہاں۔۔۔؟"

سلطان کی آواز پر اس کے قدم زمین میں جکڑے گئے تھے۔۔۔ خوف کے مارے وہ آنکھیں میچ گئی تھی۔۔۔

"اللہ جی یہی شخص ہر بار کیوں۔۔۔"

چہرا اوپر کر کے شکوہ کناں نگاہوں سے چھت کی جانب دیکھتے وہ دانت پیس گئی تھی۔۔ وہ یہاں اپنے ماما بابا کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔ تا کہ وہاں سے اسے کوئی ثبوت مل سکے۔۔ ثبوت تو نہیں ملا تھا۔۔۔ مگر وہ صبح صبح اس شخص کے ہتھے ضرور چڑھ چکی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے فرار ہوتی سلطان اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔۔۔

اس کا غصہ اب کافی حد تھا ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔۔۔۔ پوری رات وہ اس لڑکی کی وجہ سے آنکھوں میں کاٹ کر آیا تھا۔۔۔

اور اب پھر سے وہ اس کے سامنے آگئی تھی۔۔۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے۔۔۔"

شہوار کو مخاطب کرتے اس کے لہجے میں خود ہی سرد پن آن ٹھہرتا تھا۔۔اس کا بازو تھامے وہ اس کا رخ اپنی جانب موڑ گیا تھا۔۔۔

"ماما بابا کے روم میں گئی تھی۔۔۔کیا اب وہاں جانے سے پہلے بھی آپ کی اجازت لینی پڑے گی۔۔"

شہوار اس کی جانب رخ موڑتے خفگی سے بولی تھی۔۔جب اس کی نظر سلطان کورات والے حلیے میں ہی دیکھ ٹھہر سی گئی تھی۔۔اس کی آنکھیں بے حد لال ہو رہی تھیں۔جیسے پوری رات نہ سویا ہو۔۔۔

شہوار کو اپنے بازو پر موجود اس کا ہاتھ بھی دہکتے ہوئے کوئلے کی مانند معلوم ہوا تھا۔۔

جس کا یہی مطلب تھا کہ اسے بہت سخت بخار ہے۔۔۔

"ہمہ ٹھیک ہے۔۔ مگر اتنی صبح اس طرح کمرے سے مت نکلا کرو۔۔۔"

وہ اس پر غصہ کیے بغیر بہت آرام سے کہتا واپس پلٹ گیا تھا۔۔ جبکہ شہوار کتنے ہی لمحے اپنی جگہ پر کھڑی اسے تکتی رہی تھی۔۔۔ اسے وہ اس وقت بہت بدلہ بدلہ سا لگا تھا۔۔۔

"اسے اتنے سخت بخار کیسے ہوا۔۔۔؟؟"

وہ روم میں آگئی تھی۔۔۔ مگر سلطان کی کیفیت اس کے اندر ایک بے چینی سی بھر گئی تھی۔۔۔ وہ بھلا اسے باتیں سنائے بغیر اتنے آرام سے کیسے چلا گیا تھا۔۔۔ بلکہ اتنی نرمی سے بات کر کے گیا تھا۔۔۔

"لگتا ہے اس کی طبیعت کچھ زیادہ ہی خراب ہے۔۔۔"

شہوار کو اندازہ ہی نہیں ہوا تھا کہ وہ اتنی دیر سے اسی کے بارے میں سوچے جا رہی تھی۔۔۔

"مجھے کیا ہے۔۔۔ اسے بخار ہو یا جو مرضی۔۔۔ میرے لیے تو اچھا ہی ہے۔۔۔"

شہوار بیڈ پر لیٹتی آنکھوں پر بازو رکھ گئی تھی۔۔۔

مگر اگلے ہی لمحے بنا کچھ سوچے سمجھے اس نے موبائل اٹھاتے دلاور کو میسج کر دیا تھا۔۔۔

"تمہارے باس کی لگتا ہے بہت زیادہ طبیعت خراب ہے۔۔۔ اسے دیکھ لو جا کر۔۔۔"

میسیج کرنے کے بعد وہ کتنے ہی لمحے موبائل سکرین کو گھورتی رہی تھی۔۔۔

"مجھے اس شخص کی ایک سرے جتنی بھی پرواہ نہیں ہے۔۔۔۔ لیکن یہ شخص میرا حساب دیئے بغیر اتنی آسانی سے نہیں مر سکتا۔۔ اسی لیے دلاور کو میسج کیا ہے میں نے۔۔۔۔"

لیکن اس کے اتنا وقت بیٹھے رہنے کے بعد بھی کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔ اتنی صبح صبح دلاور کو کال کرنا اسے ٹھیک نہیں لگا تھا۔۔۔ اس لیے کچھ دیر وہ کمرے میں جلے پیر کی بلی بنی پھرتی ٹیرس پر آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ آہستہ آہستہ روشنی پھیلنے لگی تھی۔۔۔۔ مگر ابھی پوری طرح سے سورج نہیں نکلا تھا۔۔۔ جب اس کی نظر گیٹ پر سلطان کی سیکورٹی کی گاڑیوں پر پڑی تھی۔۔۔ اس کے گارڈ مستدی کے ساتھ گاڑیوں میں بیٹھے تھے۔۔۔ جب کچھ لمحوں بعد شہوار کو وہ سیاہ لباس میں ملبوس اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ اپنی گاڑی کی جانب بڑھتا نظر آیا تھا۔۔۔

اس کو بہت تیز بخار تھا مگر وہ پھر بھی ناشتہ کیے بغیر صبح صبح جا رہا تھا۔۔۔

شہوار اپنی جگہ کھڑی یک ٹک اسے تکے گئی تھی۔۔

گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے سلطان نے نگاہیں اٹھا کر اس کے ٹیرس کی جانب دیکھا تھا۔۔ اتنے دور سے بھی شہوار اس کی نگاہوں میں اپنے لیے سرد پن محسوس کرتی اپنی جگہ سمٹ گئی تھی۔۔۔

اسے چند سیکنڈز گھورتے رہنے کے بعد گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔۔۔ جس کے ساتھ ہی اس کی ساری گاڑیاں آگے پیچھے باہر نکلنے لگی تھیں۔۔ عجیب سے احساسات میں گھری وہ اندر آ گئی تھی۔۔۔ بستر میں آن

گھستے وہ اپنا چہرا لحاف میں لپیٹ گئی تھی۔۔۔ جیسے اس وقت اپنے آپ کو بھی نہ دیکھنے کی خواہش ہو۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

لاشاری منزل میں آج رونقیں دیکھنے لائق تھیں۔۔۔ آج سلطان اور شہوار کی مہندی کی رسم کی جانی تھی۔۔۔ جس کا انتظام گھر میں ہی بڑے پیمانے پر کیا گیا تھا۔۔ کچھ سیکورٹی ریزنز کی وجہ سے مہندی کا ساری ارینجمنٹس گھر پر ہی کی گئی تھیں۔۔۔۔ جبکہ بارات کے فنکشن کے لیے ہوٹل بک کیا گیا تھا۔۔ ان کی بارات والے دن لائبہ

اور ریحان کا بھی نکاح طے پایا تھا۔۔۔ان کی رخصتی دو مہینے بعد کی تھی۔۔

لائبہ کو آج صبح ہی اچانک سے یہ خبر دی گئی تھی۔۔اس نے جب سے یہ سنا تھا وہ مسلسل رو رہی تھی۔۔۔اس کے رونے کی اصل وجہ صرف شہوار ہی جانتی تھی۔۔اس لیے وہ صبح سے لائبہ کے ساتھ ساتھ ہی تھی۔۔۔

"بھابھی میں بہت محبت کرتی ہوں عثمان سے۔۔۔مر جاؤں گی اس کے بغیر۔۔۔"

لائبہ رو رہی تھی۔۔۔جب شہوار نے اس کے ہاتھ تھام لیے تھے۔۔

"رونا بند کرو لائبہ یہاں کوئی تمہاری محبت کا درد نہیں سمجھنے والا۔۔۔ اگر کسی کو اس بارے میں پتا چل گیا تو وہ کل کے بجائے آج ہی تمہارا نکاح پڑھوا دیں گے۔۔۔"

شہوار نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو بھی لائبہ کے اس ری ایکشن کا پتا چلے۔۔۔ ورنہ اس کا پلان خراب ہو سکتا تھا۔۔

"تو پھر کیا کروں میں۔۔؟؟"

لائبہ نے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔۔ مگر وہ پھر سے بہہ نکلے تھے۔۔۔

"گھر سے بھاگ جاؤ۔۔۔"

شہوار نے بہت سکون سب لائبہ کو مشورے سے نوازا تھا۔۔

"کیا۔۔۔؟؟"

لائبہ کو اس سے ایسے مشورے کی بالکل بھی امید نہیں تھی۔۔

"اگر اپنی محبت کو پانا چاہتی ہو تو اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔۔۔ورنہ پھر اس ان چاہے ساتھی کے ساتھ بندھ کر اپنی پوری زندگی اپنے ہاتھوں آگ میں جھونک دو۔۔۔"

شہوار نے اس کے پاس دوسرا کوئی آپشن نہیں چھوڑا تھا۔۔۔لائبہ عثمان کے ساتھ جانا تو چاہتی تھی مگر اپنے گھر والوں کو چھوڑنے کا حوصلہ نہیں تھا اس میں۔۔۔اسے اس بات سے انکاری ہوتا دیکھ

شہوار کو اپنا پلان چوپٹ ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ اسے لاشاری خاندان کے منہ پر کالک ملنے کا اس سے اچھا موقع نہیں مل سکتا تھا۔۔ وہ اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ یہ سوچ ہی اسے بہت سکون دے رہی تھی کہ لائبہ کے عین نکاح کے وقت گھر سے بھاگ جانے پر سلطان لاشاری کے ساتھ ساتھ اس کے پورے خاندان والوں کے سر جھکنے والے تھے۔۔۔ اور اس طرح اس کی شادی بھی کینسل ہو سکتی تھی۔۔

وہ اس شخص کی چنگل میں پھنسنے سے بچ سکتی تھی۔۔۔ اسے لائبہ کو اس اقدام پر راضی کرنے کے لیے بہت وقت لگا تھا۔۔۔ لیکن اسے

پوری طرح سے راضی ہوتے دیکھ شہوار بہت خوش تھی۔۔۔

لاشاری خاندان کو اس کی جانب سے پہلی بربادی ملنے والی تھی۔۔۔

کل کے دن وہ سلطان لاشاری کو اس کی زندگی کا سب سے بہترین سرپرائز دینے والی تھی۔۔۔

شہوار جس کا صبح تک موڈ سخت آف تھا۔۔۔ کہ آج اسے سلطان لاشاری کے نام کی مہندی لگنے والی تھی۔۔۔ اب ایک دم سے اس کا موڈ بہت زیادہ خوشگوار ہو چکا تھا۔۔۔

"شہوار۔۔۔۔"

شام کے قریب بیوٹیشن کو بلوالیا گیا تھا۔۔۔جو اس کے حسن کو مزید نکھارنے کا کام کر رہی تھیں۔۔یلو اور گرین کلر کے انتہائی خوبصورت امتزاج کے لہنگے میں اس کا نازک سراپا غضب ڈھا رہا تھا۔۔۔اس کی کندھے پر ایک سائیڈ پر یلونیٹ کا دوپٹہ سیٹ کیا گیا تھا۔۔جبکہ سر کے اوپر گرین کلر کا بھاری کامدار دوپٹہ پیچے کی جانب سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔دونوں بازو مہندی سے بھرے ہوئے تھے۔۔۔جواب تقریباً خشک ہو چکی تھی۔۔۔۔مگر اسے فنکشن کے بعد اتارنے کا کہا گیا تھا۔۔۔

موتیے کے پھولوں کا زیرو پہنے وہ لائٹ سے میک اپ میں نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔۔۔اس کے گولڈن براؤن بالوں میں پھولوں کی بیلیں گوندھ کر انہیں آگے کی جانب کندھے پر ڈالا گیا تھا۔۔۔وہ پھولوں اور مہندی کی خوشبوؤں سے مہکتی مرر میں خود کو دیکھنے سے گریزاں تھی۔۔۔۔اس کے دونوں ہاتھوں پر سلطان لاشاری کا نام لکھا گیا تھا۔۔

اس کی کلائیوں میں کھنکھتی اس شخص کے نام کی چوڑیاں جومایوں کی رسم کے دوران اسے پہنائی گئی تھیں۔۔۔وہ پوری طرح سے تیار بیٹھی تھی۔۔۔لان میں مہندی کا بہت شاندار انتظام کیا گیا تھا۔۔۔

مہمان تقریباً سب ہی آ چکے تھے۔۔بیوٹیشن بھی اسے تیار کر کے جا چکی تھیں۔۔۔

وہ اس وقت روم میں اکیلے بیٹھی تھی جب اسے اپنے کانوں میں اپنے نام کی پکار سنائی دی تھی۔۔۔یہ آواز سنتے اس کے پورے وجود میں جیسے خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔اس نے پلٹ کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جہاں کھڑی ندا کو دیکھ اس کے دل میں سکون سا سرایت کر گیا تھا۔۔۔وہ زندہ سلامت اس کے بالکل سامنے کھڑی تھی۔۔ شہوار

اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔جب ندا اس کے قریب آتی اس کے گلے آن لگی تھی۔۔۔

"تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟اس شخص نے تمہیں کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا۔۔"

شہوار نے اپنی جانب سے تسلی کرنی چاہی تھی۔۔ندا سے ملنے کے بعد اسے اپنے سامنے بیٹھاتے وہ اس کا چہرا تھامے پوچھ رہی تھی۔۔۔ندا اس وقت مہندی کے فنکشن کے لیے تیار بالکل ٹھیک تھی۔۔۔اسے دیکھ کر کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ اسے اغوا کیا گیا ہو۔۔

"ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔میری چھوڑو تم یہ بتاؤ یہ سب کیا ہے۔۔۔تمہاری شادی سلطان لاشاری سے ہو رہی ہے۔۔۔مجھے تو یقین نہیں آرہا سلطان لاشاری میرا جیجو بننے والا ہے۔۔۔"

شہوار جو پچھلے اتنے ٹائم سے اس کی پریشانی میں گھلی جا رہی تھی۔۔۔ اس پہلے والی بے فکر اور سلطان لاشاری کی دیوانی ندا کو دیکھ وہ الجھ چکی تھی۔۔۔

"اس گھٹیا انسان نے تمہیں اغوا کیا تھا نا۔۔؟؟"

شہوار کو اب شک ہوا تھا۔۔۔

"ہاں کیا تھا۔۔۔"

ندا نے اس کو غصے سے دانت پیستے دیکھ فوراً سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔

"تو تمہیں اس سے نفرت کرنی چاہیے۔۔۔ مگر تم تو اب بھی اس کے لیے ویسی ہی دیوانی ہو رہی ہو۔۔۔"

شہوار اپنی دوست کی بے وقوفی پر تلملاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

"جہاں مجھے اغوا کر کے رکھا گیا تھا نا وہ میرے اس فضول سے ہاسٹل سے لاکھ گنا پیاری جگہ تھی۔۔۔ اور تینوں ٹائم جو کھانا دیا جاتا تھا مجھے ایسے لگتا تھا کسی فائیو سٹار ہوٹل میں رکھا گیا ہے۔۔۔ میرا تو دل ہی نہیں کر رہا تھا کہ میں وہاں سے آؤ۔۔۔ سلطان سر تو بس ایک بار ہی

ملنے آئے تھے مجھ سے۔۔ تمہارے بارے میں تھوڑی سی باتیں کی اور پھر دوبارہ ایک بار بھی نہیں آئے۔۔۔ کیا پرسنیلٹی کے یار ان کی۔۔۔ کتنی لکی ہو تم۔۔۔؟؟"

ندا نے اسے ساری تفصیل بتائی تھی۔۔۔ جو سننے کے بعد شہوار ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ یہ کیسا اغوا تھا۔۔۔ وہ اس کی خاطر یہاں ہلکان ہوتی رہی تھی اور یہ لڑکی وہاں سلطان لاشاری کی کمپنی ملنے کی خواہاں تھی۔۔

"کیا بات کی تھی میرے بارے میں۔۔۔؟؟"

شہوار نے اپنی طرف سے لہجہ سرسری سا رکھا تھا۔۔۔

"یہی کہ تمہارے ساتھ کب سے ہوں۔۔۔کیا کیا جانتی ہوں تمہارے بارے میں۔۔۔"

ندا کی باتوں پر وہ محض سر ہلا گئی تھی۔۔۔وہ کیا کیا سوچے بیٹھی تھی ندا کے حوالے سے مگر اس شخص کا رویہ تو بالکل ہی مختلف نکلا تھا۔۔۔شہوار کی دھڑکنوں میں ایک عجیب سا ساز آن ٹھہرا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے سب کزنز پھولوں کے دوپٹے کے سائے میں لیے نیچے آگئی تھیں۔۔۔وہاں کون کون تھا وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔اسے بس اتنا اندازہ ہوا تھا کہ وہاں ابھی سلطان لاشاری موجود نہیں تھا۔۔۔

اسے سٹیج پر لا کر بیٹھا دیا گیا تھا۔۔۔ گھر کے سب افراد اس کے واری صدقے جا رہے تھے۔۔۔ ثانیہ بیگم اور راحیلہ بیگم کئی بار اس کی نظر اتار چکی تھیں۔۔ شہوار کی نگاہیں بار بار انٹرنس کی جانب اٹھ رہی تھیں۔۔

اتنے سارے لوگ موجود تھے۔۔۔ مگر اس کی نگاہیں صرف ایک انسان کی منتظر تھیں۔۔۔ ایک ہفتہ گزر چکا تھا اس نے سلطان کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔ شاید وہ اس کے بعد گھر ہی نہیں لوٹا تھا۔۔۔۔۔

"اچھی بات ہے نہ آئے۔۔ میں کیوں سوچ رہی ہوں اس کے بارے میں۔۔۔"

شہوار نے فوراً سے اپنے دل کی سرزنش کی تھی۔۔

"اماں جان سلطان کی کال آئی تھی شام کو۔۔۔وہ کہہ رہا تھا میں مصروف ہوں بہت زیادہ۔۔۔شاید آج نہ آپاؤں۔۔۔"

ریاض لاشاری اب تک اسی کوشش میں تھے کہ وہ آجائے۔۔۔ مگر اب وہ کال ہی پک نہیں کر رہا تھا۔۔۔

"سلطان لاشاری کی اگر من پسند دلہن ہوتی تو وہ آتا بھی مہندی میں۔۔۔۔اب تمہیں دیکھنے کیوں آئے گا۔۔۔اتنی اوقات ہے تمہاری سلطان کی نظر میں۔۔۔"

آئمہ لبوں پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے اس کے قریب آن بیٹھی تھی۔۔۔ شہوار کی نگاہیں موڑ کر آگ اگلتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"تم من پسند تھی تو میری جگہ پر ہونا چاہیے تھا تمہیں۔۔۔۔یوں حسرت بھری نگاہوں سے سلطان لاشاری کے نام پر سجی دلہن کو دیکھ کر آہیں نہ بھر رہی ہوتی تم۔۔۔"

شہوار نے بھی فوراً حساب بے باک کیا تھا۔۔

"زیادہ دیر تک نہیں ٹک پاؤ گی تم سلطان کی زندگی میں۔۔۔"

آئمہ اپنی نفرت کو باہر آنے سے نہیں روک پائی تھی۔۔۔جب اسی لمحے سلطان نے وہاں قدم رکھا تھا۔۔۔وائٹ کلر کے کرتا شلوار اور گردن میں گرم شال ڈالے وہ فیروز لاشاری کے ساتھ شاہانہ چال چل کر آتا سب کی توجہ اپنی جانب کھینچ گیا تھا۔۔

"میں جانتی ہوں میں نے زیادہ وقت نہیں ٹکنا اس کی زندگی میں۔۔ مگر تم سے وعدہ ہے میرا کہ تمہیں تو اس کی زندگی سے پوری طرح سے بے دخل کر کے ہی نکلوں گی۔۔۔"

شہوار کی نگاہیں سلطان لاشاری پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔جس نے اب تک ایک بار بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔وہ سب لوگوں سے

مل رہا تھا۔۔۔اس کے لبوں پر بہت ہی دلفریب مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔

"تم اتنی اوقات نہیں رکھتی۔۔۔"

آئمہ نے بھی یہ بات نوٹ کرلی تھی کہ سلطان نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔

"مجھے چیلنج مت کرو۔۔۔اگر میں اپنے پر آگئی تو سلطان لاشاری کے دل و دماغ پر ایسے قابض ہو جاؤں گی کہ وہ دوسری جانب دیکھنے کے بھی قابل نہیں رہے گا۔۔۔ پھر ہاتھ ملتی رہنا تم۔۔۔"

شہوار کی نگاہیں اس کے خوبرو چہرے پر جمی تھیں۔۔۔۔ آئمہ کی باتوں کا اثر تھا یا کچھ اور۔۔۔ مگر اسے اب سلطان کا اپنی جانب نہ دیکھنا غصہ دلا رہا تھا۔۔۔

"تم ایسا کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔"

آئمہ بظاہر پورے اعتماد سے بولی تھی مگر اس کے لہجے میں خوف واضح تھا۔۔۔

"مجھے سلطان لاشاری کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔۔۔ اس لیے میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔۔ لیکن میں کیا کر سکتی

ہوں۔۔۔اس کی ایک جھلک ابھی تھوڑی دیر بعد تمہیں دیکھنے کو مل جائے گی۔۔۔"

شہوار کا لہجہ مسکراتا ہوا تھا۔۔۔ آئمہ کو اس لمحے خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بول پاتی۔۔۔سلطان اسی لمحے سٹیج کی جانب بڑھا تھا۔ فیروز لاشاری اور باقی سب مرد حضرات بھی اس کے ساتھ ہی تھے۔۔۔۔۔خواتین پہلے سے سٹیج پر موجود تھیں۔۔۔ سٹیج پر قدم رکھتے سلطان کی نگاہیں اس کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل گیا تھا۔۔۔ شہوار صوفے پر ایک کونے پر چپکی بیٹھی تھی۔۔۔اسے یہی لگا تھا کہ جو شخص اس کی

بتول بیگم ان دونوں کو ایک ساتھ بیٹھے دیکھ واری صدقے جا رہی تھیں۔۔۔وہ سلطان لاشاری کے پہلو میں بیٹھی کوئی نازک سی گڑیا ہی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

"سلطان ہماری شہوار کیسی لگ رہی ہے۔۔۔۔"

ثانیہ بیگم سمیت تقریباً تمام لوگ ہی سلطان کا اس کی جانب نہ دیکھنا نوٹ کر چکے تھے۔۔۔اس کا ایک ہفتے سے گھر سے غائب رہنا اور اب ایک بار انکار کر کے اتنے لیٹ گھر پہنچنا سب کے دلوں کو خدشات سے بھر گیا تھا۔۔۔سلطان ہمیشہ سے اسحاق لاشاری کی فیملی

کے اس گھر میں آنے کے خلاف رہا تھا۔۔۔ان سب کو ابھی یہی خوف لاحق تھا کہ کہیں وہ اس شادی کو روک نہ دے۔۔۔

"میں نے ابھی دیکھا نہیں۔۔۔۔"

ثانیہ بیگم کے پوچھنے پر وہ صاف گوئی سے بولا تھا۔۔۔ شہوار کی چہرے کے آگے پیلے رنگ کا نیٹ کا گھونگھٹ کیا گیا تھا۔۔۔چہرا جھکا ہونے کی وجہ سے وہ اسے ٹھیک سے نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔

"تو اب دیکھ کر بتادیں۔۔۔"

اس کا خوشگوار موڈ دیکھ کر سب اس کے آگے بولنے کی ہمت کر پارہے تھے۔۔ راحیلہ لاشاری کے کہنے پر وہ بہت ہی فرصت کے

ساتھ اس کی جانب مڑ کر بیٹھا تھا۔۔۔ شہوار کا دل زور سے دھک دھک کرنے لگا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھوں کی لرزش بھی واضح تھی۔۔۔

جب سلطان نے اس کا گھونگھٹ اٹھا دیا تھا۔۔۔ اور اگلے ہی لمحے اس کے دل کی دنیا جیسے ہل کر رہ گئی تھی۔۔۔ وہ نیلی پری اس وقت پیلو اور گرین لہنگے میں ملبوس دونوں کلائیوں کو اس کے نام کی مہندی سے سجائے۔۔۔ اسے نفرت کا نہیں محبت کا پیکر لگی تھی۔۔۔ اس کی رقص کرتی جھکی پلکوں کو دیکھتے اس کا دل بے اختیار ان نیلی آنکھوں کو دیکھنے کا خواہاں ہوا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے شہوار نے بھی نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ دونوں کی نگاہوں کا تصادم اس وقت ان کے دل کے حالات میں بگاڑ پیدا کر گیا تھا۔۔

"ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔ اللہ بری نظر سے بچائے۔۔۔"

اپنے والٹ میں موجود نوٹوں کی دھتی نکالتا وہ اس کے سر سے وار گیا تھا۔۔۔ شہوار پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کا یہ عمل دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیا یہ شخص حواسوں میں تھا۔۔۔ اس کی اس حرکت پر ہر زور دار ہوٹنگ ہوئی تھی۔۔

بتول بیگم کے دل کو ایک دم سے سکون ملا تھا۔۔۔

سلطان ان کی جانب دیکھ کر مسکرایا تھا۔۔۔ جبکہ شہوار اس شخص کے کیے جانے والے اس عمل کی وجہ سمجھتی پھیکا سا مسکرادی تھی۔ وہ صرف اپنے گھر والوں کو مطمئین کرنے کے لیے یہ سب کر رہا تھا۔۔۔ شہوار کے چہرے کی رنگت ایک دم سے زرد ہوئی تھی۔۔ وہ اپنا رخ موڑ چکا تھا۔۔۔ سب لوگ ایک ایک کر کے رسم کرتے نیچے سٹیج سے نیچے اتر رہے تھے۔۔

جبکہ شہوار ایسے ہی گم صُم سی بیٹھی رہی تھی۔۔۔

"مل لیا اپنی دوست سے۔۔"

رش کم ہوتے ہی وہ اس سے مخاطب ہوا تھا۔۔ مگر شہوار نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ اسے بے پناہ غصہ آرہا تھا اس شخص پر۔۔۔ پہلی بار اس کا رونے کو دل چاہ رہا تھا۔۔۔

"اگر رونے کو دل چاہ رہا ہے تو میرا کندھا مل سکتا ہے۔۔۔"

اس کے گرد بازو کا گھیرا بناتے وہ اس کے نازک وجود کو اپنے ساتھ لگا گیا تھا۔

"مر جاؤں گی مگر اس کندھے کی طلب نہیں کروں گی۔۔۔"

شہوار زہر خند لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔۔

اس نے سلطان کا بازو اپنے گرد سے جھٹکنا چاہا تھا مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔۔۔

"تو پھر میرے اگنور کرنے پر اتنی تڑپ کیوں رہی تھی۔۔۔؟؟"

سلطان لاشاری کا لہجہ بالکل بے تاثر تھا۔۔۔ آج اس کا سرد پن غائب تھا۔۔ اس کے ایک دم ٹھیک اندازے پر شہوار کی دھڑکنیں ساکت ہوئی تھیں۔۔۔ تو کیا وہ اس کی جانب نہ دیکھ کر بھی اسی کے دھیان میں تھا۔۔

"آپ کے لیے تڑپنے سے بہتر ہے میری سانسیں رک جائیں۔۔"

شہوار کا دل چاہ رہا تھا وہ اسے بھی ویسے ہی نفرت سے جلائے جیسے وہ جل رہی تھی۔۔ مگر سلطان لاشاری کا آج یہ پر سکون انداز اسے پاگل کر رہا تھا۔۔

"ہر وقت مرنے مارنے کی باتیں کیوں کرتی رہتی ہو۔۔۔ ابھی تو بہت وقت تک جینا ہے تم نے میرے ساتھ۔۔۔ سلطان لاشاری کے وارث پیدا کرنے ہیں۔۔۔ اتنی آسانی سے نہیں مرنے دوں گا تمہیں میں۔۔۔"

اس شخص کی بے باکی پر شہوار کی رنگت لال انگارہ ہوئی تھی۔۔۔

وہ کیا بول رہا تھا اسے اندازہ بھی تھا اپنی بات کا۔۔

اس شخص کے اپنے گرد موجود اس مضبوط حصار پر شہوار کا دل عجیب سے احساسات میں گھرنے لگا تھا۔۔

اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے سلطان اسے اپنی مضبوط پناہ گاہ کو احساس دلا رہا ہو۔۔۔اس کی گرفت میں آج نہ تو سختی تھی اور نہ ہی کسی قسم کی بے رحمی۔۔۔

جو شخص اس کی سانسیں چھیننا چاہتا تھا وہ اسے یہ تحفظ کا احساس کیوں بخش رہا تھا۔۔۔۔

اچانک شہوار کی نظریں سامنے کھڑی آئمہ کی جانب اٹھی تھیں۔۔ جو خونخوار نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔اس کی حالت دیکھ

شہوار کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔اسے اپنی جانب دیکھتا پا کر شہوار کے چہرے پر دل جلاتی مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔

آئمہ کو دکھانے کے لیے اس نے اپنا چہرا سلطان کی جانب موڑا تھا۔۔۔اسی لمحے سلطان بھی اسے کچھ کہنے کے لیے جھک رہا تھا۔۔۔

شہوار کے رخ موڑنے اور اس کے جھکنے کے نتیجے میں سلطان کے لب اس کے لبوں کو چھو گئے تھے۔۔۔یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ وہ دونوں ہی نہیں سنبھل پائے تھے۔۔۔اس کے اعنابی لبوں کی تپش زدہ لمس اور گھنی مونچھوں کی چبھن شہوار کو اپنے لبوں پر محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس کے پورے وجود میں ایک کرنٹ سا دوڑ گیا تھا۔۔

وہ ایک دم سے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ سلطان خود اس کی گداز لبوں کا یہ آدھا ادھورا لمس محسوس کرتا اپنی لال ہوتی آنکھوں اور سلگتی کنپٹی کو مسلتا فوراً پیچھے ہوئے تھا۔۔ وہ کتنے مضبوط نفس کا مالک تھا اس بات کا اندازہ اسے اس مقام پر ہوا تھا۔۔۔

اگر اس وقت وہ لوگوں سے بھری محفل میں کہ بیٹھے ہوتے تو وہ شاید ضبط کے یہ پہرے بیٹھاتا بھی نہیں۔۔۔

یہ لڑکی اس کا ضبط بہت بری طرح سے آزما گئی تھی۔۔ آج پھر سے نیند شاید آنکھوں میں کٹنی تھی۔۔۔

وہ اپنے اندر اٹھتے طوفان کو دباتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔۔اس کے اٹھتے ہی شہوار کے دل کو بھی جیسے کوئی آرام ملا تھا۔۔۔جو مسلسل دھک دھک کرتا اسے بری طرح سے ہلکان کر چکا تھا۔۔۔

مزید کچھ دیر رسمیں ہوتی رہی تھی۔۔۔جبکہ سلطان سٹیج کے قریب بھی نہیں آیا تھا۔۔۔وہ دور رہا تھا۔۔مگر شہوار کو گاہے بگاہے اس کی گرم نگاہوں کی تپش محسوس ہوتی رہی تھی۔۔۔مگر اب کی بار شہوار نے اس کی جانب دیکھنے کی ہمت نہیں کی تھی۔۔۔

"میں تھک گئی ہوں مجھے اپنے روم میں جانا ہے۔۔۔۔"

شہوار کو اپنے دل کی کیفیت عجیب ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔وہ اس وقت تنہائی چاہتی تھی۔۔سلطان لاشاری کی نظروں سے چھپ جانا چاہتی تھی۔۔۔اس شخص کے ہونے سے اسے فرق پڑ رہا تھا جو کہ نہیں پڑنا چاہیے تھا۔۔۔

اس کے کہنے پر بتول بیگم نے اسے فوری طور پر روم میں بھیجوا دیا تھا۔۔۔

ثانیہ بیگم اسے لے کر اندر آ رہی تھیں جب سامنے ہی سلطان فون پر بات کرتا نظر آیا تھا۔۔باہر میوزک اور لوگوں کی وجہ سے بہت شور تھا۔۔۔اس لیے وہ کال سننے اندر آ گیا تھا۔۔۔

اس کی نظر بھی شہوار اور ثانیہ بیگم پر پڑ چکی تھی۔۔۔

جو لہنگا سنبھالے بہت مشکل سے چل رہی تھی۔۔وہ مہندی کی دلہن بن کر ہی اتنا غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔کل کے دن تو اس نے سلطان لاشاری کے دل کی مزید تباہی مچا دینے تھی۔۔۔یہ سوچ کر ہی وہ اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل گیا تھا۔۔۔مگر ثانیہ بیگم کو بتول بیگم کی جانب سے یہی ہدایت ملی تھی کہ جتنا ہو سکے ان دونوں کو ایک ساتھ لانے کی کوشش کی جائے۔۔

ثانیہ بیگم کا دھیان سلطان کی جانب گیا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے ان کے ہاتھ میں موجود شہوار کا لہنگا پھسل گیا تھا۔۔۔ جو شہوار کے پیروں میں آتا اسے لڑکھڑا گیا تھا۔۔

"آہ۔۔۔۔"

شہوار گرتے گرتے بچی تھی۔۔۔ اس کی کراہ سنتا وہ پھر سے پلٹا تھا۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔؟؟"

وہ دیکھ شہوار کی جانب رہا تھا مگر اس نے پوچھا ثانیہ بیگم سے تھا۔۔۔

فون پر ہوتی اہم کال کی جانب سے تو پہلے ہی اس کا دھیان ہٹ گیا تھا۔۔۔

"شہوار بہت تھک گئی تھی۔۔ اسے روم میں چھوڑنا تھا۔۔۔ مجھ سے سنبھالا نہیں جا رہا۔۔۔ لڑکیاں ساری باہر ناچ گانے میں مصروف ہیں۔۔۔ آپ چھوڑ آتے ہیں شہوار کو اس کے روم میں۔۔۔"

ثانیہ بیگم کی بات پر شہوار نے بے یقینی سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اسے ایسے بیچ راہ میں دھوکا دے جائیں گی۔۔۔ اس سے بہتر تھا وہ ندا کو ساتھ لے آتی۔۔ لیکن اس کی تو

ابھی دوست میں ان لوگوں کے بیچ آکر بدل گئی تھی۔۔۔اسے شہوار سے زیادہ یہ شاندار شادی انجوائے کرنی تھی۔۔

اور بچاری جس انسان کی نظروں سے بچنے کے لیے وہ اندر آئی تھی۔۔یہ اسے اسی کے حوالے کر رہی تھیں۔۔

"نن نہیں میں خود چلی جاؤں گی۔۔۔"

شہوار نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔۔اس کا یہ گریز اور انکار سلطان لاشاری کو ایک ضد سی دلا گیا تھا۔۔۔ہی لڑکی کیا سمجھتی تھی کہ وہ اس کے لیے مرا جا رہا تھا۔۔

"آپ جائیں پھوپھو جان۔۔۔ یہ میری دلہن ہیں ان کو سنبھالنے کی زمہ داری بھی میری ہی ہونی چاہیے۔۔۔"

سلطان لاشاری اس کی جانب دیکھتا موبائل پاکٹ میں رکھتا اس کے قریب آگیا تھا۔۔۔ جبکہ ثانیہ بیگم ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ مسکراتیں وہاں سے نکل گئی تھیں۔۔۔ سب لوگ ہی باہر تھے۔۔۔ گھر کے اندر اس وقت کوئی نہیں تھا۔۔ شہوار کا دل بے اختیار خوف سے دھڑک اٹھا تھا۔۔

"میں ابھی آپ کی دلہن نہیں ہوں۔۔۔ یہ بات کل کیجیئے گا۔۔ اور میں خود جا سکتی ہوں۔۔۔ پلیز راستہ چھوڑیں۔۔۔"

شہوار کو اس کا خود پر اتنا استحقاق جمانا غصہ دلا گیا تھا۔۔۔

جب سلطان درمیانی فاصلہ طے کرتا اس کے قریب ہوا تھا۔۔ شہوار نے پیچھے ہونا چاہا تھا لہنگے میں الجھنے کی وجہ سے وہ پھر سے لڑکھڑا گئی تھی۔۔ مگر اس بار سلطان لاشاری نے اپنا مضبوط بازو اس کی کمر کی حمائل کرتے اسے گرنے سے بچاتے اپنے قریب کر لیا تھا۔۔۔

آج تو یہ لڑکی کچھ زیادہ ہی مہک رہی تھی۔۔۔ اس کے مہندی سے سجے دودھیا بازو ہوش بھلا رہے تھے۔۔۔ مہندی کہیں کہیں سے ابھی بھی گیلی تھی۔۔ اس کے گلے میں پھولوں کی مال ڈال کر اس کی بیوٹی بون کو چھپایا گیا تھا۔۔ گولڈن براؤن بالوں سے اٹھتی پھولوں

کی مہک سلطان لاشاری کو بار بار اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی۔۔

گداز گلابی لب جن کا آدھا ادھورا لمس ابھی بھی اپنے لبوں پر محسوس کرتا وہ جیسے پھر سے بے قرار ہوا تھا۔۔۔

"تم آج سے نہیں بیس سال پہلے سے میری دلہن بنا دی گئی تھی۔۔۔"

سلطان لاشاری نے اسے جتانا ضروری سمجھا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی بات پر شہوار کی آنکھوں میں جیسے زخم سے اتر آئے تھے۔۔ اگر وہ اس کی تھی تو بیس سال سے کہاں تھا وہ۔۔۔ وہ کس درد اور اذیت میں رہی

تھی۔۔۔اس کا ویسا خیال کیوں نہیں رکھ پایا تھا جیسا اپنے گھر والوں کا رکھتا تھا۔۔

انہیں زرا سی خراش نہیں پہنچنے دیتا تھا۔۔اور اسے مروانے کے لیے اب تک نجانے کتنے غنڈے بھیج چکا تھا۔۔کہ اسے اپنی شناخت تک چھپا کر رہنا پڑا تھا۔۔۔شہوار اس لمحے چاہ کر بھی اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے بھرنے سے نہیں روک پائی تھی۔۔سلطان اس کے بے پناہ قریب کھڑا اس کی آنکھوں کے یہ بدلتے جذبات دیکھ رہا تھا۔۔ان نیلی آنکھوں کا درد اسے شدت سے محسوس ہوا تھا۔۔

"میں جانتی ہوں میری بد قسمتی کا وقت بیس سال پہلے سے شروع ہو چکا ہے۔۔۔تب سے گمنامی کی زندگی گزارتی آئی ہوں۔۔اور آگے بھی اسی دنیا میں گم ہو جانے کا ارادہ رکھتی ہوں۔۔"

شہوار نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اپنے ارادوں سے آگاہ کر گئی تھی۔۔ جو سلطان کی آنکھوں میں خون اتار گئے تھے۔۔۔

"اب تمہارے ساتھ صرف وہی ہو گا جو میں چاہوں گا۔۔۔"

وہ اسے باں ہوں میں اٹھائے اس کے روم کی جانب بڑھنے لگا تھا۔۔ جبکہ شہوار اس کے ایک دم سے اتنے قریب آجانے کی وجہ سے گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔۔اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں آن

ٹھہری تھیں۔۔۔ کیونکہ وہ شخص سامنے سے زیادہ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"مطلب بہت جلد اپنی موت کی تیاری کرلوں میں۔۔۔"

اس نے جیسے ہی روم میں لاکر شہوار کو نیچے اتارا اس نے اپنا جواب دینا ضروری سمجھا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ سلطان لاشاری کے عشق میں مر مٹنے کی تیاری کرلو۔۔۔"

سلطان اس کے حسین سراپے کو گہری بے باک نگاہوں سے دیکھتے وہاں سے جانے کے لیے پلٹا تھا۔۔۔

"یہ دن میرے مرنے کے بعد بھی نہیں آئے گا۔۔۔"

شہوار کا لہجہ نم آلود تھا۔۔ جو سلطان کے قدموں کو وہیں جکڑ گیا تھا۔۔۔ نجانے اس لڑکی کو ہر وقت اپنے مرنے کی باتیں کرنے میں اتنا مزا کیوں آتا تھا۔۔۔ لیکن اس وقت سلطان کو اس کی بات انتہائی ناگوار گزری تھی۔۔

وہ اس کی جانب پلٹتا اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے اپنے سے قریب تر کرتے اس کے مسلسل گستاخی کرتے لبوں پر جھکا تھا اور شہوار کی صحیح معنوں میں جان نکال کر رکھ گیا تھا۔۔۔ ان لبوں کے ادھورے لمس نے اس کے اندر ایک طوفان برپا کر رکھا تھا۔۔۔ جس کے زیر اثر آج اس کی پوری

رات برباد ہونی تھی۔۔۔وہ ابھی اسے یہ لمس بخشنے کے حق میں نہیں تھا۔۔۔وہ اس لڑکی کو ابھی اتنا معتبر نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ مگر اس لمحے نجانے کس احساس کے زیر اثر وہ خود کو روک نہیں پایا تھا۔۔۔

شاید اسے شہوار کی کہی جانے والی بات ہی اتنی بری لگی تھی۔۔وہ اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈیلتا اس کے نازک وجود کو پوری طرح سے اپنے حصار میں جکڑے کھڑا تھا۔۔۔ شہوار کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔ دھڑکنیں جیسے ساتھ چھوڑنے لگی تھیں۔۔۔اس کی مہندی سے سجی ہتھیلیاں سلطان کے وائٹ کرتے

پر عین سینے کے مقام پر اپنے نشان پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کے کرتے پر بھی مہندی کے نقش و نگار بن چکے تھے۔۔۔

اس شخص کا یہ شدت بھرا لمس سہنا اس نازک جان پر بھاری پڑنے لگا تھا۔۔۔ وہ جی جان سے لرز اٹھی تھی۔۔۔ اس کی رکتی سانسوں کو محسوس کرتے سلطان نے ان گداز ہونٹوں کو دھیرے سے آزاد کر دیا تھا۔۔ اور گہری نگاہوں سے پہلے سے بھی زیادہ حسین دکھتے اس کے گلابیاں چھلکاتا چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔ شہوار گہری گہری سانسیں لیتے اپنا چہرا جھکا گئی تھیں۔۔۔ وہ اس سے دور نہیں ہٹیں تھی۔۔۔

اس کی شرٹ کو گریبان سے پکڑے وہ اس کے ساتھ لگی کھڑی رہی تھی۔۔ سلطان کی نگاہیں بے تابی سے اس کی اس بیوٹی بون کی تلاش میں تھیں۔۔۔ جسے دیکھنے کے لیئے اس نے شہوار کی گردن سے اس کی مالا اتار دی تھی۔۔۔ اس شخص کی مسلسل بڑھتی جسارتوں پر شہوار ایک دم سے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ مگر اپنی کمر پر موجود اس کی مضبوط گرفت پر وہ ایسا نہیں کر پائی تھی۔۔۔

اس سے نگاہیں اٹھانا محال ہو رہا تھا۔۔۔ دھڑکنیں تو جیسے آج ہر حد پار کر چکی تھیں۔۔۔ اسے کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ شخص اتنی جرأت کر جائے گا۔۔۔ اسے ابھی تک اپنے ہونٹ جلتے ہوئے

محسوس ہوئے تھے۔۔۔۔ابھی بھی اس کو لمس اسے اپنے لبوں پر ٹھہرا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔۔چہرا اتنا لال ہو چکا تھا جیسے ابھی خون چھلک پڑے گا۔۔

اس کی یہ حالت دیکھ سلطان لاشاری کو اپنے دل و دماغ میں ایک سرور سا اترتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

"سلطان لاشاری آپ۔۔۔۔"

شہوار نے کچھ بولنا چاہا تھا مگر سلطان نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھتے اسے بولنے ہی نہیں دیا تھا۔۔۔اس کا موڈ اس وقت انتہائی خوشگوار ہو چکا تھا۔۔وہ پھر سے غصے کا شکار نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔۔

"تمہاری مہندی پر میرا نام کہاں لکھا ہے۔۔۔"

وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر اپنی آنکھوں کے سامنے کرتے بولا تھا۔۔۔ جبکہ شہوار آنکھیں پھاڑے اس کی جانب ایسے دیکھ رہی تھی جیسے اس کی دماغی حالت پر شبہ ہو۔۔۔ وہ بات ایسے کر رہا تھا جیسے ان دونوں کے درمیان بہت اچھے تعلقات ہو۔۔۔ محبت کی شادی ہو رہی ہو ان کی۔۔۔

سلطان بھی اس کی کیفیت سمجھتا قہقہہ لگا گیا تھا۔۔۔ جبکہ شہوار تو اس کی ہنسی میں کھو سی گئی تھی۔۔ یہ شخص ہنستے ہوئے کتنا وجیہہ لگتا تھا۔۔

مگر اگلے ہی لمحے اپنی اس سوچ پر لعنت بھیجتی وہ اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل گئی تھی۔۔

"لگتا ہے میری ایک حرکت نے ہی تمہاری ساری بہادری اور نفرت کہیں غائب کر دی ہے۔۔۔ سوچو کہ جب پورے حق سے تمہیں اپنے اندر اتاروں گا تو کیا حال ہو گا تمہارا۔۔۔ تمہارے بال بہت خوبصورت ہیں۔۔۔ ان میں کل بھی ایسے ہی پھول ڈالنا۔۔۔ میں ان کی خوشبو کو بھرپور طریقے سے محسوس کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"

اس کے بالوں پر جھکتا وہ ان کی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارتا شہوار کو لڑکھڑانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔ اس کا چہرا تپ اٹھا تھا۔۔۔ وہ

شخص صرف اس کے بالوں کی مہک کو ہی نہیں اس کی دھڑکنوں کو بھی محسوس کر گیا تھا۔۔۔

"پلیز۔۔۔۔"

شہوار کی کپکپاتی آواز سلطان لاشاری کو ہوش کی دنیا میں کھینچ لائی تھی۔۔۔اس نے چہرا اٹھاتے ایک نظر شہوار کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو آنکھیں موندے اس وقت حال سے بے حال ہوئی کھڑی تھی۔۔۔ایک بھرپور نظر اپنی زرا سی شدتوں پر اس لرزتی کانپتی دوشیزہ پر ڈالتا وہ اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کے اس پر حدت لمس پر شہوار کتنے ہی لمحے اپنی آنکھیں میچے وہیں کھڑی رہی تھی۔۔۔یہ شخص کیا کر رہا تھا اس کے ساتھ۔۔۔کیا کوئی نیا کھیل کھیلنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

یہ کیسا اثر چھوڑ رہا تھا اس کے دل پر۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

"سلطان لاشاری تم بہت برے ہو۔۔۔تم اپنے لفظوں پر قائم نہیں رہ رہے۔۔۔۔تم نے کہا تھا مجھ جیسی عام لڑکی تمہارے معیار کی نہیں ہے۔۔میں تمہاری یہ بات اچھے سے سمجھتی ہوں۔۔مجھے تمہارے معیار کا بننا بھی نہیں ہے۔۔۔مجھے تمہاری زندگی میں حصہ داری بھی

نہیں چاہیے۔۔۔مجھے نفرت کرنی ہی تم سے صرف نفرت۔۔۔۔تم میرے قریب آکر مجھ سے میری نفرت بھی چھیننا چاہتے ہو مجھ سے ایسا تو نہیں ہونے دوں گی میں۔۔۔تم میری نفرت کے قابل ہو۔۔۔صرف نفرت ہی پاؤ گے میری۔۔۔"

شہوار ارد گرد سے بے خبر دروازے میں کھڑے سلطان لاشاری کو نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔جو اس کی ساری باتیں سنتا چہرے پر سرد تاثرات سجائے وہاں سے پلٹ گیا تھا۔۔۔

وہ بالکل ٹھیک کہہ رہی تھی۔۔۔اسے یہی تو سب بول رکھا تھا اس نے۔۔پھر کیوں اب اس کے آگے خود کو ہار رہا تھا وہ۔۔۔سلطان

لاشاری کے اندر ایک بار پھر سے احتساب کی جنگ چھڑ چکی تھی۔۔۔

مگر آج نجانے کیوں دل سکون میں تھا۔۔۔ آج کوئی اضطراری کیفیت کوئی بے چینی نہیں تھی۔۔۔

دل و دماغ سکون میں تھے۔۔۔

جس سکون کی وجہ سمجھتا سیگریٹ دبائے اس کے لب دلکشی سے مسکرا دیئے تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"بھابھی مجھے بہت زیادہ ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ کیا میں جو کر رہی ہوں وہ ٹھیک ہے۔۔۔؟؟ گھر والے مجھے اس کے لیے کبھی معاف کر پائیں گے۔۔۔"

لائبہ اور شہوار سیلون میں تیار ہونے آئی ہوئی تھیں۔۔۔ شہوار نے بہت ہی ہوشیاری کے ساتھ باقی کسی کو بھی ساتھ آنے سے منع کر دیا تھا۔۔۔ مگر باہر کھڑی گارڈز کی بھاری نفری سے چھٹکارا انہیں مل پایا تھا۔۔ کیونکہ انہیں وہاں سلطان لاشاری نے بھیجا تھا۔۔۔ جس کی حکم عدولی کرنا اس گھر کے لوگ گناہ سمجھتے تھے۔۔

"تو پھر سوچ لو۔۔ تمہیں ساری زندگی اپنے گھر والوں کی خوشی دیکھ کر برباد کرنی ہے یا پھر اپنی محبت کو چن کر اپنے دل کا سکون چاہیے ہے۔۔۔"

شہوار کی بات سن کر لائبہ گم صم سی ہوئی تھی۔۔

اس کا یوں کمزور پڑنا شہوار کے دل کو ہولا رہا تھا۔۔۔ اس لڑکی پر اس کے اپنی بہت انرجی ضائع کی تھی۔۔۔ اس کی اپنی شادی بھی لائبہ کے فیصلے پر ہی ٹکی ہوئی تھی۔۔۔

"ٹھیک ہے میں عثمان کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔ میں اسے میسج کر رہی ہوں۔۔"

شہوار کی مسلسل کچھ دیر کی کوششوں کے بعد لائبہ پھر سے مان چکی تھی۔۔۔ شہوار کو تیار کر دیا گیا تھا۔۔۔ اگلی بار لائبہ کے تیار ہونے کی تھی۔۔۔ جب شہوار نے بیوٹیشن سے کچھ دیر ریسٹ کرنے کا وقت مانگتے لائبہ کو ملازمہ کو حلیہ دیتے ان سب سے نظر بچا کر وہاں سے نکال دیا تھا۔۔۔

لائبہ بڑی سے چادر اور عام کا حلیہ بنائے سیلون کے احاطے سے باہر آگئی تھی۔۔۔ جہاں سامنے ہی عثمان ایک جانب گاڑی کھڑی کیے اسی کا منتظر تھا۔۔ عثمان کو دیکھتے اس کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔۔۔ مگر دل خوف کے مارے بند ہو رہا تھا۔۔۔۔

شہوار کے مسلسل میسیجز آرہے تھے۔۔۔

"بھابھی میں عثمان کے پاس پہنچ چکی ہوں۔۔۔ تھینک یو سو مچ میری اتنی مدد کرنے کے لیے۔۔۔"

لائبہ کا میسیج پڑھتے شہوار کے لب دلکشی سے مسکرا اٹھے تھے۔۔۔ دل اندر کہیں ملامت کر رہا تھا۔۔۔ مگر وہ سلطان لاشاری اور اس کے خاندان والوں کی متوقع بے عزتی کا سوچتے اس گلٹ کو اندر ہی دبا گئی تھی۔۔۔ آج اس گھر کے لوگوں کو وہ پہلا زخم دے گئی تھی۔۔۔ اسی طرح آگے بھی وہ ایک ایک کر کے وہاں کے لوگوں کو ٹوٹی ہوئی مالا کے موتیوں کی طرح بکھیرنے کو ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

"میم آپ کو باہر لینے آ گئے ہیں۔۔۔وہ وہ دوسری دلہن کہاں گئی۔۔۔۔"

شہوار نے ہوٹل پہلے پہنچنا تھا۔۔اس کے بعد لائبہ کو لے جایا جانا تھا۔۔۔مگر بیوٹیشن وہاں صرف شہوار کو بیٹھے دیکھ گھبرا گئی تھی۔۔

"ڈونٹ وری وہ واش روم میں ہیں۔۔۔"

شہوار اپنا سرخ ہیوی لہنگا سنبھالتے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔اس کا دو آتشی حسن کے نظارے آج بالکل ہی قیامت خیز تھے۔۔۔سر سے پیر تک اسے سلطان لاشاری کے نام پر سجایا گیا تھا۔۔۔

دو لڑکیاں اسے سنبھالتے باہر لائی تھیں۔۔اسے لگا تھا شاید کوئی گھر کا اور فرد اسے لینے آیا ہو۔۔۔

مگر سامنے تھری پیس میں ملبوس سلطان لاشاری کو کھڑے تھے اس کے وجود میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔جو سینے پر بازو باندھے یک ٹک اسے کی دیکھ رہا تھا۔۔

اس کی خمار آلود نگاہیں شہوار کے سراپے سے ہٹنے سے انکاری تھیں۔۔۔بلڈ ریڈ کلر کے بھاری کامدار لہنگے میں وہ پور پور سجی اس لمحے سلطان لاشاری کو دنیا کے تمام حسن کو مات دیتی محسوس ہوئی

تھی۔۔اس نے بالوں کو سلطان کے کہے کے مطابق ہی سیٹ کروایا تھا۔۔

وہ چلتا ہوا شہوار کی جانب بڑھتا اپنی چوڑی مضبوط ہتھیلی اس کی جانب بڑھا گیا تھا۔۔۔آج خلافِ معمول شہوار بھی بہت خوش لگی تھی اسے۔۔۔اس کی نیلی آنکھوں کی چمک دیکھنے لائق تھی۔۔جو سلطان کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔یہ لڑکی اس سے شادی ہونے پر تو اتنی خوش بالکل بھی نہیں تھی۔۔۔

اس کے بڑھے ہاتھ کو دیکھتے بنا کسی پس پشت کے شہوار نے اپنا مہندی اور انگوٹھیوں سے سجا مومی ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔۔۔

"تم اپنا سحر مجھ پر پھونک کر مجھے میرے ارادوں میں ناکام بنانا چاہتے ہو نا۔۔۔اب میں تمہارا کھیل تمہیں پر الٹ دوں گی سلطان لاشاری۔۔۔۔مجھے کمزور لڑکی سمجھنے کی بہت بڑی غلطی کر بیٹھے ہو تم۔۔"

اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے اپنے نازک ہاتھ میں محسوس کرتی وہ اس کی پر حدت گرفت پر ایک لمحے کے لیے جذبز ہوئی تھی۔وہ دونوں

ہی ایک دوسرے کے بچھائے جال میں بہت آسانی سے پھنس رہے تھے۔۔۔

شہوار کا بھاری لہنگا اس سے نہیں سنبھالا جا رہا تھا۔۔۔ جب سلطان نے آگے کو جھکتے اس کا لہنگا ایک سائیڈ سے تھام لیا تھا۔۔ اس کی یہ حرکت شہوار پر سکتہ طاری کر گئی تھی۔۔۔ سلطان لاشاری اس کے آگے جھک رہا تھا۔۔۔ اس کے اتنی کیئر کر رہا تھا۔۔۔ شہوار کا حلق تک خشک ہوا تھا۔۔۔

مقابل کے وجود سے اٹھتی دلفریب مہک اس کے اعصاب پر بری طرح اثر انداز ہو رہی تھی۔۔۔ یہ شہزادوں جیسی آن بان رکھنے والا

شخص اس وقت اپنی وجاہت سے بھرپور مقناطیسی شخصیت کے ساتھ دنیا کی ہر شے کو فراموش کیے صرف اسے توجہ دے رہا تھا۔۔۔

اگر اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اپنی قسمت پر نازاں کرتی خوشی سے پاگل ہو جاتی۔۔۔

مگر وہ در شہوار تھی۔۔۔ جس نے اپنی زندگی میں بہت تکلیفیں دیکھی تھیں۔۔ جس نے سلطان لاشاری کی نفرت میں اپنی سانسیں رکتی دیکھی تھیں۔۔۔ جس نے اپنا سب کچھ گنوا دیا تھا۔۔ جس کے لیے اس دنیا کا ہر انسان دھوکے اور فریب سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔۔۔۔

جو مر تو سکتی تھی مگر سلطان لاشاری پر بھروسہ نہیں کر سکتی تھی۔۔تو کیسے اس وقت اپنی قسمت پر نازاں ہوتی۔۔۔اس کے دل پر اس وقت قیامت برپا ہو رہی تھی۔۔۔لیکن وہ دل کے ہر ساز کو دباتی پتھر بنی تھی۔۔۔

سلطان نے گاڑی کے قریب پہنچتے اسے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا دیا تھا۔۔ وہ اس کی جانب جھک کر اس کا سیٹ بیلٹ باندھتا ایک دم سے اس کے بہت قریب آ گیا تھا۔۔شہوار کو اس کی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس ہوئی تھیں۔۔۔اس نے بے اختیار اپنا چہرا دوسری جان موڑنا چاہا تھا۔۔۔جب اسی لمحے سلطان بھی کوئی شے اٹھانے

کے لیے آگے کو جھکا تھا۔۔۔ جس کے نتیجے میں شہوار کے سرخ لپسٹک سے سجے ملائم ہونٹ سلطان کے گال سے ٹکرا گئے تھے۔۔۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ سلطان لاشاری اپنی جگہ ساکت اسے تکنے لگا تھا۔۔۔ کیونکہ بظاہر دیکھنے میں یہی لگا تھا کہ شہوار نے یہ حرکت جان بوجھ کر کی ہے۔۔۔ شہوار نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کے گال پر سجے اپنے ہونٹوں کے سرخ نشان کو دیکھ رہی تھی۔۔

اس کی رنگت مارے خفت کے لال ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ سلطان لاشاری کی آنکھوں میں اترتی بے باکی اسے بری طرح سے گھبراہٹ کا شکار کر گئی تھی۔۔۔

"خود مجھے چھیڑتی ہو اور پھر روتی بھی خود ہی ہو خاص لڑکی۔۔۔۔

اب آہستہ آہستہ تم سلطان لاشاری کے معیار پر آنے لگی ہو۔۔۔"

اس کے کان کی لوح پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتا وہ اگلے ہی لمحے اپنے عمل سے شہوار کو سختی سے اپنی آنکھیں میچنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔وہ اس کے گلابی گال پر جھکتا وہاں اپنے پر شدت لبوں کے ساتھ ساتھ اپنی مونچھوں کی دل میں اتری چبھن چھوڑتا شہوار کے گال کو بری طرح سے لال کر گیا تھا۔۔۔اس کے اس جارحانہ لمس پر شہوار کسمساتی اس کے کوٹ کو اپنی مٹھی میں جکڑ گئی تھی۔۔۔

شہوار کو اس کے لفظوں کے ساتھ ساتھ اس کا لمس بھی ہلا کر رکھ گیا تھا۔۔۔

شہوار کا دل بہت زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔۔اس غیر ہوتی حالت دیکھ سلطان سیدھے ہوتے گاڑی سٹارٹ کر گیا تھا۔۔

"میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا۔۔۔۔"

اپنے اندر کی خفت مٹانے کے لیے اس پر واضح کرنا ضروری سمجھا تھا اس نے۔۔۔

"مگر میں نے جان بوجھ کر کیا ہے۔۔۔"

سلطان لاشاری اب پوری توجہ سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔وہ آج تک کبھی کسی کے لیے اس طرح ڈرائیور نہیں بنا تھا۔۔۔اس کے بہت قریبی لوگوں کے بھی یہ کام دلاور ہی کرتا تھا۔۔۔ آج دلاور یا کسی بھی اور کو بھیجنے کو دل نہیں مانا تھا۔۔

اس لڑکی کی ان حشر سامانیوں کا اندازہ تھا اسے۔۔۔

اس کے اس بے دھڑک اقرار پر شہوار لب ہی بھینچ گئی تھی۔۔۔

اس شخص کو کچھ بھی کہنا فضول تھا۔۔

مگر پورا راستہ وہ کن اکھیوں سے اس کی جانب تکے گئی تھی۔۔۔وجہ دل کی بے قراری نہیں بلکہ اس کے گال پر سجے اپنی لپسٹک کا نشان تھا۔۔۔جو بہت واضح طور پر ہونٹوں کی شیپ میں بنا ہوا تھا۔۔

شہوار نے بہت بار اسے بتانے کے لیے لب وا کیے تھے۔۔مگر دل کی ایک دم سے زور پکڑتی دھڑکنوں پر گھبرا کر وہ لب دانتوں تلے دبا دیتی تھی۔۔۔

گاڑی ہوٹل کے احاطے میں پہنچ چکی تھی۔۔۔سب مہمان وہاں پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔۔۔اب انہیں کا انتظار تھا۔۔۔

"ایک منٹ رکیں پلیز۔۔۔۔"

سلطان گاڑی سے نکلنے لگا تھا جب شہوار کی روہانسی آواز نے اسے روک دیا تھا۔۔۔ شہوار کو بالکل بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اسے کیسے بتائے۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔؟؟"

سلطان اس کی اس گھبراہٹ اور پریشانی کی وجہ جانتے ہوئے بھی انجان بنا تھا۔۔۔ اسے لڑکی کو ستانے میں بہت مزا آنے لگا تھا۔۔ وہ جتنا اسے اگنور کرنے کی کوشش کرتی تھی۔۔۔ سلطان اسے اتنی ہی اپنی جانب متوجہ کر دیتا تھا۔۔۔ پورا راستہ وہ اس کی نگاہیں خود پر اٹھتی محسوس کر چکا تھا۔۔

"وہ آپ کے گال پر۔۔۔"

شہوار کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ رہی تھیں۔۔اگر یہ شخص اس طرح سب کے سامنے چلا جاتا تو اس نے تو شرم سے ڈوب مرنا تھا۔۔۔ندا نے ہی نہیں چھوڑنا تھا اسے۔۔۔ایک جانب اس سے نفرت کا اظہار کرنے والی دوسری جانب اسی کے چہرے پر اپنے ہونٹوں کے نشان ثبت کر رہی تھی۔۔۔

"کیا ہے میرے گال پر۔۔؟؟"

سلطان لاشاری ایسے انجان بنا تھا جیسے واقعی کچھ نہ جانتا ہو۔۔۔اس لڑکی کی یہ غیر ہوتی حالت اسے پھر سے کوئی گستاخی کرنے پر اکسا رہی تھی۔۔۔

"وہ۔۔۔۔وہ لپسٹک۔۔۔۔"

شہوار کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔

اس نے سامنے رکھے ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر سلطان کی جانب بڑھا دیئے تھے۔۔۔جس پر سلطان نے اس کی گہری نیلی دلنشین آنکھوں میں جھانکتے اس کے ہاتھ کو اپنی مضبوط گرفت میں لیتے اپنے گال پر لگی لپسٹک صاف کی تھی۔۔۔

اس کی گرفت پر شہوار کے ہاتھ کانپ گئے تھے۔۔۔

اس کی آنکھوں میں چھپا تاثر شہوار کی دھڑکنوں کو سمٹنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

اس کا ہاتھ اپنے بازو پر رکھتا وہ اسے لیے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ جہاں ان پر ایک دم سے پھولوں کی برسات کر دی گئی۔۔۔ اس شخص کی معیت میں چلتے لوگوں کی ستائشی نگاہیں خود پر اٹھتی محسوس کرتی وہ جیسے اندر سے پگھل رہی تھی۔۔۔ اس کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔۔۔ دھڑکنوں میں ہلچل سی ہونے لگی تھی۔۔۔

اس کی گرفت سلطان کے بازو پر مضبوط ہوئی تھی۔۔۔

اگر اس شخص نے اسے مارنا ہی تھا۔۔۔ تو اسے اتنی عزت کیوں دے رہا تھا۔۔۔ وہ تو اسے عام لڑکی ہی سمجھتا تھا۔۔۔ پھر اتنی اہمیت کیوں دے رہا تھا۔۔

شہوار کا دل بوجھل ہوا تھا۔۔۔ وہ جو ابھی اس کے ساتھ کر چکی یہ بے عزتی برداشت کرنے کے بعد اس شخص نے اس کی جانب دیکھنا بھی نہیں تھا۔۔۔

شہوار نے چہرا موڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ اسی لمحے سلطان نے بھی کسی احساس کے زیرِ اثر اس کیطرف دیکھا تھا۔۔۔ نگاہوں کا یہ تصادم دونوں کے دلوں پر بہت گہرا اثر چھوڑ گیا تھا۔۔۔

شہوار کو اس کی مقناطیسی نگاہیں مسکراتی معلوم ہوئی تھیں۔۔۔

کیا یہ شخص اس جیسی عام لڑکی کے ساتھ شادی کرنے پر خوش تھا۔۔؟؟

شہوار اس بات پر یقین نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔

اسے سنبھالتے وہ اپنے ساتھ لیے سٹیج پر جا کر بیٹھا تھا۔۔۔ فوٹو گرافر ان کی تصویریں بناتا انہیں عجیب و غریب قسم کے پوز بنانے کا کہہ رہا تھا۔۔۔ شہوار کی رنگت لال ہو چکی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا کہ شخص اسے زچ کرنے کے لیے یہ سب کرے گا۔۔۔

مگر وہ فوٹو گرافر کو سرد نگاہوں سے گھورتا وہاں سے جانے کا اشارہ کرتا شہوار کو مزید حیران کر گیا تھا۔۔۔۔

"سلطان لائبہ کا کچھ پتا نہیں چل رہا۔۔۔۔وہ سیلون میں بھی نہیں ہے۔۔۔اور موبائل بھی آف ہے اس کا۔۔۔۔"

حشمت لاشاری پریشانی کی حالت میں ان کے قریب سٹیج پر آئے تھے۔۔۔ان کی تڑپ اور پریشانی دیکھ شہوار کے دل کی سکون سا اتر گیا تھا۔۔۔اس کی نگاہیں فیروز لاشاری اور باقی سب پر تھیں۔۔جن کے چہروں پر اس وقت ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔۔۔اتنے سارے

مہمانوں کے بیچ عزت کا جنازہ نکلنے کے ساتھ ساتھ بیٹی کے غائب ہونے کی تکلیف ان سب کے چہروں سے واضح تھی۔۔۔۔

شہوار کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔وہ اتنے وقت سے ان لوگوں کے ایسے تکلیف زدہ چہرے ہی تو دیکھنے کی خواہش مند تھی۔۔۔اس نے نگاہیں موڑ کر سٹیج پر ہی ایک جانب ظہیر اور حشمت لاشاری کے ساتھ کھڑے سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو کال ملا تا گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں پھر سے وہی سرد پن اترا ہوا تھا۔۔جو شہوار جو خوفزدہ کر کے رکھ دیتا تھا۔۔۔

اس کی نگاہوں پر شہوار کی مسکراہٹ ایک دم سے سمٹی تھی۔۔۔ اس نے چہرے پر مصنوعی پریشانی طاری کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر ناکام ہی رہی تھی۔۔۔کیونکہ سلطان کی آگ اگلتی نگاہیں اسے گھبراہٹ میں مبتلا کر رہی تھیں۔۔

وہ ایک دم سے نگاہیں جھکا گئی تھی۔۔وہ جانتی تھی سلطان لاشاری اسی پر ہی شک کرے گا۔۔۔وہ زیادہ دیر اس کے سامنے اداکاری

نہیں کر سکتی تھی۔۔۔اس نے اب تک اپنا ہر داؤ بہت مہارت سے کھیلا تھا۔۔۔ مگر آج نجانے کیوں وہ اس شخص کی نگاہوں سے اپنے آپ کو چھپا نہیں پا رہی تھی۔۔۔

"یہ جس طرح مجھے دیکھ رہا ہے آج میری خیر نہیں ہے۔۔۔ لیکن میں نہیں مانوں گی۔۔ میں نے کیا کیا ہے بھلا اس کی بہن خود بھاگ کر گئی ہے۔۔۔'

وہ اپنے آپ کو تسلی دیتی کانفیڈنس کے ساتھ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

جب اسی لمحے اسے سلطان دوبارہ سے اپنے ساتھ آکر بیٹھتا محسوس ہوا تھا۔۔۔اس نے حیرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جس کی مقناطیسی آنکھیں کسی بات پر مسکرا رہی تھیں۔۔۔

"سامنے دیکھیں محترمہ۔۔۔میں نے آپ سے کہا تھا۔۔۔آپ میرے ہوتے ہوئے میرے خاندان کے کسی بھی فرد کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔۔۔"

سلطان نے اس کی جانب سرد ترین نگاہوں سے دیکھتے اسے سامنے متوجہ کیا تھا۔۔۔شہوار نے اپنی گردن اس جانب گھمائی تھی۔۔۔جہاں اسے حشمت لاشاری اور فیروز لاشاری کے درمیان چل کر

آتی لائبہ دکھائی دی تھی۔۔۔یہ منظر دیکھ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔

یہ کیسے ہو سکتا تھا۔۔۔؟؟

لائبہ کو تو اس نے خود بھگایا تھا۔۔۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔"

اس لب بے یقینی کے عالم میں ہلے تھے۔۔۔جبکہ ہمیشہ کی طرح اس کی بڑبڑاہٹ اتنی اونچی ضرور تھی کہ سلطان لاشاری کی زیرک سماعتوں تک با آسانی پہنچ چکی تھی۔۔۔

"سلطان لاشاری کو کچھ زیادہ ہی خونخوار بھیڑیا سمجھ لیا ہے تم نے۔۔۔ میں محبت کا دشمن نہیں ہوں۔۔۔ اور اپنی ہی بہن کی دل کی بربادی تو کسی قیمت پر ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔ تم ابھی میرے آگے بہت کچی کھلاڑی ہو مسز در شہوار سلطان۔۔۔۔ آئندہ کوئی ایسا وار کرنا جس کو سنبھالنے کی طاقت نہ رکھ پاؤں میں۔۔۔ ایسے چھوٹے موٹے وار سلطان لاشاری کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔۔۔۔"

وہ بظاہر بہت نارمل تاثرات کے ساتھ بول رہا تھا۔۔۔ مگر اس کے لہجے میں چھپی شعلوں کی لپک شہوار کو جھلسا کر رکھ گئی تھی۔۔۔ اس کا دل بہت بری طرح سے کانپ رہا تھا۔۔۔

اپنے پلان خراب ہونے کے ساتھ ساتھ اس شخص کے سامنے اپنا سچ آنے پر وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہو چکی تھی۔۔۔اب وہ اسے نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔۔ شہوار کو اس لمحے وہ پہلی ملاقات والا سلطان لاشاری ہی لگا تھا۔۔۔۔جو اپنے دوست کے حوالے سے صرف شک کی بنیاد پر اس کی گردن دبوچ گیا تھا۔۔۔اس کی تقریباً سانسیں چھین چکا تھا۔۔۔ آج تو اس نے سلطان کے خاندان کے ہی فرد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

اب وہ اسے کسی قیمت پر نہ چھوڑتا۔۔۔

خوف کے عالم میں اس کی آنکھوں میں اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔۔سلطان اس کے پاس سے اٹھ گیا تھا۔۔

لائبہ کے نکاح کی رسم شروع ہو چکی تھی۔۔۔

جب شہوار نے تانیہ بیگم کو اپنا ڈریس ٹھیک کرنے کا کہتے ڈریسنگ روم میں جانا چاہا تھا۔۔

"میں رانیہ کو کہتی ہوں وہ آپ کو لے جاتی ہے۔۔۔"

تانیہ بیگم نے فوراً سے رانیہ کو بلاتے اسے اوپر لے جانے کا کہا تھا۔۔۔۔

"بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ۔۔۔ سلطان بھائی کی نظریں تو ہٹ ہی نہیں رہیں آپ سے۔۔۔"

رانیہ نے اس کے حسین روپ کو دیکھتے دل سے تعریف کی تھی۔۔ شہوار نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں اب بھی نمی اتری ہوئی تھی۔۔

وہ کیا بتاتی اسے کہ وہ شخص اسے محبت سے نہیں نفرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"میں کچھ دیر ریسٹ کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ آپ نیچے چلی جاؤ۔۔۔"

شہوار کا ارادہ یہاں سے فرار ہونے کا تھا۔۔۔ جس کے لیے اس نے رانیہ کو نیچے بھیج دیا تھا۔۔۔ مگر اس بات سے انجان کہ وہاں کوئی انسان پہلے سب اس کی طاق میں کھڑا تھا۔۔۔ جیسے ہی رانیہ وہاں سے نکلی اس کے نیچے جاتے ہی روم کے دروازے کو باہر سے بند کر دیا گیا تھا۔۔۔

شہوار رانیہ کے نکلتے ہی پانچ منٹ بعد اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔ وہ چینج کر کے جانا چاہتی تھی مگر یہاں اس کا کوئی سامان نہیں تھا۔۔۔

"کیا مصیبت ہے۔۔۔ یہ ندا کی بچی کوئی کام ٹھیک سے نہیں کرتی۔۔۔ میرا بیگ قدر کیا اس نے۔۔۔"

شہوار کو غصہ آیا تھا۔۔ اس کی دوست کبھی کوئی کام ٹھیک نہیں کرتی تھی۔۔۔وہ خفگی کا شکار ہوتی اسی حلیے میں باہر نکلنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔جب دروازہ کھولنے کی کوشش کرتے وہ اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔۔

دروازہ باہر سے لاک کر دیا گیا تھا۔۔

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے بند دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔ تو اس کا مطلب سلطان اس کے اس ارادے بھی واقف ہو چکا تھا۔۔ شہوار کی آنکھوں میں خوف بڑھ گیا تھا۔۔۔

اس نے دروازہ ناک کرنے کی کوشش کی تھی مگر کوئی اس جانب ہوتا تو کھولتا۔۔۔وہ ایریا پہلے ہی خالی کروادیا گیا تھا۔۔اس کے علاوہ وہاں اوپر ابھی کوئی زی روح موجود نہیں تھا۔۔۔۔

شہوار دروازہ بجاتی مسلسل چلا رہی تھی جب اس کے کانوں میں سائرن کی آواز آئی تھی۔۔۔چاروں جانے اونچی آواز میں خطرے کا الارم بجنے لگا تھا۔۔۔

یہ الارم ہوٹل میں آگ لگنے یا پھر کسی ایسی ہی ناگہانی صورتحال میں آن کیا جاتا تھا۔۔

کیا ہونے والا تھا اس ہوٹل میں۔۔۔اور اس کے ساتھ۔۔۔۔

شہوار کی آنکھوں میں موت کا سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

لائبہ کا نکاح ہوتے ہر جانب مبارک سلامت کا شور اٹھا تھا۔۔۔

سلطان کی ہر وقت شہوار اور اس کے گرد و نواح پر بہت گہری نگاہ رہتی تھی۔۔ اسے شہوار کی مہندی سے لے کر بارات والے دن تک اتنی خوشی ہضم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ وہ لڑکی اس کی دلہن بن کر تو اتنی خوش بالکل بھی نہیں لگ سکتی تھی۔۔

اسے گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔ جس کے بعد اس کے مزید غور کرنے پر ہر وقت شہوار کے پاس گھسی لائبہ اس کی نگاہوں میں آ گئی

تھی۔۔اس نے شہوار کو کبھی بھی کسی بھی گھر والے کے ساتھ گھلتے ملتے نہیں دیکھا تھا۔۔۔اس لیے اس کا مشکوک ہونا بنتا تھا۔۔۔

لائبہ پر نظر رکھواتے وہ اصل بات کی تہہ تک بھی پہنچ گیا تھا۔۔ جس کے بعد وہ عثمان سے ملا تھا۔۔۔اسے وہ لڑکا مناسب لگا تھا۔۔۔ بظاہر گھر والوں کے سامنے لائبہ کا نکاح ریحان کے ساتھ ہی طے پایا گیا تھا۔۔۔جبکہ فیروز لاشاری اور حشمت لاشاری کو کانفیڈنس میں لے کر وہ انہیں عثمان کے حوالے سے راضی کر گیا تھا۔۔۔اس کے لیے اپنے گھر کے ہر فرد کی خوشی عزیز تھی۔۔۔جسے پورا کرنے کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔

اس نے جان بوجھ کر لائبہ اور شہوار کو کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔وہ اس لڑکی کی نفرت کا اندازہ لگانا چاہتا تھا۔۔۔وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ شہوار اس کے خاندان اور اس کی نفرت میں کہاں تک جا سکتی تھی۔۔۔

لائبہ کو باہر آتے اور عثمان تک جاتے دیکھ اس کا دل اس لڑکی کی نفرت دیکھ بوجھل ہوا تھا۔۔۔

شہوار پر شدید غصہ ہونے کے باوجود وہ نارمل رہا تھا۔۔

مگر جس لمحے اس نے اپنے خاندان والوں کے روتے چہرے دیکھ شہوار کو مسکراتے دیکھا تھا۔۔۔تب وہ ضبط نہیں رکھ پایا تھا۔۔۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ غصے میں بولے گئے اس کے الفاظ پر وہ کیا مطلب اخذ کرے گی۔۔۔

سب لوگوں سے مل کر فارغ ہوتے اس کا دھیان شہوار کی جانب گیا تھا۔۔۔جو پہلے غصے میں اس کی جانب دیکھنے سے بھی گریز برت رہا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ شہوار کا پوچھ پاتا۔۔۔ہوٹل میں اچانک سے بجتے سائرن پر اور مینیجر کے آکر آگ لگنے کا بتاتے سب لوگوں میں ایک دم سے بوکھلاہٹ مچ گئی تھی۔۔۔

بھاگم بھاگ سب باہر نکلنے لگے تھے۔۔۔ سلطان کی نگاہیں سب سے پہلے بتول بیگم کی جانب گئی تھیں۔۔۔ باقی سب کو باہر آلے کا کہتے وہ انہیں اٹھائے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔ آگ اوپر والے پورشن پر لگی تھی۔۔

جس کی شعلے اتنے بھڑک چکے تھے کہ اب آہستہ آہستہ نیچے کا پورشن بھی آدھے سے زیادہ آگ کی لپیٹ میں آگیا تھا۔۔۔

"سب لوگ باہر آگئے ہیں۔۔۔۔"

فیروز لاشاری پریشانی کے عالم میں سب کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔ سب لوگ وہاں موجود تھے سوائے شہوار کے۔۔۔

"شہوار کہاں ہے۔۔۔۔؟؟"

سلطان نے سب لوگوں میں شہوار کو ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر وہ کہیں ہوتی تو اسے نظر آتی۔۔۔

"اوہ میرے خدا۔۔۔ شہوار کو تو میں اوپر برائیڈل روم میں چھوڑ کر آئی تھی۔۔۔ اس نے کہا تھا وہ تھوڑی دیر ریسٹ کرنا چاہتی ہے۔۔۔۔"

رانیہ روتے ہوئے آگے آئی تھی۔۔۔ جس پورشن کی وہ بات کر رہی تھی وہ پوری طرح سے آگ کی لپیٹ میں آچکا تھا۔۔۔ سلطان کو لگا

تھا جیسے کسی نے اس کے دل کو اس جھلستی آگ میں پھینک دیا ہو۔۔۔۔

سب لوگ ہی ہوٹل سے باہر آ چکے تھے۔۔۔۔ آگ بہت زیادہ بھڑک اٹھی تھی۔۔۔

اس آگ میں جانے کا مطلب اپنے ہاتھوں اپنی جان لینا ہی تھا۔۔۔

"سلطان۔۔۔۔"

سلطان کو اندر کی جانب بڑھتا دیکھ راحیلہ بیگم چیخی تھیں۔۔ باقی سب بھی اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔۔۔

"سلطان کہاں جا رہے ہو۔۔۔رک جاؤ۔۔۔ نہیں جانے دوں گا میں تمہیں اندر۔۔۔"

فیروز لاشاری جو اس کے قریب ہی تھے۔۔۔ فوراً سے اس کا بازو اپنی مضبوط گرفت میں جکڑتے اسے روک گئے تھے۔۔۔ حشمت صاحب اور ریاض صاحب بھی ان کے قریب آئے تھے۔۔۔

"داداجان شہوار اندر ہے۔۔۔۔"

سلطان لاشاری کو خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ پہلی بار وہ اتنے حق سے اس لڑکی کا نام لے گیا تھا۔۔۔ جسے وہ ہمیشہ ایک عام سی لڑکی کہتا آیا تھا۔ جو اس کے معیار سے بہت پیچھے آتی تھی۔۔۔ اسے ہمیشہ یہ بات

جتاتا آیا تھا۔۔ مگر آج اس کی جان خطرے میں ہونے کے خیال سے سلطان کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

"میں جانتا ہوں مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔۔۔ تمہیں اندر نہیں جانے دوں گا میں۔۔۔"

فیروز لاشاری نے اس کی بے حد لال ہوتی آنکھوں کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔ باقی لوگ بھی یہی چاہتے تھے کہ وہ نہ جائے۔۔۔

"نہیں۔۔۔ ابھی بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔۔۔ میں اسے کچھ نہیں ہونے دے سکتا۔۔۔ اس لڑکی کی حفاظت کرنے کا عہد کیا ہے

میرے دل نے۔۔۔کیسے جانے دوں ایسے ہی اسے خود سے

دور۔۔۔"

اب تک سب لوگ یہی سمجھتے آئے تھے کہ وہ شخص شہوار کو صرف گھر والوں کی خوشی کی خاطر قبول کر رہا ہے۔۔۔اس لمحے سب کی سوچ کو بہت بری طرح سے رد کرتا وہ اپنے قریبی لوگوں کو خود سے دور دھکیلتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔جہاں آگ نے ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔۔۔نیچے والے پورشن میں ابھی بھی گزر پانے کی گنجائش بچ رہی تھی۔۔۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا تھا۔۔۔اس کے ہاتھ بہت جگہوں سے جل چکے تھے۔۔۔۔ مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔۔۔۔اس کی آنکھیں اس لمحے بے تابی سے اس لڑکی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔۔ مگر آگ کے بھڑکتے شعلوں میں اسے کوئی راستہ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شہوار سہمی ہوئی کمرے کے ایک کونے میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔اس کے چاروں جانب آگ پھیل چکی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

وہ اتنی دیر تک دروازہ کھٹکھٹاتی رہی تھی۔۔۔ مگر کسی نے نہیں کھولا تھا۔۔۔ جب چاروں جانب پھیلتی آگ کو دیکھ اسے سمجھنے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا کہ یہ اسے مارنے کی سازش کی گئی ہے۔۔ ایسا کون کر سکتا تھا۔۔۔

جس انسان کا خیال اس کے دماغ میں سب سے پہلے آیا تھا۔۔۔

یہ سوچ اس کے دل کو زخمی کر گئی تھی۔۔۔

سلطان لاشاری اسے اتنی میٹھی مار دے گا۔۔۔ اس نے نہیں سوچا تھا۔۔۔

اسے اپنے اتنے قریب لا کر اس کے دل کے ساتھ ساتھ اس کی زندگی سے بھی کھیل جائے گا۔۔۔

شہوار کو آج پہلی بار اس انسان سے نفرت محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔۔اس نے بالکل ٹھیک کیا تھا۔۔۔وہ اپنے کہے کا بالکل کھرا نکلا تھا۔۔۔

اس نے اسے بتایا تھا کہ اگر اس کے خاندان کے کسی بھی فرد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی تو وہ اسے نہیں چھوڑے گا۔۔۔ اس نے اپنا کہا پورا کر دیا تھا۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ کچھ کرنے

کی کوشش کرتی سلطان لاشاری نے اسے مہلت ہی نہیں دی تھی۔۔۔

اس نے اسے ٹھیک کہا تھا وہ بہت کچی کھلاڑی تھی اس کے آگے۔۔۔ اس ظالم شخص نے اسے فرار ہونے کا موقع بھی نہیں دیا تھا۔۔۔

شہوار اپنی دردناک سوچوں کے زیر اثر بیٹھی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔وہ اپنے پیاروں کا بدلہ لیے بغیر مرنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ مگر ان لوگوں نے تو اس کی بھی بہت دردناک موت لکھ دی تھی۔۔۔

سلطان لاشاری نے اس کی بہت ساری اذیتوں کے ساتھ اس کے دل کے درد میں ایک اور اضافہ کر دیا تھا۔۔۔

اسے اس وقت موت سے بھی زیادہ اس بات کی تکلیف ہو رہی تھی کہ وہ شخص اس کے دل کے ساتھ کھیل گیا تھا۔۔۔ شہوار سکڑی سمٹی بہتی آنکھوں کے ساتھ موت کو اپنے قریب آتا دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کا سانس دھویں کی وجہ سے اکھڑنے لگا تھا۔۔۔

اس کا انہیلر اس کے پاس پڑا تھا۔۔۔ مگر اس نے ہاتھ بڑھا کر اٹھانے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔ وہ ویسے ہی تڑپ کر مرنا چاہتی تھی۔۔۔ جیسے وہ شخص چاہتا تھا۔۔۔

اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔۔ سانس نہ آنے پر وہ تڑپ رہی تھی۔۔ مگر اس لمحے وہ خود کو بھی سزا دینا چاہتی تھی۔۔۔ اپنے ہار جانے کی سزا دینا چاہتی تھی۔۔۔ وہ کیوں نہیں بدلہ لے پائی تھی۔۔۔ کیوں کمزور پڑ گئی تھی۔۔۔

جب اچانک اس کے کانوں میں اپنے نام کی پکار گونجی تھی۔۔۔ آگ کے شور میں یہ آواز بہت مدھم سی تھی۔۔۔ مگر شہوار تو جیسے اپنی جگہ پتھر ہوئی تھی۔۔۔

وہ شخص اسے ڈھونڈنے یہاں کیسے آسکتا تھا۔۔۔۔ اس آگ میں وہ اسے پکار رہا تھا۔۔۔۔

شہوار کے بے جان ہوتے وجود میں حرکت ہوئی تھی۔۔۔اس کی پتھرائی نگاہیں آگ کی لپیٹ میں آئے دروازہ پر جم سی گئی تھیں۔۔۔ جس پر باہر سے ضربیں لگائی جارہی تھیں۔۔۔

شہوار کی سانسیں اس کا ساتھ چھوڑ رہی تھیں۔۔۔دوسری جانب سے وہ اسے دروازے کے آگے سے ہٹ جانے کا کہہ رہا تھا۔۔۔وہ اسے دیکھ نہیں پارہا تھا۔۔۔مگر اس کی پکار میں محسوس کی جانے والی تڑپ شہوار کی بکھرتی سانسوں کو اس سے باندھنے لگی تھی۔۔۔

اگلے ہی لمحے دروازہ نیچے جا گرا تھا۔۔۔سلطان لاشاری دروازے کو اپنی لپیٹ میں لی آگ کی پرواہ کیے بغیر اندر آتا آگ کی لپیٹ میں

آئی ہر شے کو دیکھتا اپنی زندگی ہارنے ہی والا تھا جب اس کی نظر کونے میں بیٹھی شہوار پر پڑتی اس کے مردہ دل کو جیسے زندگی کی نوید سنا گئی تھی۔۔۔اس کا بازو کافی حد تک جل چکا تھا۔۔۔مگر یہ تکلیف اس لڑکی کو کھو دینے کی اذیت کے آگے ذرے برابر بھی نہیں تھی۔۔۔

"انہیلر کہاں ہے تمہارا۔۔۔۔؟؟"

اس کی بکھرتی حالت دیکھ وہ اس کو اپنے حصار میں قید کرتا بے قراری سے بولا تھا۔۔۔جب اس کے بہت قریب پڑے انہیلر کو دیکھ سلطان لاشاری کی ڈارک براؤن آنکھوں میں ارد گرد بھڑکتی

آگ جتنی تپش اتر آئی تھی۔۔۔یہ لڑکی جان بوجھ کر خود کو اذیت دے رہی تھی۔۔۔

اس لمحے اس نے کتنی مشکل سے اپنے غصے پر قابو پایا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔۔۔

اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔۔سلطان نے تیزی سے انہیلر اس کے لبوں سے لگایا تھا۔۔

"کیوں بچانے آئے ہیں مجھے۔۔۔؟؟"

شہوار سانسیں بحال ہوتے ہی اپنے بہت قریب بھڑکتے شعلوں کی پرواہ کیے بغیر اس کا گریبان اپنی مٹھیوں میں دبوچے دھاڑی

تھی۔۔۔اس کی ڈارک بلو آنکھوں میں اس وقت بے یقینی بھری ہوئی تھی۔۔۔اسے بالکل بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ سلطان لاشاری اسے بچانے کے لیے آگ میں کود اتھا۔۔۔

اس ظالم دنیا میں یہ شخص جسے وہ اپنا سب سے بڑا دشمن اور ظالم درندہ تصور کرتی آئی تھی۔۔۔وہ اس پر اتنا مہربان کیسے ہو گیا تھا۔۔۔۔

"اگر میری بیوی نہ ہوتی تو کبھی نہ آتا۔۔۔"

سلطان نے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹتے سیدھا کھڑا کیا تھا۔۔۔اس کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا کہ یہاں کھڑے ہو کر اس سر پھری لڑکی سے بحث کرتا۔۔۔

"میں نہیں مانتی آپ کو اپنا شوہر۔۔۔۔جائیں یہاں سے۔۔۔۔"

شہوار بھی غصے سے بول رہی تھی۔۔۔اسے اب غصہ آنے لگا تھا۔۔۔کیونکہ اس کا دل سلطان لاشاری کو اپنے سامنے دیکھ عجیب سی لے پر دھڑکنے لگا تھا۔۔۔وہ جو ہر وقت اس دل کو ایسے خیال کے آتے ہی ڈپٹتی آئی تھی۔۔اس وقت اس کو باغی ہونے سے نہیں روک پا رہی تھی۔۔۔

"اب پوری طرح سے میری دسترس میں آگئی ہو۔۔۔بہت جلد یہ بھی مان لو گی۔۔۔"

سلطان اسے پوری طرح سے اپنے سینے میں جکڑے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔ آگ کے شعلے ان کے بہت قریب تھے۔۔۔۔وہ ابھی کمرے کے اندر ہی تھے۔۔ آگ میں جھلسی کوئی شے ان کے اوپر گرنے کو تھی۔۔

دونوں نے ایک ساتھ اوپر دیکھا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ شہوار کو زرا سا بھی نقصان پہنچاتی سلطان اسے اپنے نیچے کرتا اس شعلے کو اپنی پیٹھ پر لے گیا تھا۔۔۔۔

"سلطان۔۔۔۔"

اس کی کمر کو جھلستے دیکھ بے اختیار شہوار کے لبوں سے چیخ نکلی تھی۔۔۔ سلطان کو اپنی کمر پر شدید جلن کا احساس ہوا تھا۔۔۔ باہر نکل کر دیوار کے ساتھ کمر ٹکاتے آگ تو وہ بجھا گیا تھا۔۔ مگر شہوار کی پکار میں چھپی تڑپ اور فکر اس جلن کا احساس بہت کم کر گئی تھی۔۔۔

اس کے آگ میں پھنسے ہونے کے خیال سے پچھلے چند لمحے جس اذیت میں گزرے تھے اس کے وہ اسے کی دل کو بہت بڑا ادراک سونپ گئے تھے۔۔۔ اسے وہاں لوگوں کے بیچ نہ دیکھ سلطان لاشاری کو اپنی زندگی کا ہر منظر دھندلا پڑتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ جیسے اس کے

دل کی دنیا کا خاتمہ ہو گیا ہو۔۔۔سب کچھ اس آگ میں جھلستا محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس فلور پر سب سے زیادہ آگ شہوار کے روم کے ارد گرد ہی تھی۔ باقی کے حصے میں آگ کی شدت اتنی زیادہ نہیں تھی۔۔۔وہاں سے نکلتے سلطان کی چاروں جانب جائزہ لیتی زیرک نگاہوں نے یہ بات بہت گہرائی سے نوٹ کی تھی۔۔۔اسے سمجھنے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا کہ اس کی جانب سے شہوار کے لیے برتی جانے والی زرا سی غفلت کا کیسے فائدہ اٹھایا گیا تھا۔۔۔

مگر یہ شخص کون تھا جو اس لڑکی کا دشمن بنا ہوا تھا۔۔۔ سلطان نے ہمیشہ شہوار کے ہر انداز میں اپنے لیے ہی نفرت محسوس کی تھی۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ شہوار اسے اپنی زندگی کا دشمن مانتی تھی۔۔ جبکہ حقیقت میں اس کا اصل دشمن کوئی اور تھا۔۔۔ کیا وہ اپنے اس دشمن سے انجان تھی۔۔۔

سلطان اسے بانہوں میں اٹھائے جیسے ہی باہر آیا وہاں تڑپتے اس کے اپنے بھاگ کر اس کے قریب آئے تھے۔۔۔۔

سب کی نگاہیں سلطان پر تھیں۔۔۔ جبکہ اس کی نگاہیں شہوار پر۔۔۔۔

سلطان سب کے قریب آنے پر شہوار کو نیچے اتار چکا تھا۔۔ کیوں کہ سب کی نظریں اس کی کمر پر تھیں۔۔۔

"بیٹا آپ ٹھیک ہو۔۔۔۔"

ثانیہ بیگم اس کے قریب آئی تھیں۔۔۔۔ مگر انہیں کوئی بھی جواب دیئے بغیر وہ حواس کھوتی اپنے بہت قریب کھڑے سلطان کی بانہوں میں لہرا گئی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اس نے میرے سب بچوں کو اس حادثے سے محفوظ رکھا۔۔۔"

شہوار خوف اور صدمے کی وجہ سے بے ہوش ہوئی تھی۔۔۔اس کی آنکھ جیسے ہی کھلی اس نے سب کو ہی اپنے ارد گرد موجود پایا تھا۔۔ان سب چہروں پر میں وہ شخص نہیں تھا۔۔۔ لیکن ارد گرد کا منظر دیکھ وہ اتنا سمجھ گئی تھی کہ وہ اس وقت سلطان کے بیڈ روم میں ہی تھی۔۔۔

پورا کمرہ پھولوں سے سجا ہوا تھا۔۔۔

سانسوں کی رفتار ایک دم سے بڑھ گئی تھی۔۔۔

"بیٹے آپ ٹھیک ہو۔۔۔؟؟ کہیں چوٹ تو نہیں آئی آپ کو۔۔۔"

شہوار کو ہوش میں آتا دیکھ بتول بیگم محبت پاش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے پوچھ رہی تھیں۔۔۔ ڈاکٹر اس کا پر اپر چیک اپ کر کے گئی تھی۔۔۔ مگر بتول بیگم اپنے دل کی تسلی کے لیے پوچھنے لگی تھیں۔۔

جس پر شہوار نے بنا کچھ بولے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔ وہ عجیب سی کیفیت کا شکار تھی اس وقت۔۔۔

اسے خود پر بے پناہ غصہ آرہا تھا۔۔۔ وہ خود کو بہت زیادہ ذہین اور ہوشیار سمجھتی تھی۔۔۔

وہ اب تک یہی سمجھتی آئی تھی کہ سلطان بھی انہیں لوگوں میں شامل تھا جو اس کو مروانا چاہتے تھے۔۔جو انسان اس کی جان بچانے کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈال کر اپنے وجود پر تکلیف برداشت کر گیا تھا۔۔۔وہ بھلا اسے مارنے کا ارادہ کیسے کر سکتا تھا۔۔۔

شہوار کے دل کے اندر چھپے کسی نہاں خانے میں سکون سا اتر گیا تھا۔۔۔وہ جس سے اب تک اتنی نفرت کا اظہار کرتی آئی تھی وہ اس کی زندگی کا دشمن نہیں تھا۔۔۔وہ اسے مارنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔شہوار کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

وہ اتنا مہربان کیوں ہوا تھا اس پر۔۔۔

وہ تو نفرتیں سہنے کی عادی تھی۔۔۔اس شخص کا یہ عمل اس کے دل پر بہت کاری وار کر رہا تھا۔۔۔وہ ابھی بھی اسی عروسی لباس میں ملبوس تھی۔۔۔اس کی جیولری اتار دی گئی تھی۔۔۔

اسے زرا سی خراش بھی نہیں آئی تھی مگر اس نے ثانیہ بیگم کو کسی سے بات کرتے اتنا تو سن لیا تھا کہ سلطان اچھا خاصہ زخمی ہوا تھا۔۔۔

اسے آرام کرنے کا کہتیں وہ سب اس کے پاس سے اٹھ گئی تھیں۔۔۔وہ ان سے پوچھنا چاہتی تھی مگر جھجھک کی وجہ سے اس کے بارے میں مزید نہیں پوچھ پائی تھی۔۔اسے بس یہی ڈر تھا کہ ان میں سے کوئی سلطان کو نہ بتا دے کہ وہ اس کے لیے فکر مند

ہے۔۔۔ اس نے خود بھی دیکھا تھا سلطان کی کمر بہت بری طرح سے جلی تھی۔۔۔ وہ اس کے سامنے جتانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

لیکن اس کی خیریت بھی پوچھنے کے لیے شہوار کا دل ہلکان ہو رہا تھا۔۔۔ جس نفرت کی اتنے وقت سے وہ دعوے دار تھی وہ اچانک سے نجانے کہاں جا سوئی تھی۔۔۔ اس خیال نے اسے الگ الجھا رکھا تھا۔۔۔

ابھی تک اس گھر میں اگر وہ کسی پر تھوڑا بہت اعتبار کرتی تھی تو وہ دلاور ہی تھا۔۔۔ اس نے موبائل کی تلاش میں نظریں دوڑائی

تھیں۔۔۔جو اسے سائیڈ ٹیبل پر پڑا نظر آیا تھا۔۔۔اس کا انہیلر،

جیولری اور موبائل ایک ساتھ رکھا گیا تھا۔۔۔

شہوار نے موبائل لیتے فوراً سے دلاور کو کال ملائی تھی۔۔۔۔مگر اس کی کال پک نہیں کی گئی تھی۔۔۔شہوار سمجھ گئی تھی کہ وہ سلطان کے ساتھ ہی ہو گا اسی وجہ سے اس کی کال پک نہیں کر رہا۔۔۔

اس نے کچھ سوچتے میسج کیا تھا۔۔۔

"تمہارے باس کو زیادہ چوٹیں آئیں ہیں کیا۔۔۔؟؟"

انداز سرسری سا رکھا گیا تھا۔۔۔

"جی بہت زیادہ۔۔۔۔"

دوسری جانب سے فوری جواب آیا تھا۔۔۔

"کہاں ہے وہ اس وقت۔۔۔؟؟"

شہوار نے اب بھی کوشش کی تھی کہ اس کے انداز سے اس کی پریشانی واضح نہ ہو۔۔۔وہ دلاور پر بھی ابھی اتنا یقین نہیں کرتی تھی۔۔ کہ اسے اپنے ریلیٹڈ کچھ بھی اخذ کرنے دے۔۔

"ہاسپٹل میں۔۔۔۔"

فوراً سے ریپلائے آیا تھا۔۔۔

جس کے ساتھ ہی پریشانی کی انتہا پر پہنچتے شہوار نے پھر سے کال ملا دی تھی۔۔۔۔ جواب کی بار پک کرلی گئی تھی۔۔۔۔

"وہ ہاسپٹل میں کیوں ہیں۔۔۔کیا انہیں زیادہ چوٹ آئی ہے۔۔۔۔۔؟؟وہ ہوش میں تو ہے نا۔۔۔"

شہوار نے اس کے کال پک کرتے ہی ایک ساتھ سوال کر ڈالے تھے۔۔۔

جس کے جواب میں دوسری جانب ایک دم سے خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔

"میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں۔۔۔جواب کیوں نہیں دے رہے۔۔۔"

وہ اپنے لہجے کی تڑپ کو چھپا نہیں پائی تھی۔۔۔۔

"دلاور وہ ٹھیک تو ہیں نا تم بتا کیوں نہیں رہے۔۔۔"

اس گھر میں آنے کے بعد اس کا لہجہ دلاور کے لیے ایسے ہی حاکمانہ ہو گیا تھا۔۔۔ جیسے وہ سلطان کا نہیں اسی کا ملازم ہو۔۔۔

"انہیں کافی گہری چوٹیں آئی ہیں۔۔ وہ ہوش میں نہیں ہیں۔۔۔"

دوسری جانب سے جو بتایا گیا تھا۔۔۔ وہ سن کر اب سانسیں مدھم ہونے کی باری شہوار کی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلا تھا۔۔۔

"ڈاکٹرز نے کیا کہا ہے۔۔۔ یہ چوٹیں کب تک ٹھیک ہو نگی۔۔۔۔ یہ زخم کب تک بھر جائیں گے۔۔۔"

شہوار نے بہت کوشش کی تھی کہ اس کی آواز میں نمی کا احساس ظاہر نہ ہو۔۔ مگر پھر بھی وہ چھپا نہیں پائی تھی۔۔۔

"ڈاکٹرز کا کہنا ہے یہ زخم لاعلاج ہیں۔۔۔ اب انہوں نے ساری زندگی ایسے ہی رہنا ہے۔۔۔"

وہ اپنی بات مکمل کرتا کال کاٹ گیا تھا۔۔۔ شاید اس کے پاس کوئی آگیا تھا۔۔۔ شہوار اچانک سے فون بند کرنے کی یہی وجہ سمجھی تھی۔۔۔

"یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ایسا کیوں بولا ڈاکٹر نے۔۔۔ہر زخم کا کوئی نہ کوئی علاج ہوتا ہے۔۔۔اتنا پاور فل انسان ہے اپنا علاج کیوں نہیں کروا سکتا۔۔۔۔"

شہوار کی پریشانی مزید بڑھ چکی تھی۔۔۔

"وہ گھر کب تک آئیں گے۔۔۔۔"

مزید آدھا گھنٹہ بے چینی میں گزارتے اس نے پھر سے دلاور کو میسج کیا تھا۔۔۔

"ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔"

دلاور کا میسج تھا۔۔۔ پہلی بار وہ اس سے اس طرح خود کچھ پوچھ رہا تھا۔۔۔

"میں اپنی مرضی سے گئی تھی۔ سلطان لاشاری کے خوف سے ڈر کر۔۔۔ مجھے لگا تھا کہ لائبہ کے حوالے سے جو پلاننگ میں نے کی وہ اس کے بعد مجھے مار دے گا۔۔۔ اس نے کہا تھا کہ اگر میں نے اس کی فیملی میں کسی کو تکلیف پہنچائی تو وہ مجھے نہیں چھوڑے گا۔۔۔ میں اسی کے خوف سے وہاں سے فرار ہونا چاہتی تھی۔۔۔"

یہ میسج کرتے اس کے موبائل کی سکرین بالکل گیلی ہو گی تھی۔۔۔ یہ سب لکھتے اس کے دل کو بہت تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔ مگر وہ اس

وقت اگر یہ باتیں کسی سے ڈسکس نہ کرتی تو اس کا دل پھٹ جانا تھا۔۔۔ جس پر وہ اپنی پوری زندگی کا بوجھ اٹھائے اکیلے چل رہی تھی۔۔۔ اس کا دل اب مزید تکلیف برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

"پھر آپ فرار کیوں نہیں ہوئیں۔۔۔؟؟"

پھر سے سوال کیا گیا تھا۔۔۔ دلاور بھی شاید آج فرصت سے اس کی باتیں سننے کا خواہشمند تھا۔۔۔

"میں روم سے نکلنا چاہتی تھی۔۔ مگر کسی نے دروازہ باہر سے لاک کر دیا تھا۔۔۔ میں بہت گھبرا گئی تھی۔۔۔ میں نے بہت شور مچایا۔۔۔ مگر کسی نے میرے آواز نہیں سنی۔۔۔ میں نے جب سائرن کی

آواز سنی میں تب بھی بہت چلائی تھی۔۔۔ لیکن اپنے روم کے باہر لگتی آگ دیکھ میں سمجھ گئی تھی کہ مجھے مارنے کی پوری پلاننگ کی گئی ہے۔۔۔ مجھے بچانے کوئی نہیں آئے گا۔۔۔"

شہوار کے لبوں سے سسکی نکلی تھی۔۔۔

کیونکہ اس ایک شخص نے اس کی یہ سوچ غلط ثابت کر دی تھی۔۔۔

"آپ کو یہ لگا کہ یہ سب سلطان لاشاری نے کیا ہے۔۔۔؟؟"

دوسری جانے سے سوال پوچھا گیا تھا یا اسے بتایا گیا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔

اس وقت وہ سوچنے سمجھنے کی پوزیشن میں تھی ہی نہیں۔۔اس لیے ساری باتیں دلاور کے سامنے کرتی چلی جارہی تھی۔۔۔

"ہاں۔۔۔مجھے یہی لگا تھا۔۔۔وہ مجھ سے نفرت جو کرتا ہے۔۔۔اور جو اس کی بہن کے ساتھ کرنے کی کوشش کی وہ اس کے بدلے میں مجھے یہ سزا دینا چاہتا ہے۔۔۔مگر اس نے میری سوچ کو غلط ثابت کر دیا۔۔۔وہ مجھے مارنے والا نہیں بچانے والا نکلا۔۔۔"

شہوار کی بے یقینی اب بھی ہنوز تھی۔۔۔

"تو کیا اب آپ کی نفرت ان کے لیے کم ہو گئی ہے۔۔۔"

یہ میسج پڑھتے شہوار کے آنسوؤں میں شدت آئی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔اب میں پہلے سے بھی زیادہ نفرت کرنے لگی ہوں اس سے۔۔۔میں اب بھی اس کے گھر والوں کو نہیں چھوڑوں گی۔۔۔ جب بھی موقع ملا نقصان پہنچانے کی کوشش کروں گی۔۔۔"

یہ میسج لکھتے اس کا دل اس بات کی نفی کرتا رہا تھا۔۔۔وہ اب واضح طور پر اس شخص کی سائیڈ لینے لگا تھا۔۔۔اس کا تو اب دل بھی اس کے پاس نہیں بچا تھا۔۔۔سلطان لاشاری اس سے سب کچھ چھین کر لے گیا تھا۔۔۔۔

"آپ جانتی ہیں کہ آپ کو مارنے کی یہ سازش کس نے کی ہے۔۔۔ کون ہے آپ کا دشمن۔۔۔؟؟"

دلاور نے اس کی اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

"ہاں جانتی ہوں بہت اچھی طرح۔۔۔"

شہوار کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔

"آپ پھر سر کو کیوں نہیں بتاتیں۔۔۔وہ لوگ دوبارہ آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔۔۔"

دلاور نے اسے اکسایا تھا۔۔

"وہ میری بات کا یقین نہیں کرے گا۔۔"

شہوار اذیت سے مسکرائی تھی۔۔۔

"آپ ایک بار کوشش تو کر کے دیکھیں۔۔۔ کیا وہ اسی گھر کے لوگ ہیں۔۔۔"

دلاور کو اب تشویش ہوئی تھی۔۔۔

"میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔۔۔ مجھے پتا ہے میرا بھروسہ کوئی نہیں کرے گا۔۔۔ تمہارے باس نے میری بات سننے کے بعد مجھے جس آگ سے ابھی بچا کر لایا ہے واپس اسی میں پھینک دینا ہے۔۔۔ مجھ پر کبھی یقین نہیں کرے گا وہ۔۔ اور میں جان تی ہوں شاید باقیوں کا مقابلہ کر پاؤں مگر اس انسان سے نہیں ٹکرا سکتی۔۔۔ ہار جاؤں گی۔۔۔ میں ہارنا نہیں چاہتی۔۔"

شہوار کی آنکھوں سے اب آنسو بھی ختم ہونے لگے تھے۔۔

اس کے بعد دوسری جانب سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔ شہوار بھی موبائل سائیڈ پر رکھ گئی تھی۔۔۔

بیڈ کے چاروں جانے سرخ اور سفید رنگ کے گلابوں کی بہت ہی خوبصورت سیج بنائی گئی تھی۔۔۔ جن کی خوشبو پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ اس خوشبو میں گھلی سلطان لاشاری کی خوشبو جو اس کی غیر موجودگی میں بھی شہوار کو اس کے کمرے میں محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

وہ ابھی بھی اس بھاری عروسی جوڑے میں ملبوس تھی۔۔۔اس کا چینج کرنے کو بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔۔۔دل بوجھل سا ہو رہا تھا۔۔۔ وہ تکیے میں چہرا چھپائے سونے کی کوشش کرتی رہی تھی۔۔۔مگر ہر جانب سے اٹھتی اس شخص کی خوشبو اسے سکون نہیں لینے دے رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

دو بجے کے قریب اس نے کمرے میں قدم رکھا تھا۔۔۔ہر جانب جامد خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔روم لاک کرتے اس کا رخ بیڈ کی جانب ہی تھا۔۔۔جہاں کے نظارے ہی آج بدلے ہوئے تھے۔۔۔

بیڈ کے قریب پہنچتے ہی سامنے کا منظر دیکھ اس کی آنکھیں ایک دم سے لال ہوئی تھیں۔۔۔ پورے وجود میں ایک خماری سی اتر آئی تھی۔۔

اس کا بنا دوپٹے کا رعنائیاں بکھیرتا وجود سلطان لاشاری کے دل کی دنیا میں ہلچل مچا گیا تھا۔۔۔ شہوار کا پچھلا گلا کافی ڈیپ تھا۔۔۔ جسے پنوں کی مدد سے سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔ مگر سونے سے پہلے اس نے بے دھیانی میں پنز کھول دی تھیں۔۔۔ اور اس وقت مخالف سمت کروٹ بدل کر سوتی وہ تکیے کو اپنی گداز بانہوں میں لپیٹے ہوئے تھی۔۔۔

سلطان کی آنکھوں میں ایک دم سے ناگواری اتری تھی۔۔وہ آگے وہ جھکا تھا اور تکیے اس کی گرفت سے نکالتا دور پھینک گیا تھا۔۔۔وہ بیڈ پر اس کے قریب جگہ بناتا بیٹھ چکا تھا۔۔۔

اس کی نگاہوں کا فوکس شہوار کی سرخ رنگ کے بلاؤز سے جھانکتی دودھیا گردن تھی۔۔۔ہر بار اپنے دل پر ضبط کے پہرے بیٹھا کر خود کو روک لینے والا آج اس موڈ میں بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔اسے بے پناہ غصہ تھا اس لڑکی پر۔۔۔تڑپ تھی جو کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔

وہ اس کے نازک وجود پر سایہ فگن ہوتا اس کے گردن پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑنے لگا تھا۔۔۔اس کے دہکتے لبوں کے ساتھ ساتھ اس کی مونچھوں کی چبھن شہوار کی نیند میں خلل پیدا کر گئی تھیں۔۔۔اس کے حواس آہستہ آہستہ بیدار ہونے لگے تھے۔۔۔ جب اپنی کمر پر جلن کا احساس ہوتے ہی اس کی دھڑکنیں ایک دم سے بڑھ گئی تھیں۔۔۔

اس کا رخ دوسری جانب تھا۔۔اس کے بازوؤں پر مقابل کی گرفت بہت مضبوط تھی۔۔مگر وہ بنا دیکھے ہی اپنے حواسوں پر قابض ہوتی خوشبو سے ہی اسے پہچان گئی تھی۔۔۔اس کا بے رحم لمس شہوار کی

جان نکال رہا تھا۔۔۔اس کی مونچھوں کی چبھن اب اسے اپنے کندھے پر عین اسی مقام پر محسوس ہوئی تھی۔۔۔جہاں ایک بار پہلے بھی وہ اس لمس کو محسوس کر چکی تھی۔۔۔

شہوار کی رنگت شرم و خفت سے لال ہوئی تھی۔۔۔وہ اتنے وقت سے یہ سمجھ کر چھپتی رہی تھی کہ یہ شخص اسے نہیں جانتا۔۔مگر سلطان لاشاری تو بہت پہلے اس کے وجود پر اپنے ہونٹوں کی مہر ثبت کر چکا تھا۔۔جس کی جلن آج بھی اسی مقام پر محسوس ہوتی تھی۔۔۔

اس کی گرم سانسیں اور دہکتا لمس شہوار کی سانسوں کو ایک بار پھر سے روک گیا تھا۔۔۔

"تم سے کہا تھا میرے فیملی کے کسی بھی ممبر کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو چھوڑوں گا نہیں تمہیں میں۔۔۔"

اپنی کان کی لوح پر اس کے ہلتے لبوں کا لمس محسوس کرتے شہوار کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔۔۔اس کا نازک وجود اس بپھرے طوفان جیسے شخص کو برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔وہ پوری طرح سے لرزنے لگی تھی۔۔۔جب اپنے زرا سے لمس پر اس لڑکی کی غیر ہوتی حالت دیکھ وہ سلطان پیچھے ہٹتا اس کا رخ اپنی جانب موڑ چکا تھا۔۔۔

شہوار نے بکھرتی سانسوں اور بے حد لال پڑتی رنگت کے باوجود بے قراری بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ اسے صحیح سلامت اپنے سامنے دیکھ شہوار کی آنکھوں کے کناروں پر نمی اتر آئی تھی۔۔۔ جو دیکھ سلطان لاشاری کو اپنا دل مزید گھائل ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ کیا تھی یہ لڑکی۔۔۔۔ کیوں اس کے دل پر اتنا ظلم کر رہی تھی۔۔۔

وہ اس کے ڈھائے ایک ایک ستم کا بدلہ لینا چاہتی تھی۔۔۔

اس کے بولے جانے والے الفاظ تو بہت اچھی طرح اس کے منہ پر مار چکی تھی۔ سلطان لاشاری اس لڑکی کے آگے بولے جانے والے بڑے بولوں کے آگے جھک چکا تھا۔۔۔

"میں نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔۔۔لائبہ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔"

شہوار کو ایک دم سے اپنا پلان فیل ہونے کا افسوس ہوا تھا۔۔۔

مگر وہ یہ نہیں سمجھ پائی تھی کہ سلطان لاشاری اپنے کس فیملی ممبر کی بات کر رہا ہے۔۔۔

"میں لائبہ کی بات نہیں کر رہا۔۔۔اپنی بیوی کی بات کر رہا ہوں۔۔۔۔"

سلطان نے اس کی چھوٹی سی ناک دبائی تھی۔۔ جبکہ اس کی بات پر شہوار نے حیرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"کک کونسی بیوی۔۔۔؟؟ مم میں نے آپ کی کسی بھی بیوی کو نقصان نہیں پہنچایا۔۔۔"

شہوار کو دھیان اس عورت اور بچے کی جانب جا چکا تھا۔۔۔ جنہیں اس دن اس شخص کی جاسوسی کرتے اس نے دیکھا تھا۔۔۔ مگر وہ اس وقت اس شخص سے ایسا کوئی بھی سوال کر کے اپنے لیے کوئی مصیبت کھڑی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اگر اسے پتا چل جاتا کہ وہ

کس طرح اس کی جاسوسی کرتے اس کے خلاف ثبوت اکٹھے کرنے کی کوشش کرتی رہی ہے تو اس نے چھوڑنا نہیں تھا۔۔۔

وہ اس کے اس اچھے رویے سے دھوکا نہیں کھانا چاہتی تھی۔۔۔ یہ شخص اندر سے کتنا غصیلہ، جنگلی اور بے رحم تھا یہ بات اس سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔

جبکہ سلطان لاشاری کی گہری نگاہیں اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔ مٹے مٹے سے میک اور بنا جیولری کے بھی وہ اس لمحے اس عروسی لباس میں غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔ اس کی سلیوز کہنیوں تک ہی تھیں۔۔۔ جنہیں پہلے دونوں جانب دوپٹے سے

کور کیا گیا تھا۔۔۔ مگر اب وہ مہندی سے سجی گداز بانہیں پوری طرح سے سلطان کے سامنے اس کو بہکانے کا باعث بن رہی تھیں۔۔۔

ان پر لگی اپنے نام کی مہندی اس کی سانسوں کو بوجھل کر گئی تھی۔۔۔ وہ جھکا تھا اور اس کے دونوں بازوؤں پر باری باری اپنے لبوں کا لمس چھوڑتا ان سے اٹھتی مہندی کی دلفریب مہک کو اپنی سانسوں میں اتارنے لگا تھا۔۔۔ وہ اس لمحے سلطان لاشاری کو اپنے آگے چاروں شانے چت کر گئی تھی۔۔۔

جبکہ اس کے شدت بھرے لمس پر شہوار اندر تک کانپ اٹھی تھی۔۔۔یہ شخص اس کے دل و دماغ پر پوری طرح سے حاوی ہوتا اس کے اندر سے اپنی نفرت آہستہ آہستہ ختم کر رہا تھا۔۔

"میری کتنی بیویوں کو جانتی ہو تم۔۔۔؟؟"

سلطان کی گرم سانسیں اب اس کے چہرے پر تھیں۔۔۔۔اس کے لبوں پر سجی سرخ لپسٹک بہت حد تک مٹ چکی تھی۔۔۔جس کے بعد ان کا گلابی پن اسے زیادہ اٹریکٹ کرنے لگا تھا۔۔۔اسے مصنوعی چیزیں پسند نہیں تھیں۔۔۔اور اس کی یہ خوش قسمتی ہی تھی کہ جو لڑکی بیوی کے روپ میں اسے ملی تھی اس میں کچھ بھی بناوٹی نہیں

تھا۔۔۔ جس نے اس سے نفرت کی تھی تو وہ بھی دل سے اور اب اگر وہ نفرت محبت میں بدل رہی تھی تو اس میں بھی کسی قسم کا دوغلا پن نہیں تھا۔۔۔

"میں کسی کو نہیں جانتی۔۔۔ آپ پلیز ہٹیں میرے آگے سے مجھے اٹھنا ہے۔۔۔"

اس شخص کی بے رحم گستاخیوں پر اس کا دل ابھی تک معمول پر نہیں آسکا تھا۔۔۔ شہوار کی نگاہیں اس کے بازو پر تھیں۔۔۔ اس نے سلیوز کہنیوں سے اوپر تک فولڈ کر رکھی تھیں۔۔۔ بازو کے نچلے حصے پر مختلف جگہوں پر جلے کا نشان تھا۔۔۔ جہاں پر مرہم لگایا گیا تھا۔۔۔

شہوار کی نگاہیں اس کی کمر کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔ مگر وہ ٹھیک سے دیکھ نہیں پائی تھی۔۔۔

سلطان اس کی نگاہوں کا فوکس دیکھتا زیر لب مسکرایا تھا۔۔۔

"بچ گیا ہوں۔۔۔ زیادہ چوٹ نہیں آئی یقیناً بری خبر ہو گی تمہارے لیے۔۔ تمہارا تو بہت دل کر رہا ہو گا میرے حوالے سے کوئی بری خبر سنو اور جان چھوٹے تمہاری مجھ جیسے بھیڑیے سے۔۔۔"

سلطان لاشاری کو آج ڈھونڈنے پر بھی ان نیلی جھیلوں میں اپنے لیے نفرت نظر نہیں آئی تھی۔۔۔ جو بات اس کے دل کو سرشار کر گئی تھی۔۔۔

جبکہ اس کی کہی بات شہوار کو شدید غصے سے دوچار کر گئی تھی۔۔۔

آنکھوں میں اس کے لفظوں نے ناگواریت بھر دی تھی۔۔۔

"سو جائیں آپ۔۔۔ آپ کی آنکھیں بتا رہی ہیں آپ کو نیند کی اشد ضرورت ہے۔۔۔"

شہوار نے اس کے آگے سے اٹھنا چاہا تھا۔۔۔ تاکہ وہ بیڈ پر آرام سے سو سکے۔۔۔ وہ کتنا تھکا ہوا تھا یہ اس کی بے حد لال آنکھوں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا۔۔۔

مگر اس کے اٹھنے سے پہلے ہی سلطان اس کے دونوں کندھوں پر دباؤ ڈالتا اسے واپس تکیے پر پھینک گیا تھا۔۔۔ اس شخص کی اس

جارحانہ کاروائی پر شہوار نے حیرت زدہ سا ہو کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس کی آنکھوں کی سرخی مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

"کیا بتا رہی ہیں میری آنکھیں۔۔۔۔؟؟"

اس کے دونوں اطراف اپنے بازو جماتا وہ پوری طرح سے اس پر جھک آیا تھا۔۔ اس کی نیلی آنکھوں میں اپنی ڈارک براؤن آنکھوں کو گاڑھتا وہ اسے پھر سے ہپنوٹائز کر گیا تھا۔۔ اس کے خوبرو نقوش سے سجا وجیہہ چہرا شہوار کے بے پناہ قریب تھا۔۔۔ اس کی گرم سانسیں شہوار کی سانسوں میں گھل رہی تھیں۔۔۔

وہ دونوں کتنے ہی لمحے ایک دوسرے کو ایسے ہی تکتے رہے تھے۔۔۔

شہوار اس کے طلسم میں ایسے ہی کھو جاتی تھی۔۔۔وہ اس لیے بہت بار اس کی جانب نہیں دیکھتی تھی۔یہ ساحر اس کی شدید نفرت کو محبت میں بدلنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔شہوار کو اب اس کا کھیل سمجھ میں آنے لگا تھا۔۔۔

"بہت شوق ہے اپنی ان سانسوں کو تکلیف دینے کا۔۔۔"

اس کی گرم سانسیں شہوار کے ہونٹوں کو چھونے لگی تھیں۔۔۔

سلطان کی نگاہوں کے سامنے سے وہ منظر نہیں ہٹ رہا تھا جب وہ انہیلر اپنے پاس پڑے ہونے کے باوجود تڑپ رہی تھی۔۔۔وہ جان

بوجھ کر ایسا کر رہی تھی۔۔۔ یہ خیال ہی سلطان کے اندر آگ لگا دیتا تھا۔۔۔

اس کے لبوں کو اپنی انگلی کی پوروں سے چھوتے وہ اس کے لبوں پر بہت قریب جھکا تھا۔۔۔ شہوار کا دل اس کے کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔۔۔

"انہیں تکلیف دینے کا حق صرف میرے پاس محفوظ ہے۔۔۔ آئندہ ایسی غلطی بھول کر بھی مت کرنا۔۔۔"

شہوار جو یہی سمجھی تھی وہ دور ہو رہا ہے۔۔ سلطان اگلے ہی لمحے اس کی سانسوں پر قابض ہوتا اس کے لرزتے ہاتھوں کو اپنی مضبوط

گرفت میں جکڑ تا تکیے کے ساتھ لگا گیا تھا۔۔۔اس کی مہکتی سانسوں میں دھیرے دھیرے اپنی گرم دہکتی سانسیں انڈیلتا وہ سانسوں کے راستے اس پر اپنا غصہ، خفگی، بے چینی اور بے بر قراری بہت اچھی طرح عیاں کر گیا تھا۔۔۔شہوار کا دل دھک دھک کرتا جیسے پاگل ہوا تھا۔۔۔اسے لگ رہا تھا جیسے اس کی سانسیں آج بیچ میں یہ شخص روک دے گا۔۔۔وہ اس کی گداز انگلیوں کو اپنی مضبوط انگلیوں میں جکڑ تا اس کی سانسوں کو آزادی بخش گیا تھا۔۔۔جبکہ شہوار کی حالت اس لمحے دیکھنے لائق تھی۔۔اس شخص نے اس کے ہاتھوں کو اب بھی نہیں چھوڑا تھا۔۔۔

سلطان کی بے قرار نگاہیں اس کی بیوٹی بون پر تھیں۔۔۔جو اس وقت سانسوں کے مشکل میں پڑنے پر باہر کو ابھر آئی تھی۔۔۔ سلطان لاشاری کو پھر سے بہکانے لگی تھیں۔۔۔وہ جتنا اس لڑکی کے معاملے میں خود پر کنٹرول کر رہا تھا۔۔۔یہ اتنا ہی اسے بہکا رہی تھی۔۔۔

"آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔۔۔میں نے آپ کو ایسی کوئی اجازت نہیں دی۔۔۔۔'

شہوار بہت مشکل سے اپنی سانسوں کو نارمل کرتی بول پانے کے قابل ہوئی تھی۔۔۔

"اجازت مانگی کس نے ہے تم سے۔۔۔"

وہ اب پوری طرح سے بیڈ پر نیم دراز ہوتا بیڈ سے فرار ہونے کی کوشش کرتی شہوار کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے اپنے سینے پر گرا گیا تھا۔۔۔ جبکہ شہوار کو یہ شخص کہیں سے بھی اتنا سیریس نہیں لگا تھا۔۔۔ جتنا دلاور نے اسے بتایا تھا۔۔۔ یہ شخص اس کی طرح اپنی چوٹوں کو بھی سیریس نہیں لے رہا تھا۔۔۔

"آپ نے بولا تھا آپ مجھے قبول نہیں کریں گے۔۔۔ آپ اپنی باتوں سے پلٹ رہے ہیں۔۔۔"

شہوار کا دل اس ستمگر کے آگے باغی ہونے لگا تھا۔۔۔اس کے قرب کا خواہشمند اس سے دور جانے سے انکاری تھا۔۔۔اپنی یہ کیفیت شہوار کو گھبراہٹ میں مبتلا کر رہی تھی۔۔۔باقی کی کسر یہ شخص پوری کر رہا تھا۔۔اس کا جان لیوا لمس اور یہ دیوانہ بناتی قربت کا احساس اس کے سانسوں کو اپنا قرض دار بنا رہا تھا۔۔۔

"میں نے کب بولا میں نے تمہیں قبول کر لیا ہے۔۔۔۔میں اپنی کسی بات سے نہیں پلٹا۔۔۔"

سلطان لاشاری بہت ڈھٹائی کے ساتھ اس کی کہی بات کی صاف نفی کر گیا تھا۔۔۔جبکہ اس کا گستاخیاں کرتا ہاتھ اب شہوار کے بالوں کی

نرماہٹوں کو محسوس کرتا انہیں اپنی مٹھی میں جکڑتا اسے اپنے مزید قریب کر گیا تھا۔۔۔

ان گولڈن براؤن بالوں نے پہلی نظر میں اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔۔ان کا حسن سراہے جانے کے قابل تھا۔۔۔ جس میں سلطان لاشاری کسی قسم کی کنجوسی نہیں کر رہا تھا۔۔۔ جبکہ شہوار کو اپنی سانسیں مزید مشکل میں پڑتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

"پھر دور رہیں نا مجھ سے۔۔۔ آپ نے یہ شادی صرف اپنے گھر والوں کی خوشی کے لیے کی تھی نا۔۔۔۔"

اس کی بوجھل سانسیں شہوار کو ایک بار پھر سے اپنے چہرے پر محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

"بالکل ٹھیک کہاں تم نے۔۔ اپنے گھر والوں کی خوشی کی خاطر میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔ میری دادی جان کو میری شادی کے ارمان کے ساتھ ساتھ میری اولاد دیکھنے کی بھی چاہ ہے۔۔۔ اب ان کی ایک خواہش پوری کر کے دوسری ادھوری چھوڑ دینا بھی تو زیادتی ہے نا۔۔۔۔ "

سلطان اپنی بات مکمل کرتا اسکی بے یقینی کے عالم میں پھیلتی آنکھوں کو خمار آلود نگاہوں سے دیکھتا۔۔۔ باری باری ان دونوں کو چوم گیا تھا۔۔۔ اس کے لمس میں ایک دیوانگی بھرا احساس تھا۔۔

شہوار کی ہتھیلیاں نم ہوئی تھیں۔۔۔ وہ جو اب تک اپنے دشمنوں کو گھماتی آئی تھی۔۔۔ اس شخص نے اسے ہی گھما کر رکھ دیا تھا۔۔۔ وہ پوری طرح سے س کے اعصاب پر اپنا قبضہ جما چکا تھا۔۔۔ اس کا دل اس شخص کے حق میں گواہی دینے لگا تھا۔۔

وہ شاید ہوٹل میں ہوا حادثہ بھول جاتی مگر اس دوران جو حادثہ اس کے دل کے ساتھ ہوا تھا۔۔۔وہ بھول پانا اب ناممکن تھا اس کے لیے۔۔۔۔

"آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔۔۔"

شہوار کی آواز کانپ گئی تھی۔۔وہ اس کے سینے پر پڑی تھی۔۔۔وہ شخص اسے اپنے آپ میں جذب کر رہا تھا۔۔۔

وہ جتنی دور ہونے کی کوشش کر رہی تھی سلطان اسے اتنا اپنے قریب کر لیتا تھا۔۔۔اس لیے اب اس نے تھک ہار کر یہ مزاحمت

ہی ترک کر دی تھی۔۔۔ مگر اس شخص کی گستاخیاں اور من مانیاں آج اس کی کسی بھی بات پر نہیں رک رہی تھیں۔۔۔

شہوار کو اپنے گردن پر اس کے لبوں کا لمس محسوس ہوا تھا۔۔۔ وہ اپنے آپ میں سمٹ گئی تھی۔۔۔ وہ بار بار اس کے بالوں میں چہرا چھپاتا ان کا دیوانہ ہوا جا رہا تھا۔۔۔

شہوار میں ہمت نہیں بچی تھی کہ وہ اسے روک پاتی۔۔ یہ شخص اپنی سحر انگیز شخصیت سے اس کے دل کو جکڑ چکا تھا۔۔ وہ بے بس ہوئی جا رہی تھی۔۔۔

اسے خود پر بہت زیادہ غصہ آرہا تھا۔۔۔ کہاں گئی تھی اس کی نفرت۔۔۔ اتنی جلدی دم کیسے توڑ گئی تھی۔۔

یا اب اس شخص سے نفرت کرنے کے لیے کچھ بچا ہی نہیں تھا۔۔

اس کا اپنی جان پر کھیل کر اس کی جان بچانا۔۔۔۔ اس وقت جب وہ موت کو اپنے بہت قریب محسوس کر کے ہمت ہار چکی تھی۔۔ اس شخص نے اس وقت اسے پکارا تھا۔۔۔ تھوڑی دیر پہلے وہ جس طرح اس کی عزت نیلام کروانے کی کوشش کر چکی تھی اگر اس کی جگہ کوئی اور انسان ہوتا تو مڑ کر اس کی جانب دیکھتا بھی نہیں۔۔۔۔

اس شخص کی یہ ساری باتیں کہیں نہ کہیں اس کا دل جیت گئی تھیں۔۔

ندا کے ساتھ بھی تو اس نے کچھ غلط نہیں کیا تھا۔۔۔ ندا نے اسے بتایا تھا کہ وہ ایک بار ہی ملنے گیا تھا۔۔۔ اور اس دوران بھی اس کی نگاہیں ندا کی جانب اٹھی نہیں تھیں۔۔۔ ہر جانب سے اس کے بارے میں ابھی گواہی ہی مل رہی تھی۔۔۔

تو پھر اس سب میں اس کے دل کا کیا قصور تھا۔۔۔ جو اب اس انسان کے بارے میں کچھ غلط نہیں برداشت کر پا رہا تھا۔۔۔

"اتنی ڈرتی کیوں ہو میرے قریب آنے پر۔۔۔ کس بات کا خوف ہے تمہیں۔۔۔"

سلطان کا دل نہیں چاہ رہا تھا اسے خود سے دور جانے دینے پر۔۔۔

جو مسلسل اسی کوششوں میں تھی کہ وہ کب اسے آزاد کرے اور وہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے اس کے چنگل سے فرار ہو جائے۔۔۔

"نن نہیں۔۔ تو۔۔۔ مم مجھے کسی کا خوف نہیں ہے۔۔۔"

سلطان اس کا چہرا اپنے چہرے کے بہت قریب لے آیا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے شہوار کی زبان لڑکھڑا گئی تھی۔۔ اس کی بے باک خمار چھلکاتی نگاہیں اس کے دل کی دنیا میں طوفان برپا کر رہی تھیں۔۔

"تمہاری نفرت کا اظہار سننے کے لیے میرے کان ترس گئے ہیں۔۔ آج کچھ کہہ کیوں نہیں رہی۔۔۔ کہیں وہ نفرت ختم تو نہیں ہو گئی۔۔"

اس کے ناک کے ساتھ اپنا ناک مس کرتا وہ اس کے لبوں سے وہ نفرت بھرے الفاظ سننے کا خواہاں تھا۔۔۔ جنہوں نے اسے اپنی جانب متوجہ کر کے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔۔۔

"وہ نفرت کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔۔۔ ساری زندگی آپ کے ساتھ رہے گی۔۔۔ بھولنے نہیں دوں گی میں۔۔۔"

شہوار کی گرفت اب اس کی گریبان پر تھی۔۔۔اس کی اس حرکت پر سلطان لاشاری کی آنکھیں لال ہوئی تھیں۔۔۔وہ اس کے بالوں کی گردن میں اپنی چوری ہتھیلی حمائل کرتا اسے اپنے سے قریب تر کر گیا تھا۔۔۔

"بھولنا چاہتا بھی نہیں ہوں میں وہ نفرت۔۔۔۔تمہاری محبت سے بھی زیادہ وہ نفرت عزیز رہے گی مجھے۔۔۔"

سلطان کا انگوٹھا اس کی بیوٹی بون پر تھا۔۔۔

"کک کون سی۔۔کون سی محبت۔۔۔۔؟؟"

یہ سوال پوچھتے شہوار کے لب کانپ اٹھے تھے۔۔۔ سلطان لاشاری کی مقناطیسی آنکھوں میں مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔

"جو بہت جلد ہونے والی ہے تمہیں مجھ سے۔۔۔"

سلطان لاشاری اسے وارن کر رہا تھا۔۔۔ جبکہ شہوار کا دل بری طرح دھڑکنے لگا تھا۔۔۔ وہ ایک بار پھر سے اس شخص سے خوفزدہ ہونے لگی تھی۔۔۔ مگر آج اس خوف کی نوعیت زرا مختلف تھی۔۔۔ وہ اس شخص کے سحر میں جکڑے جانے سے خوفزدہ تھی۔۔۔ وہ محبت کی خطاوار نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔۔"

شہوار کو اپنی ہی آواز اجنبی لگی تھی۔۔۔۔

"آنے والا وقت بتائے گا۔۔۔"

سلطان اپنی بات کہتا جھکا تھا اور کب سے اپنے دل کو تڑپاتی اس کی بیوٹی بون پر اپنے دہکتے لب رکھتا وہ شہوار کی سسکی نکال گیا تھا۔۔۔ اس کی گستاخ مونچھوں کی رگڑ سے اس کی گردن لال ہوئی تھی۔۔۔

شہوار کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس شادی کے بعد اس کی جان اتنی مشکل میں آجائے گی۔۔۔ورنہ وہ کبھی اس کے لیے حامی نہ بھرتی۔۔۔چاہے اس گھر سے نکل جاتی مگر اس شخص کے سحر میں نہ پھنستی۔۔۔

"جاؤ چینج کر کے ریسٹ کرو۔۔۔۔"

اس کی پیشانی پر اپنے دہکتے لب رکھتا وہ اسے آزادی بخش گیا تھا۔۔ شہوار تیزی سے اس کے حصار سے نکلی تھی۔۔۔اس لڑکی کی یہ پھرتیاں دیکھ وہ کھل کر مسکرا دیا تھا۔۔۔

سلطان لاشاری کو اپنے اندر کا سرد پن ختم ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ بہت کچھ تھا جو بدل گیا تھا۔۔۔

شہوار واش روم میں جا چکی تھی۔۔۔جبکہ وہ اٹھ کر اپنے سٹڈی روم میں آ گیا تھا۔۔۔جہاں آتے ہی اس کی آنکھیں ایک دم سے لال

ہوئی تھیں۔۔۔اپنی پیشانی کو مسلتا وہ اپنے اندر اٹھتے ابال کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

ایک غصہ اور قہر تھا جو بہت جلد کسی پر ٹوٹنے والا تھا۔۔۔وہ اپنے اندر اس بپھرے طوفان کو دباتا مناسب وقت کے انتظار میں تھا۔۔۔ سلطان لاشاری کے قہر کو آواز دی گئی تھی۔۔۔اب کچھ بھی بچنے والا نہیں تھا۔۔۔

وہ اپنی دکھتی پیشانی کو مسلتا مٹھیاں بھینچے بیٹھا تھا۔۔

پوری رات اس نے ایسے ہی آنکھوں میں کاٹ دی تھی۔۔۔

یہ لڑکی جب سے اس کی زندگی میں آئی تھی اس کی بہت سی راتیں ایسے کی گزرنے لگی تھیں۔۔ مگر ان راتوں کے جگراتے برے نہیں لگتے تھے۔۔۔ کسی کے تصور سے ایک سرور پورے وجود میں سرایت کر جاتا تھا۔۔۔

پوری رات اس کی بے چینی بھری نگاہیں کمرے کے دروازے پر اٹھتی رہی تھیں۔۔۔۔ یہ سٹڈی اس کے روم سے ہی ملحقہ تھی۔۔۔ بہت بار دل نے وہاں جانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔۔۔ مگر وہ ہر بار بہت ضبط کرتے ایسے ہی بیٹھا رہا تھا۔۔۔

صبح فجر کے قریب وہ جم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔وہاں سے فریش ہو کر وہ کریم کلر کی قمیض شلوار میں ملبوس روم میں آیا تھا۔۔۔

جہاں سامنے ہی وہ بلیک کلر کے سادہ سے لباس میں گیلے بالوں کو ایک جانب کندھے پر ڈالے دوسرے پر دوپٹہ ٹکائے مرر کے سامنے کھڑی معصومیت اور پاکیزگی کا پیکر بنی سلطان لاشاری کے دل کی بے تابی کو کئی گنا بڑھا گئی تھی۔۔۔

وہ جو پوری رات نہیں سو سکی تھی۔۔۔دل انجانے میں اس کا منتظر رہا تھا۔۔۔اس وقت اسے اپنے سامنے دیکھ وہ فوراً سے اپنی نگاہوں کا

زاویہ بدلتی اسب اگنور کرنے کی کوشش کر گئی تھی۔۔جواب اس کے پیچھے مرر کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔

شہوار کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ جبکہ ہاتھوں کہ لرزش مرر میں واضح دکھائی سے رہی تھی۔۔۔

وہ اس کی جانب جھکا تھا۔۔۔ شہوار سختی سے آنکھیں میچ گئی تھی۔۔ مگر وہ اس کی جانب نہیں بلکہ پرفیوم اٹھانے جھکا تھا۔۔۔ شہوار کے دل کے تار ہل چکے تھے۔۔۔اس نے فوراً سے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا۔۔۔وہ شخص لبوں پر بے باک مسکراہٹ سجائے اب بھی اس کی جانب نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

شہوار کی رنگت خفت کے مارے لال ہوئی تھی۔۔وہ اس کے بارے میں کیا سوچ رہا ہو گا۔۔۔

اس شخص نے اس کی بالکل ہی مت مار دی تھی۔۔۔وہ تیزی سے وہاں سے مڑی تھی۔۔۔مگر اب کی بار سلطان اس کی کلائی تھامتا اسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔

وہ سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔

"میں نے تمہیں پہلے دن ہی بتایا تھا کہ میری نظریں ہر دم تم پر ہی ہیں۔۔۔"

اس کے بالوں میں چہرا چھپاتا ان کی اٹھتی دلفریب خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارتا وہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔۔اس کے اس انداز پر شہوار مزید گھبرائی تھی۔

"میں نے تو ابھی کچھ نہیں کیا۔۔۔"

شہوار نیلی آنکھوں میں بھولپن لیے اس شخص کا چین و قرار لوٹ کر لے گئی تھی۔۔وہ اس لمحے اپنی بنا کسی مصنوعی آرائش کے اپنی پاکیزہ سی صورت لیے اتنی حسین لگ رہی تھی کہ سلطان کو اپنا دل بے قابو ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنے دل کی خواہش پر عمل کرتے اس لڑکی کی مہکتی سانسوں کو محسوس کرتا۔۔۔جب اس کا موبائل زور و شور سے بج اٹھا تھا۔۔۔

اسے موبائل کی جانب متوجہ ہوتا دیکھ شہوار کنٹرول سے باہر ہوتی دھڑکنوں کی ساتھ تیزی سے اس کے حصار سے نکلی تھی۔۔۔مگر اگلے ہی لمحے اسے اپنے قدم زمین میں جکڑے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

"کیا تیمور کو ہوش آگیا ہے۔۔۔تم سچ کہہ رہی ہو۔۔۔؟؟"

سلطان کے چہرے پر خوشی کے رنگ پھیلے ہوئے تھے۔۔ جبکہ شہوار کو اپنا دل ساکت ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔ خوف کی شدید لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی تھی۔۔۔

"ہاں میں ابھی آرہا ہوں۔۔۔۔"

بات کرتے اس نے پلٹ کر شہوار کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو فوراً سے سنبھلتی اپنا رخ موڑ گئی تھی۔۔۔ اس کا چہرا پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔۔۔ مگر اس نے سلطان کے سامنے اپنی اندر کی گھبراہٹ کو واضح نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ بالکل ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔۔۔

اب اسے اس شخص کے قہر سے کوئی نہیں بچانے والا تھا۔۔۔

جو صرف شک کی بنیاد پر اسے مارنے کے در پر ہوا تھا۔۔۔اب جب اپنے بھائیوں جیسے دوست سے حقیقت سنے گا تو اسے کوئی نہیں بچا پائے گا اس شخص سے۔۔۔۔

سلطان ایک بھرپور نگاہ اس کے دلفریب سراپے پر ڈالتا تیزی سے کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔

جبکہ شہوار بے جان ہوتے وجود کے ساتھ وہیں بیڈ پر ڈھے گئی تھی۔۔۔۔

اس گھر سے تو فرار ہونا بھی مشکل تھا۔۔۔ہر جانب گارڈز کھڑے تھے۔جو اسے تو کسی صورت نہ جانے دیتے۔۔

"اب کیا کروں میں یہ تو اپنے دوست کی بات پر ہی یقین کرے گا۔۔۔"

شہوار کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔وہ اس شخص کی زندگی میں اعتبار کرنے والے لوگوں میں سب سے آخر پر آتی تھی۔۔۔یا شاید اس شخص کی کسی لسٹ میں تھی بھی نہیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ماشاءاللہ میری پوتی کتنی پیاری لگ رہی ہے۔۔۔"

شہوار اس وقت سب کے درمیان ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھی تھی۔۔۔ سلطان کے علاوہ سب لوگ وہاں موجود تھے۔۔۔

شہوار ان سب کے درمیان موجود تو تھی۔۔ مگر اس کا دھیان کہیں اور تھا۔۔۔۔

سلطان کو گئے تین گھنٹے ہو چکے تھے۔۔۔ یقیناً اب تک تیمور نے اسے سب بتا دیا ہو گا۔۔ یہ سوچ ہی شہوار کی دھڑکنیں منجمد کر دیتی تھی۔۔ اس وقت جو لوگ اس کے واری صدقے جا رہے تھے کچھ دیر بعد انہوں نے اسے دھکے مار کر اس گھر سے نکالنا تھا۔۔۔ شہوار کے حلق سے نوالہ نہیں اتر رہا تھا۔۔۔

"سلطان سے بات ہوئی۔۔۔ تیمور کی کیسی طبیعت ہے اب۔۔۔"

بتول بیگم کو ایک دم سے خیال آیا تھا۔۔۔ تیمور کے ہوش میں آنے کی خبر سب کو ہی مل چکی تھی۔۔ وہ سلطان کے بہت کلوز تھا۔۔۔ اسی وجہ سے اس گھر میں سب کو بہت زیادہ عزیز تھا۔۔

" تیمور اب کافی بہتر ہے۔۔۔ مجھ سے بات بھی کروائی ہے سلطان نے۔۔۔ اللہ کے بہت کرم کیا ہے۔۔۔ بہت جلد وہ چلنے پھرنے کے قابل بھی ہو جائے گا۔۔۔ اور یہاں آپ سے ملنے آئے گا۔۔۔"

فیروز لاشاری انہیں تفصیل بتاتے ہوئے بولے تھے۔۔۔

جو سنتے وہ مسکرا دی تھیں۔۔۔ جبکہ شہوار کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔۔

"کب تک آنا ہے سلطان نے۔۔۔۔ بھئی اسے اس وقت اپنی نئ نویلی دلہن کے ساتھ ہونا چاہے۔۔۔"

راحیلہ لاشاری محبت پاش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے بولی تھیں۔۔ انہیں اپنی یہ معصوم سی بہو بہت پسند تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے ان کے بیٹے کی جان اس آئمہ جیسی تیز طرار لڑکی سے چھوٹ گئ تھی۔۔۔

سلطان نے کل جس طرح شہوار کے لیے اپنی بے تابی سب گھر والوں کے سامنے دکھائی تھی۔۔۔ اس کی وجہ سے وہ گھر والوں کو

مزید عزیز ہو گئی تھی۔۔۔ مگر شہوار جس پریشانی کا شکار تھی۔۔۔ وہ ان لوگوں کے انداز کا والہانہ پن محسوس نہیں کر پائی تھی۔۔۔

"سلطان کو اپنی دلہن کا بہت اچھے سے خیال ہے۔۔۔ اس نے کہا ہے وہ ناشتہ ہمارے ساتھ ہی کرے گا۔۔۔"

فیروز صاحب کے بتانے پر جہاں سب کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ وہیں شہوار کی حالت مزید خراب ہوئی تھی۔۔۔

جب اسی لمحے سلطان کی گاڑی کا ہارن بجا تھا۔۔۔

شہوار کے ہاتھ سے چمچ چھوٹ کر پلیٹ میں گرا تھا۔۔۔ جس سے وہ کھا کم اور کھیل زیادہ رہی تھی۔

"شہوار بیٹے آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ کچھ کھا کیوں نہیں رہیں۔۔۔"

ثانیہ بیگم جو کب سے اس کا یہ گم صم انداز نوٹ کر رہی تھیں۔۔۔ آخر کار پوچھ بیٹھی تھیں۔۔۔ کچھ ہی دنوں میں وہ انہیں اپنے دل کے بہت قریب ہو گئی تھی۔۔۔

وہ کسی سے کھل کر بات نہیں کرتی تھی۔۔۔ ہر وقت خاموش ہی رہتی تھی۔۔۔ مگر اس وقت اس کی زرد پڑتی رنگت کچھ اور ہی کہہ رہی تھی۔۔ ثانیہ بیگم کو بھی وہ کوئی جواب نہیں دے پائی تھی۔۔

"ماما کیا پوچھ رہی ہیں آپ بھابھی سے۔۔۔وہ سلطان بھائی کے آنے سے پہلے بھلا ناشتہ کیسے شروع کر سکتی ہیں۔۔۔انہیں مس کر رہی ہیں۔۔۔"

سدرہ اس کی جانب دیکھتی شوخی سے بولی تھی۔۔۔

اس کی بات وہاں آتے سلطان لاشاری کی سماعتوں نے بھی محفوظ کی تھی۔۔۔مگر وہ اس وقت بالکل سنجیدہ تھا۔۔۔

شہوار کی نیلی آنکھیں اس کے تاثرات دیکھ کر مزید خوفزدہ ہوئی تھیں۔۔۔

جو سب کو سلام کرتا اس کے برابر آن بیٹھا تھا۔۔۔جو چہرا بالکل گود میں گرائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔

سلطان کو اپنی کرسی چھوڑ کر شہوار کے ساتھ بیٹھتا دیکھ سب لوگ اس لڑکی کی اہمیت کا اچھے سے اندازہ لگا گئے تھے۔۔۔بتول بیگم نے بے اختیار ان دونوں کی نظر اتاری تھی۔۔۔

"کھانا شروع کریں۔۔۔۔"

اس کی جانب رخ موڑ تا وہ دبی آواز میں بولا تھا۔۔۔شہوار نے سہمی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ ابھی بھی اس ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

شہوار فوراً نگاہیں موڑ گئی تھی۔۔۔اس کی بے تاثر نگاہوں سے وہ کچھ بھی اخذ نہیں کر پائی تھی۔۔۔

"تیمور نے کچھ بتایا اس لڑکی کے بارے میں۔۔۔؟؟ کیسے وہ حادثہ پیش آیا اس کے ساتھ۔۔۔مجھے تو وہ بچہ بہت شریف لگتا ہے۔۔۔ مجھے نہیں لگتا اس نے کچھ غلط کیا ہو گا۔۔۔"

حشمت لاشاری نے سلطان کو مخاطب کرتے پوچھا تھا۔۔۔جبکہ ان کی بات پر شہوار نے انہیں زہر آلود نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔وہ کیسے کہہ سکتے تھے کہ وہ غلط نہیں تھا۔۔۔

مگر اس کی دھڑکنیں اس وقت اس کے دل میں ساکت تھیں۔۔۔

سلطان کا جواب سننے کے لیے اس کا ہر عضو سماعت بنا تھا۔۔۔۔

"چچا جان میں نے ابھی اس بارے میں کوئی بات نہیں کی اس سے۔۔۔وہ ابھی ابھی ہوش میں آیا ہے۔۔مزید صحت یاب ہو جائے تو اصل مجرم کی گردن میں اپنے ہاتھوں سے دبوچوں گا۔۔۔"

سلطان کے لہجے اور الفاظ میں محسوس کی جانے والی کاٹ تھی۔۔۔جو شہوار کو ہلا کر رکھ گئی تھی۔۔۔

"ہمم اس انسان کا انجام بہت برا ہونا چاہیے۔۔۔"

ریاض صاحب بھی اس کی بات پر تائید کرتے بولے تھے۔۔۔

"جی انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔۔۔"

سلطان پر عزم تھا۔۔۔ جبکہ شہوار کی جان نکل رہی تھی۔۔۔ اسے لگ رہا تھا وہ کسی بھی وقت حواس کھو بیٹھے گی۔۔۔

"آپ ٹھیک ہیں۔"

سلطان نے اس کے کانپتے ہاتھوں کو دیکھتے اس کی جانب گردن موڑی تھی۔۔۔ جو دھیرے دھیرے لرز رہی تھی۔۔۔

اس کی رنگت بالکل سفید پڑ چکی تھی۔۔۔

"جی۔۔"

بہت مشکل سے وہ جواب دینے کے قابل ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ سلطان محویت سے اسے دیکھنے لگا تھا۔۔جو اس وقت سرخ رنگ کی ایمبرائیڈری سے مزین لانگ شرٹ ٹراوزر میں ملبوس ہم رنگ دوپٹہ سر پر جمائے کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہنے سلطان لاشاری کو بری طرح ڈسٹرب کر گئی تھی۔۔۔۔ سرخ دوپٹے کے ہالے میں اس کی دودھیا گلابیاں چھلکاتی رنگت دہک رہی تھی۔۔ سلطان کی نظریں بار بار اس کے کانوں میں پہنے ٹاپس سے الجھ رہی تھیں۔۔۔

یہ وہی ٹاپس تھے جن کی وجہ سے اس نے پہلی بار اسے اپنے پاس بلایا تھا۔۔۔

"ریلیکس کھانا کھاؤ۔۔"

سلطان اس کے یخ بستہ ہاتھ پر اپنا پر حدت ہاتھ رکھتا اسے نجانے کونسا احساس بخش گیا تھا۔۔۔ جبکہ شہوار نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اس کی ڈارک بلو آنکھوں میں آج سرد پن کی جگہ ایک نرم سا احساس تھا۔۔۔ جس کا یہی مطلب تھا کہ وہ ابھی تک کچھ نہیں جانتا۔۔۔

لیکن وہ یہ بھی بہت اچھے سے جانتی تھی کہ اس نرمی کا احساس بہت کم وقت کے لیے تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد ناشتہ کرتے سب مرد کسی ضروری ڈسکشن کے لیے ایک ساتھ اٹھ گئے تھے۔۔۔

شہوار جلدی سے اپنے روم میں آگئی تھی۔۔۔ جہاں رخصتی سے پہلے وہ ٹھہری تھی۔۔۔

اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے۔۔۔

کسی خیال کے زیرِ اثر وہ الماری کے لاکر میں رکھے اپنے بیگ کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

جہاں اس کی بہت اہم چیزیں تھیں۔۔۔ بیگ میں پڑے باکس کو دیکھ اسے تسلی ہوئی تھی۔۔۔ مگر باکس کے علاوہ اس بیگ میں اس کی

ایک ڈائری بھی تھی۔۔۔ جس پر اس نے صرف وہ آرٹیکل لکھ رکھے تھے۔۔۔ جو وہ گمنام لڑکی بن کر سلطان لاشاری کے خلاف لکھتی آئی تھی۔۔۔ جس سے سلطان کی پارٹی کو نقصان بھی بہت ہوا تھا۔۔۔ وہ اس خاندان سے دور رہ کر بھی اسے نقصان پہنچانے کی کوششیں بہت پہلے سے کرتی آئی تھی۔۔۔

اسی نے ہی حسام شاہ کی بیٹی کو اغوا کروایا تھا۔۔۔ اپنی ایک خاص بندی کے ہاتھوں۔۔۔۔ تاکہ وہ اس کا آرٹیکل چھاپ سکیں۔۔۔ اس کی ساتھی تھی جسے اس نے ہمیشہ چھاپ کر رکھا ہوا تھا۔۔۔ اور دوسری ساتھی اس کی یہ ڈائری تھی۔۔۔ جس میں سلطان لاشاری

کے خلاف اس کے دل کا زہر بھرا ہوا تھا۔۔۔ مگر اس ڈائری کو وہاں نہ دیکھ شہوار کو اپنا دل بیٹھتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

"کہاں گئے ڈائری۔۔؟؟ میں نے تو یہاں سے نہیں نکالی۔۔۔ کہیں سامان کے ساتھ سلطان لاشاری کے کمرے میں تو نہیں چلی گئی۔۔۔ اوہ نو۔۔۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔"

شہوار نفی میں سر ہلاتے تیزی سے سلطان کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔۔

جواب اس کا بھی تھا۔۔۔

کمرے میں آتے اس نے ایک ایک شے چھان ماری تھی۔۔۔ مگر اسے ڈائری کہیں نہیں ملی تھی۔۔۔

شہوار کو اب ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میں نے اس ہوٹل کے تمام سٹاف کو فوری طور پر اریسٹ کروالیا تھا۔۔۔ مگر منیجر نجانے کہاں بھاگ نکلا۔۔۔ ہوٹل کے مالک کا بھی کوئی اتا پتا نہیں ہے۔۔۔ پتا نہیں کہاں جا چھپے ہیں۔۔۔ آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی۔۔۔۔ آگ اس طرح اچانک کیسے لگ سکتی ہے۔۔۔ مجھے تو یہ کسی کی کوئی سازش ہی لگ رہی ہے۔۔۔۔"

حشمت لاشاری تشویش کے عالم میں بولتے وہاں بیٹھے گھر کے تمام افراد سے مخاطب ہوئے تھے۔۔جو سب اپنی اپنی طرف سے اس معاملے میں پوچھ گچھ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ہوٹل کے سٹاف کی تمام لوگوں کے بیان ایک جیسے ہی تھے۔۔۔وہ اس بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔۔

یہ شہر کا سب سے لگژری اور مہنگا ہوٹل تھا۔۔۔جہاں آج تک اس قسم کی غفلت نہیں ہوئی تھی۔۔۔

"ہاں مجھے بھی ان لوگوں پر شک ہو رہا ہے۔۔۔ان کے اس طرح سے بھاگ جانے کی وجہ کسی نکلتی ہے بھلا۔۔ضرور اس سب کے

پیچھے ہمارے کسی دشمن کا ہاتھ ہے۔۔۔اس واقع کی اصل شکار شہوار ہی لگتی ہے۔۔۔اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سلطان نے بروقت جا کر اسے بچا لیا تھا۔۔۔ورنہ ہم نے بہت مشکل سے پائی اپنی بچی کو پھر سے کھو دیا تھا۔۔۔لیکن اس بچی نے بھلا کسی کا کیا بگاڑا ہے۔۔۔اسے کوئی کیوں مارنا چاہے گا۔۔۔"

ریاض لاشاری بھی پر سوچ انداز میں گویا ہوئے تھے۔۔۔ جبکہ انہوں نے جس پوائنٹ کی نشاندھی کی تھی۔۔۔سب نے کی چونک کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔سلطان کی نگاہیں باپ کر گڑھ کر رہ گئی تھیں۔۔۔

مگر اگلے ہی لمحے اس نے اپنی نظروں کا زاویہ بدل دیا تھا۔۔۔

"میں اپنی انٹیلی جنٹس کی ٹیمز سے ساری انویسٹی گیشن کروا چکا ہوں۔۔۔ ہوٹل میں آگ لگنا صرف ایک حادثہ تھا۔۔ آپ سب کچھ بھی الٹا سیدھا سوچ کر خود کو پریشان مت کریں۔۔۔ شہوار ٹارگٹ پر نہیں تھی۔۔۔ وہ خود اپنی مرضی سے کمرے میں گئی تھی۔۔۔ کوئی زبردستی لے کر نہیں گیا تھا اسے۔۔۔ اور رہی بات منیجر اور مالک کی تو وہ لوگ صرف خوف کی وجہ سے روپوش ہوئے ہیں۔۔ انہیں اسی بات کا خوف تھا کہ جیسے ان کا پورا سٹاف جیل میں پڑا ہے۔۔۔ ان پر اس سے زیادہ ٹارچر ہو گا۔۔۔ انہوں نے فرار کا

راستہ اپنایا۔۔۔ بھاگ جانے کا مطلب یہ بالکل بھی نہیں ہے کہ وہ مجرم ہیں۔۔۔"

سلطان لاشاری کی کہی آخری بات طنزیہ اور کچھ جتاتی ہوئی تھی۔۔ جیسے وہ ان دونوں کی نہیں کسی اور کی بات کر رہا ہو۔۔۔۔ سلطان لاشاری کی نگاہوں میں اب ہر انسان مشکوک ہو چکا تھا۔۔۔ وہ شاید اب اپنے آپ پر بھی بھروسہ نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

مگر اس کے بولے جانے والی الفاظ وہاں بہت سارے لوگوں کی سوچ کو بدل گیا تھا۔۔۔

"ہاں سلطان بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔مجھے بھی یہی لگتا ہے کہ ہمارے دشمن بھی ابھی تک ہمارے قد سے اتنا اونچا نہیں گئے کہ وہ لاشاری خاندان کے کسی فرد کو نقصان پہنچانے کے لیے اتنی بڑی سازش کر سکتے ہیں۔۔۔مجھے بھی یہ ایک حادثہ ہی لگ رہا تھا۔۔۔اور اب جب سلطان نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے تو میرے خیال میں اس بات کو یہیں پر ختم کر دینا چاہیے۔۔۔ہمارے لیے یہی کافی ہے کہ اس حادثے نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا۔۔۔'

فیروز لاشاری کی بات پر سلطان نے اس کی جانب دیکھتے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔۔

صوفے کی پشت پر سر ٹکاتے وہ کسی کو بھی یہ بات نہیں بتا پایا تھا کہ اس حادثے میں اس کا بہت بڑا نقصان ہوا تھا۔۔۔اس کا دل اس کے اختیار میں نہیں رہا تھا۔۔۔وہ کسی اور کا ہو چکا تھا۔۔

آنسوؤں میں ڈوبی دو نیلی آنکھیں اس کی آنکھوں کے سامنے آتیں اسے بے چین کر گئی تھیں۔۔۔

وہ ابھی وہیں بیٹھا تھا جب اسے بادل خان کی کال آئی تھی۔۔۔

جسے اتنے وقت سے اس نے ایک بہت اہم کام سونپ رکھا تھا۔۔۔

"سر کنیز بی بی ہمیں مل گیا ہے۔۔۔ہم اسے فارم ہاؤس پر لے آیا ہے۔۔اب آگے کیا حکم ہے۔۔۔۔"

بادل خان اپنے مخصوص لہجے میں بول رہا تھا۔۔جو سنتے سلطان کی ڈارک براؤن آنکھوں میں چمک واضح ہوئی تھی۔۔۔

"وہیں رکھو اسے۔۔۔اور دھیان سے اس کے ساتھ کوئی بد سلوکی نہ کی جائے۔۔۔۔ میں بہت جلد وہاں آؤ گا۔۔۔"

سلطان لاشاری نے اسے ہدایت دیتے فون بند کر دیا تھا۔۔۔

محفل برخاست کرتے وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آگیا تھا۔۔۔جس جانب آتے اب اس کا موڈ ایک دم سے خوشگوار ہو جاتا تھا۔۔۔

وہ دبے قدموں سے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔جب سامنے کا منظر اس کی توقع کے عین مطابق تھا۔۔۔ شہوار دوپٹہ بیڈ پر پھینکے کل ملازمہ سے سیٹ کروائی گئی اپنی الماری کو پوری طرح سے الٹ چکی تھی۔

اور اب موبائل ہاتھ میں پکڑے وہ بے چینی کے عالم میں چکر کاٹتی کسی کا نمبر ملا رہی تھی۔۔۔۔ مگر دوسری جانب سے اس کی کال پک نہیں کی جا رہی تھی۔۔۔

"کہاں چلی گئی ہیں آپ۔۔ کال کیوں نہیں پک کر رہیں۔۔۔ اللہ کرے آپ خیریت سے ہوں۔۔۔"

وہ بے چینی کے عالم میں بڑبڑاتی اپنے بالکل پیچھے آن کھڑے سلطان کی جانب دھیان نہیں دے پائی تھی۔۔۔

اس کی بڑبڑاہٹ آج بھی اتنی ہی واضح تھی کہ سلطان کے کانوں تک باآسانی پہنچ گئی تھی۔۔۔

"پلیز نمبر آن کریں۔۔۔کہاں ہیں آپ۔۔۔؟؟"

اس کی پریشانی ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھ رہی تھی۔۔۔بے چینی کے عالم میں وہ پلٹی تھی۔۔۔جب اپنے بالکل پیچھے کھڑے شخص کو دیکھ اس کے لبوں سے بے اختیار خوف کے عالم میں چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔موبائل ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔۔۔

جہاں اب بھی وہی نمبر ڈائل تھا۔۔۔۔

"آپ۔۔۔ آپ کب آئے۔۔۔؟؟"

سلطان کو سنجیدگی سے اپنی جانب دیکھتا پا کر شہوار کی سانسیں اٹکی تھیں۔۔۔

بہت مشکل سے اپنے اعصاب کو ریلیکس کرنے کی کوشش کرتے اس نے لڑکھڑاتے لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

سلطان کی جھک کر اس کا موبائل اٹھایا تھا۔۔۔جو دیکھتے شہوار نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ لی تھیں۔۔۔

مگر وہ اس کا موبائل زمین سے اٹھاتا اسے آف کر کے بیڈ پر اچھال گیا تھا۔۔۔اب اس کی پوری توجہ شہوار پر تھی۔۔۔

"مجھ سے بھی زیادہ بے چینی سے کس کو کال کر رہی تھی۔۔۔بیوی کے انداز میں اتنی بے قراری اور بے چینی تو صرف شوہر کے لیے ہونی چاہیے۔۔۔"

اپنی ڈارک براؤن آنکھوں کو اس کی ڈارک بلو آنکھوں میں گاڑھتا وہ اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔جبکہ شہوار الٹے قدموں پیچھے ہونے لگی تھی۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے جتنا گریز برتری تھی۔۔۔وہ اتنا اسے جکڑ لیتا تھا۔۔۔

پیچھے ہوتے وہ دیوار سے جا لگی تھی۔۔۔

"مم میں اپنی ایک دوست کو کال کر رہی تھی۔۔۔۔"

شہوار کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔۔۔اس نے بہت مشکل سے خود کو بولنے کی قابل کیا تھا۔۔۔

"تمہارا چہرا اتنا لال کیوں ہو رہے ہیں۔۔۔ جیسے کوئی جرم کیا ہو تم نے۔۔۔"

اس کے گلابی گال کو اپنے ہاتھ کی پشت سے چھوتے اس کی نرماہٹوں کو محسوس کیا تھا۔۔۔ جبکہ اس کا لمس شہوار کے چہرے کو مزید لال کر گیا تھا۔۔۔

"میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔۔۔"

اس کے ہاتھ کو اپنے چہرے سے جھٹکا تھا۔۔۔۔

یہ شخص اس کی جان نکال کر رہنے والا تھا۔۔۔۔ایک تو ویسے ہی اس کی جان عذاب میں آئی ہوئی تھی۔۔۔اوپر سے یہ شخص اسے کھل کر سانس بھی نہیں لینے دے رہا تھا۔۔۔

اس کی دھڑکنوں کو دھیرے دھیرے اپنے ساتھ باندھنے لگا تھا۔۔۔

"جرم تو تم نے کیا ہے۔۔۔۔۔جس کی سزا بھی ملے گی۔۔۔"

سلطان کی بات پر شہوار نے سہمی نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

تو اس کا مطلب اسے پتا چل گیا تھا۔۔۔

شہوار کی سانسیں اٹکی تھیں۔۔۔جب سلطان اس کی زرد پڑتی رنگت دیکھ اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے اپنے قریب کھینچ تھا۔۔وہ ایک دم سے اس کے بے پناہ قریب آگئی تھی۔۔۔سلطان کی نگاہوں کا فوکس اس کے کپکپاتے گال تھے۔۔۔جو اس کی بے قراری کو صبح سے بڑھائے ہوئے تھے۔۔۔

"آئندہ اپنے قریب آتا میرا ہاتھ مت جھٹکنا۔۔۔اگلی بار اس جرم کی سزا اس سے بھی بڑی ہو گی۔۔۔۔"

اپنی بات کہتا وہ اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔ شہوار جو کچھ اور ہی سمجھ رہی تھی۔۔۔ اس شخص کے ہونٹوں کی اس جارحانہ کارروائی نے اس کے نازک وجود کو لرزا کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔

شہوار نے اس کے گریبان کو سختی سے مٹھیوں میں جکڑ رکھا تھا۔۔۔ اس کا نازک وجود پوری طرح سے سلطان کے رحم و کرم پر تھا۔۔۔ وہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے اس کے لبوں پر جھکا اپنے دل کی تشنگی مٹا رہا تھا۔۔۔ وہ اپنے ہر ہر عمل سے اس لڑکی کو باور کروا رہا تھا کہ وہ اس کے لیے کتنی اہم ہو چکی تھی۔۔۔۔

اس کی دھڑکنوں کی امین تھی وہ۔۔۔اسے محبت کے رمز میں مبتلا کرنے کی خطاوار تھی وہ۔۔

اس کے پر سکون دل میں بے چینی اور بے قراری بھرنے کا باعث بنی تھی۔۔۔

اس کا دل اب اس کا نہیں رہا تھا۔۔۔

"تم سلطان لاشاری کے معیار سے بھی کہیں اوپر ہو۔۔۔۔میں نہیں جانتا تمہارے معیار تک پہنچ پاؤں گا بھی یا نہیں۔۔۔زندگی میں پہلی بار سلطان لاشاری خوفزدہ ہے۔۔۔"

اس کے بالوں میں اپنا چہرا چھپاتا وہ اس کی دودھیا گردن پر اپنے لبوں کا لمس چھوڑتا بہت ہی مدھم سی سرگوشی کر گیا تھا۔۔۔اس کی شدتوں پر بے حال ہوتی وہ اس کی اس سرگوشی پر ساکت ہوئی تھی۔۔۔

اسے لگا تھا شاید یہ اس کا وہم ہے۔۔۔۔یہ مغرور اور گھمنڈی انسان بھلا اس کے بارے میں ایسا کیسے بول سکتا تھا۔۔۔

اس شخص کے طلسم نے اسے اپنے ساتھ ایسے جکڑ رکھا تھا کہ وہ دور نہیں ہو پائی تھی اس سے۔۔۔۔اس کا گریبان مٹھیوں میں جکڑے وہ اس کے ساتھ لگی کھڑی اس کی شدتیں برداشت کر رہی تھی۔۔۔

وہ اسے جتنا برا اور نفرت کے قابل سمجھتی تھی۔۔۔وہ اس کی سوچ کو پوری طرح سے غلط ثابت کر چکا تھا۔۔۔

شہوار اب بھی اپنی اس سسکتی آخری سانسیں بھرتی نفرت کو قائم رکھنا چاہتی تھی۔۔ مگر ایسا کچھ بھی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔اس نے کبھی نہیں سوچتا تھا کہ وہ اپنی نفرت ہار کر ایسے بے بس ہو جائے گی۔۔

وہ اسے اپنے گھر والوں کے سامنے اتنی عزت دے رہا تھا۔۔۔اس کے ساتھ کوئی ناروا سلوک نہیں کیا تھا۔۔۔

شہوار کا دل صرف سلطان لاشاری کے لیے نرم پڑا تھا۔۔۔ مگر اس کی خاندان والوں کے لیے شہوار کے دل میں آج بھی اتنی ہی نفرت تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"شکر ہے تم ٹھیک ہو گئے ہو۔۔۔ ہم نے تو امید کی چھوڑ دی تھی۔۔۔"

آئمہ بھائی کے پاس بیٹھی اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیے ہوئے تھی۔۔۔ مگر تیمور اس کی بات کے جواب میں کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔

وہ جب سے ہوش میں آیا تھا۔۔۔ گم صُم سا تھا۔۔۔ ڈاکٹر نے یہی کہا تھا کہ اب وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا تھا۔۔

اس کے زخم تو پہلے ہی بھر گئے تھے۔۔۔

"سلطان نے دنیا بھر سے کوئی ڈاکٹر نہیں چھوڑا۔۔۔ تمہیں ہوش میں لانے کے لیے انہوں نے بہت کوششیں کی ہیں۔۔۔ وہ ایک بہترین دوست ثابت ہوئے ہیں۔۔۔"

آئمہ سلطان کی تعریب میں رطب اللسان تھی۔۔۔ وہ چاہتی تھی تیمور پھر سے سلطان کے قریب ہو۔۔۔ اور اسے بھی سلطان کے پاس جانے کا موقع ملے۔۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔۔ ابھی

اس لڑکی کو کہیں دور پھینک آئے۔۔۔یا اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دے۔۔۔تا کہ اس کا سایہ بھی سلطان پر نہ پڑ سکے۔۔۔لیکن وہ ایسا کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ لڑکی سلطان لاشاری کے حصار میں تھی۔۔۔جب تک وہ وہاں تھی اس تک پہنچنا ناممکن تھا۔۔۔

"مجھ پر جس انسان نے حملہ کیا تھا۔۔کیا وہ پکڑا گیا۔؟؟؟"

تیمور نے اتنے وقت میں پہلی بار کوئی سوال کیا تھا۔۔

"نہیں اس کا ابھی تک کچھ پتا نہیں چلا۔۔۔ سلطان نے اس تک پہنچنے کی بہت کوشش کی۔۔۔ مگر اس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔۔۔ تم مجھے بتاؤ کون تھی وہ لڑکی۔۔۔۔؟؟"

آئمہ اسے اس بارے میں بات کرتے دیکھ اس کے قریب ہوئی تھی۔۔۔ جب دروازے سے اندر داخل ہوتا سلطان اپنی جگہ رک گیا تھا۔۔۔

"وہ۔۔۔ وہ چاہیے مجھے۔۔۔ اسے ڈھونڈ کر لاؤ۔۔۔ میں محبت کرتا ہوں اس سے۔۔۔"

تیمور کے بولے جانے والے الفاظ جہاں آئمہ کو شاک کر گئے تھے۔۔۔وہیں دروازے میں کھڑا سلطان لاشاری اپنی مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔۔۔۔

"یہ کیا بول رہے ہو تم۔۔۔؟؟اس لڑکی نے تمہیں قتل کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔بلکہ وہ تمہیں مرا ہوا ہی تصور کر کے وہاں سے گئی ہے۔۔۔اتنی بے دردی سے مارا ہے تمہیں۔۔۔اور تم یہ بول رہے ہو۔۔۔"

آئمہ کو اس وقت اپنے بھائی کی دماغی حالت پر شبہ گزرا تھا۔۔۔

"اس نے جو بھی کیا اس کا بدلہ تو میں اس سے لوں گا ہی۔۔۔"

تیمور کمال کی آنکھوں میں انتقام تھا۔۔۔

سلطان وہیں سے واپس پلٹ گیا تھا۔۔ اندر آکر وہ اپنا ضبط قائم رکھ پاتا اس بات کی گارنٹی وہ خود کو نہیں دے پایا تھا۔۔

"ہم میں سے بھی کوئی نہیں چھوڑے گا اسے۔۔۔ ابھی تم چھوڑو اس سب کو۔۔ اپنے دماغ پر اتنا دباؤ مت ڈالو۔۔۔"

آئمہ اس کے حالت دیکھ کر گھبرا گئی تھی۔۔۔

"ڈاکٹر سے کہو جلدی سے ڈسچارج کریں مجھے۔۔۔ میں اب مزید اس بستر پر نہیں پڑ سکتا۔۔۔"

تیمور کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی وہ لڑکی اس کے سامنے ہو۔۔۔ اور اس کے ساتھ بھی وہ ویسا ہی سلوک کرے جیسا اس لڑکی نے اس کے ساتھ کیا تھا۔۔۔ اتنا بڑا دھوکا دیا تھا اسے۔۔۔

کچھ دیر بعد وہاں لاشاری خاندان کے تمام افراد ہی اسے باری باری ملنے آئے تھے۔۔۔ جن سے سلطان کی شادی ہو جانے کا سن کر وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوا تھا۔۔۔

"سلطان نے شادی کر لی مجھے یقین نہیں ہو رہا۔۔۔

تیمور کے بے یقینی بھرے انداز پر وہ سب ہی مسکرا دیئے تھے۔۔۔

"بڑی پیاری دلہن ملی ہے ہمارے سلطان کو۔۔۔ تم اب ٹھیک ہو گئے ہو۔۔۔ گھر آ کر ملونا اپنی بھابھی سے۔۔۔"

ثانیہ بیگم کے لہجے میں شہوار کے لیے بہت محبت تھی۔۔۔

"جی ضرور آؤں گا۔۔۔ لگتا ہی سلطان بھابھی کی معاملے میں بہت زیادہ پوزیسو ہے کہ انہیں ہاسپٹل میں آنے کی بھی اجازت نہیں دی۔۔۔۔"

بتول بیگم کے علاوہ گھر کے سبھی افراد اس سے آ کر مل گئے تھے۔۔۔ سلطان کی بیوی کا نہ آنا اسے عجیب لگا تھا۔۔۔

جبکہ سلطان اپنی اتنی مصروفیت کے باوجود خود دن میں تین تین بار چکر لگاتا تھا اس کے پاس۔۔۔

"بہت زیادہ۔۔۔۔ اپنی بیوی کے حوالے سے میں زرا سی کوتاہی یا گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔ تم بھی اس معاملے میں زرا کیئر فل رہنا۔۔۔"

سلطان روم میں داخل ہوتا لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سجائے بولا تھا۔۔۔ اس کا انداز ایک دم نارمل تھا۔۔۔ جو آئمہ کو آگ لگا کر رکھ گیا تھا۔۔۔ باقی سب بھی اس کا اپنی بیوی کے لیے یہ انداز دیکھ

مسکرائے تھے۔۔۔ لیکن تیمور کو اس کی ڈارک براؤن آنکھوں میں

عجیب سا تاثر چھلکتا نظر آیا تھا۔۔۔

جسے وہ اپنا وہم مانتا اگنور کر گیا تھا۔۔۔۔

"مجھے تیمور سے کچھ دیر بات کرنی ہے۔۔۔"

سلطان کچھ دیر بعد آئمہ سمیت ان سب کو باہر جانے کا کہتا تیمور کے

پاس آن بیٹھا تھا۔۔۔

"کیسے ہو۔۔۔؟؟"

اس کی کھوجتی نگاہیں اپنے سب سے بہترین دوست کے چہرے کا

معائنہ کر رہی تھیں۔۔۔

"جتنا ٹھیک نظر آرہا ہوں اتنا ہوں نہیں۔۔۔۔بیرونی تکلیف تو بھر گئی ہے مگر اندر آگ جل رہی ہے۔۔۔"

تیمور نے صاف گوئی سے جواب دیا تھا۔۔۔

"اتنی بڑی بات کیوں چھپائی مجھ سے۔۔۔کب سے بات چیت چل رہی تھی اس لڑکی کے ساتھ۔۔۔"

سلطان کی سرخ آنکھیں اس پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔

"پانچ دن پہلے ملاقات ہوئی تھی اس سے۔۔۔وہ بہت پیاری تھی۔۔ پہلی نظر میں ہی پسند آگئی تھی مجھے۔۔۔مجھے لگا تھا جیسے محبت ہو گئی ہو اس سے۔۔۔میں تم سے کچھ نہیں چھپانا چاہتا تھا۔۔۔مگر اس کا یہی

کہنا تھا کہ وہ ابھی کسی کے سامنے نہیں آنا چاہتی۔۔۔اس کا کہنا تھا کہ اگر اس کے گھر والوں کو پتا چلا تو وہ اس کی شادی کہیں اور کر دیں گے۔۔۔وہ بھی مجھے پسندیدگی کی دعوے دار تھی۔۔۔میرے بہت بار محبت کا اظہار کرنے کے باوجود اس نے ایک بار بھی مجھ سے اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا۔۔۔وہ بہت کم بات کرتی تھی۔۔۔مجھے تب ہی سمجھ جانا تھا کہ وہ میرے ساتھ کھیل کھیل رہی ہے۔۔۔مگر میں نے اس کی بات کا یقین کیا۔۔۔"

تیمور کی آنکھوں میں اس وقت اس لڑکی کے لیے انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔۔۔

وہ اسے ڈھونڈ کر ساری زندگی اذیت دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

"اس رات فارم ہاؤس پر کیوں لے کر گئے تھے اسے۔۔۔وہ بھی اتنے خفیہ انداز میں۔۔۔"

سلطان لاشاری کے چہرے کی سنجیدگی میں اضافہ ہو چکا تھا۔۔۔ یہ سوال پوچھتے اس کی آنکھیں بے حد لال ہوئی تھیں۔۔۔

"وہ مجھے اپنے ماضی کے بارے میں کچھ بتانا چاہتی تھی۔۔۔اسی نے وہ سب کرنے کو کہا تھا۔۔۔اور میں اس کی محبت میں پاگل ہو کر اس کی بات مانتا چلا گیا۔۔۔۔"

تیمور اپنی بے وقوفی پر کھول رہا تھا۔۔۔

"اس پانچ دنوں کی محبت کی خاطر۔۔۔۔"

سلطان چاہ کر بھی خود کو اس پر طنز کرنے سے باز نہیں رکھ پایا تھا۔۔۔

اس کے طنز پر تیمور مزید شرمندہ ہوا تھا۔۔۔۔

"کیا بتانا چاہتی تھی وہ اپنے بارے میں۔۔۔کچھ بتایا اس

نے۔۔۔۔؟؟"

سلطان لاشاری کے لہجے کا اتار چڑھاؤ تیمور کو بوکھلاہٹ میں مبتلا کر رہا

تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔اس نے کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔"

تیمور نے یہ بات کرتے اپنی نگاہیں چرائی تھیں۔۔۔

"میں نے محبت کے ہاتھوں اندھا ہوتے اس پر اعتبار کیا اور وہ مجھ پر ہی چھڑیوں کے وار کرتی مجھے مرا ہوا سمجھ کر وہاں سے بھاگ گئی۔۔۔مجھے تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ وہ مجھ سے اتنی نفرت کرتی تھی۔۔۔اس نے بہت بے رحمی سے مارا مجھے۔۔۔"

تیمور نے وہ منظر یاد کرتے جھرجھری سی لی تھی۔۔۔اس لڑکی کی نفرت بھری آنکھوں کا تصور کرتے اس کے دل میں عجیب سا احساس آن ٹھہرا تھا۔۔۔

"بغیر کسی ریزن کے کوئی کسی سے اتنی نفرت کیسے کر سکتا ہے۔۔"

سلطان لاشاری اپنی بات کے جواب میں اس کا سر نفی میں ہلتا دیکھ اس کی جانب سے رخ موڑتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"تم مجھے سے کچھ چھپا تو نہیں رہے ہو۔۔۔؟؟"

سلطان لاشاری نے دوبارہ پلٹ کر اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں کی رنگت سرخی مائل تھی۔۔۔ جیسے خود پر بہت ضبط کیے کھڑا ہو۔۔۔

"نہیں۔۔۔ میں کیوں کچھ چھپاؤں گا۔۔۔ میں جانتا ہوں میں نے تم سے اس لڑکی کے حوالے سے چھپا کر تمہارے اعتبار کو ٹھیس پہنچائی ہے۔۔۔ تمہارا مجھ پر بھی شک کرنا جائز ہے۔۔۔"

تیمور کمال جانتا تھا چاہے کچھ بھی ہو جائے سلطان لاشاری کا مضبوط کندھا ہمیشہ اس کا سہارا بننے والا تھا۔۔۔ جیسے آج تک ہوتا آیا تھا۔۔۔

"میں نہیں جانتا اس نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا۔۔۔؟؟ مگر اس کی نفرت کی شدت بہت زیادہ تھی۔۔۔"

تیمور کے لہجے سے اس لڑکی کی نفرت کا احساس سلطان بھی محسوس کر پایا تھا۔۔۔

اسے بہت حد تک اس کے سوالوں کے جواب مل چکے تھے۔۔۔

تیمور کی حالت وہ بہت حد تک سمجھ رہا تھا۔۔۔

تیمور ان نفرت میں ڈوبی آنکھوں سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔ سوتے جاگتے ہر وقت وہ اس کے تصور میں رہتی تھی۔۔۔

سلطان بنا کوئی مزید بات کیے وہاں سب اٹھ کر جا چکا تھا۔۔ جبکہ تیمور کو اب مزید ایک ہفتے کا انتظار تھا۔۔۔ جب وہ ٹھیک ہو کر کسی بھی قیمت پر اس لڑکی کو ڈھونڈنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"شادی کو اتنے دن گزر چکے ہیں مگر تمہاری مہندی کا رنگ پھیکا ہی نہیں پڑ رہا۔۔۔ لگتا ہے سلطان بھائی بہت زیادہ محبت کرتے ہیں تم سے۔۔۔"

وہ پہلے اپنے روم میں چھپ کر بیٹھ جایا کرتی تھی۔۔۔ مگر اب رخصتی کے بعد سلطان کے بیڈ روم میں اس کے ہوتے ہوئے وہ باہر ہی پائی جاتی تھی۔۔۔ اس وقت بھی وہ لنچ کے بعد اسے روم میں جاتا دیکھ سب کزنز کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔ جن کے ساتھ باتیں کرنا اسے اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ لیکن ان سب کے مسکراتے چہرے اسے اپنے ماں اور بہن کے چہروں کی یاد دلا دیتے تھے۔۔۔ وہ بھی تو اسی سب کی خواہشمند تھیں۔۔۔ مگر بہت بے دردی کے ساتھ ان سے سب کچھ چھین لیا گیا تھا۔۔۔

اس کا دل یہ بات سوچ کر ڈوبنے لگتا تھا۔۔۔ وہ زیادہ دیر ان لوگوں کے مسکراتے چہروں کے درمیان نہیں بیٹھ پاتی تھی۔۔۔ مگر اس وقت سلطان لاشاری کے ہوتے ہوئے کمرے میں جانے سے بہتر تھا۔۔ وہ یہی بیٹھے۔۔۔ اس کی آب یہی روٹین بن گئی تھی سلطان جب گھر پر ہوتا تھا تو وہ روم میں جانے کی غلطی نہیں کرتی تھی۔۔۔ رات کو بھی جب اس کے سو جانے کا یقین ہو جاتا تھا تب وہ روم میں جاتی تھی۔۔۔ سلطان نے بھی اسے دوبارہ نہیں چھیڑا تھا۔۔۔

وہ زیادہ تر اپنے کاموں کے سلسلے میں گھر سے باہر ہی رہتا تھا۔۔۔ شہوار کا دل اب اس کی جانب کھینچنے لگا تھا۔۔۔ بہت مشکل سے اپنے

دل کو ڈپٹ کر سلاتے وہ ہر لمحہ اپنے آپ کو یہ بات باور کرواتی تھی کہ سلطان لاشاری کے ساتھ اس کا ساتھ بہت کم وقت کے لیے تھا۔۔ بہت جلد اسے اس شخص کی نفرت کا سامنا کرنا تھا۔۔ اس شخص کی نفرت کے آگے اس کی محبت نے پاش پاش ہو جانا تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی اس کا انجام اسی شخص کے ہاتھوں بہت بدترین ہونے والا تھا۔۔۔ جسے وہ اپنے دل کا مکین بنا بیٹھی تھی۔۔۔ یہ خیال ہی اس کی اذیت میں مزید اضافہ کر دیتا تھا۔ مگر اس نے اب تک اپنی زندگی میں اتنی تکلیفیں برداشت کی تھیں کہ اس تکلیف کو بھی اپنے سسکتے دل پر لیتے وہ ساری زندگی اس کے ساتھ تڑپنے کے لیے خود کو تیار کر رہی تھی۔۔۔

شہوار تیمور کی جانب سے خاموشی پر بہت زیادہ حیرت کا شکار تھی۔۔۔اس شخص نے ابھی تک اس کا نام کسی کے سامنے کیوں نہیں لیا تھا۔۔۔کیا کرنے والا تھا وہ۔۔۔

وہ اس بات سے انجان تھی۔۔۔

سلطان لاشاری کی آنکھوں میں اپنے لیے وہی نرمی بھرا تاثر دیکھنے کی اسے تھوڑی سے مزید مہلت مل گئی تھی۔۔ یہ بات اندر دل کے کسی کونے کو خوشی سے دوچار کر گئی تھی۔۔۔۔

"ہاں محبت تو کرتے ہیں۔۔۔اور بے پناہ محبت کرتے ہیں۔۔۔جس طرح وہ شہوار کے لیے اس بھڑکتی آگ میں کود ے تھے۔۔کوئی

کسی کے لیے اپنی جان خطرے میں نہیں ڈالتا چاہے جتنی بھی محبت ہو۔۔۔ سلطان بھائی کی حالت اس وقت دیکھنے لائق تھی۔۔ جس طرح دادا جان اور باقی سب کو اپنے پاس سے دھکیلا تھا انہوں نے۔۔۔ میں تو حیران رہ گئی تھی کہ سلطان بھائی کی محبت کی شدت دیکھ۔۔۔"

سدرہ کی بات کا جواب رانیہ نے دیا تھا۔۔۔

شہوار کے گال خود بخود لال ہوئے تھے۔۔۔ اس شخص نے اس کے لیے یہ سب کیا تھا۔۔ شہوار کو یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔ اس نے جس احساس کے تحت بھی کیا تھا۔۔ مگر شہوار اس خیال کو بھی اپنے دماغ

میں نہیں لانے دینا چاہتی تھی کہ سلطان اس سے محبت کرتا ہے۔۔۔
وہ شخص اس سے محبت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

وہ اس کی زندگی میں بہت بعد میں آتی تھی۔۔۔ تیمور کمال اور آئمہ کمال سے بھی بعد میں۔۔۔

اسی شخص کے خیالوں میں گم شہوار نے نگاہیں اٹھا کر سامنے دیکھا تھا۔۔۔جب اسے وہ سامنے گلاس والا کے دوسرے جانب لان میں فون کان سے لگائے ٹہلتا نظر آیا تھا۔۔۔ گرے کلر کے شرٹ ٹراؤزر میں ملبوس وہ دراز قد کسرتی وجود کا مالک وجیہہ شخص اس کے

دل کے تار چھیڑ گیا تھا۔۔۔ فون پر کسی سے بہت غصے میں بات کر رہا تھا۔۔۔ اس کے کنپٹی کی رگیں باہر کو ابھری ہوئی تھیں۔۔۔

جبکہ مٹھیاں بھینچے وہ ایسے دھاڑ رہا تھا جیسے اگر فون کرنے والا اس کے سامنے ہوتا تو اس کے اگلے دانت تو ٹوٹ ہی چکے ہونے تھے۔۔۔

"اف اس شخص کا غصہ جان نکال دیتا ہے۔۔۔"

وہ وہاں کسی اور کو غصے ہو رہا تھا شہوار کو اپنی سانسیں یہاں اکھڑتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ وہ ہر دس سیکنڈ بعد نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھ

رہی تھی۔۔۔اس کی یہ بے اختیاری بھری حرکت وہاں بیٹھی ساری خواتین نوٹ کر چکی تھیں۔۔۔

"آپ کی اپنی ملکیت ہیں۔۔۔ سرعام دیکھ سکتی ہیں۔۔۔اتنی جھجھکنے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔"

لائبہ نے اسے کہنی مارتے چھیڑا تھا۔۔۔جس پر ارد گرد بیٹھی باقی خواتین بھی مسکرادی تھیں۔۔ وہ ان کی کسی بھی شوخی کا جواب دیئے بغیر بس مسکرائے جارہی تھی۔۔۔

"آپ دونوں تو ایک دوسرے کو ایسے دیکھتے تھے جیسے کچا چبھا جائیں گے۔۔یہ نگاہوں میں اتنی بے خودی اور محبت کب اتری۔۔۔"

وہ آج بہت وقت بعد ان کے ہاتھ لگی تھی اس لیے وہ اس خوب تنگ کر رہی تھیں۔۔۔

"اچھا بس چپ ہو جاؤ تم لوگ۔۔۔ تنگ مت کرو میری بیٹی کو۔۔۔"

راحیلہ لاشاری اس کے پاس آن بیٹھتی سب کو مصنوعی گھوری سے نوازتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔ شہوار نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ پورے گھر میں ایک وہ اور ثانیہ بیگم ہی تھیں جو اسے اچھی لگتی تھیں۔۔۔

جن سے وہ اچھے سے بات کر لیتی تھی۔۔۔ یہ بات سب نے ہی نوٹ کی تھی۔۔۔۔ مگر اس کے سامنے کبھی کسی نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔

شہوار نے ان سب کی باتوں سے دھیان ہٹاتے بے اختیار پھر سے اسی کی جانب دیکھا تھا۔۔ جسے دیکھنے کو دل اتاولا ہوا جا رہا تھا۔۔۔ مگر اس بار اس کا دل شدت سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔ کیونکہ اب کی بار وہ کرسی پر براجمان لبوں میں سیگریٹ دبائے بہت ہی فرصت کے ساتھ اسے گھور رہا تھا۔۔۔

شہوار نے گھبرا کر نگاہوں کا زاویہ بدل دیا تھا۔۔۔ جبکہ دل اب بھی دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔

"ہم سب شاپنگ پر جا رہی ہیں۔۔۔ آپ بھی آئیں گی۔۔۔"

رانیہ نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔ وہ سب پہلے سے تیار بیٹھیں ظہیر کی وائف کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔ ان کی بات پر شہوار نے نگاہیں موڑ کر سلطان کی جانب دیکھا تھا وہ اب بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں ابھرتے تاثرات شہوار کے دل کی دنیا میں طوفان برپا کر گئے تھے۔۔۔ پورے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

یہاں رکنا خطرے سے خالی نہیں لگا تھا۔۔۔ فرار بہترین آپشن تھا۔۔۔

"ہاں بھی چلوں گی۔۔ میں اپنا پرس لے کر آتی ہوں۔۔۔"

اس کے مان جانے پر وہ سب ہی خوشگوار حیرت کا شکار ہوئی تھیں۔۔۔۔ کیونکہ اس نے اپنی شادی کی شاپنگ تک بھی خود نہیں کی تھی۔۔

وہ سب باہر آگئی تھیں۔۔ جہاں ان کے لیے گاڑی اور سکیورٹی کے انتظامات پہلے ہی ہو چکے تھے۔۔۔

"کیا ہوا بیٹھو سب۔۔ جانا نہیں ہے۔۔۔؟؟"

انہیں ایسے ہی کھڑے دیکھ حشمت لاشاری قریب آئے تھے۔۔۔

"وہ شہوار نے بھی آنا ہے تو ہم اسی کا ویٹ کر رہی ہیں۔۔۔۔ماما بھی انہیں کے ساتھ ہیں۔۔۔"

لائبہ نے جواب دیا تھا۔۔۔

"تم لوگ جاؤ ان کو میں دوسری گاڑی میں پیچھے بھیجتا ہوں۔۔۔ایک گاڑی میں تو ویسے ہی پورا نہیں آنا سب نے۔۔۔"

انہیں گاڑی میں بیٹھاتے وہ پلٹے ہی تھے جب انہیں شہوار اور ساجدہ بیگم آتی دکھائی دی تھیں۔۔۔

"وہ لوگ ابھی ہی گئی ہیں۔۔ آپ لوگ اس گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔۔۔"

شہوار کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے وہ اسے خوش اور مطمئن دیکھ مسکرائے تھے۔۔۔

مگر شہوار نا محسوس طریقے سے ان کا ہاتھ اپنے سر سے جھٹک گئی تھی۔۔۔جو بات حشمت لاشاری کے ساتھ ساتھ وہاں کچھ فاصلے پر آن کھڑے ہوتے سلطان لاشاری نے بھی نوٹ کی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں سرد پن اتر آیا تھا۔۔۔

"ساجدہ ایک منٹ بات سنو میری۔۔۔"

وہ دونوں بیٹھ چکی تھیں۔۔جب حشمت لاشاری نے ساجدہ بیگم کو اپنے ساتھ آنے کا کہتے ڈرائیور کو شہوار کو وہاں سے لے جانے کا حکم

دے دیا تھا۔۔۔ شہوار کی نظر کچھ فاصلے پر ہی کھڑے سلطان پر پڑ چکی تھی۔۔ اسے حشمت لاشاری کی ساجدہ بیگم کو اس طرح اپنے ساتھ لے جانے والی بات عجیب تو لگی تھی۔۔۔ مگر اس کے دماغ میں اس وقت صرف سلطان لاشاری کی نظروں سے اوجھل ہونا تھا۔۔۔

اس نے ڈرائیور کو تیزی سے وہاں سے نکلنے کا کہا تھا۔۔۔ مگر اس سے بھی پہلے ڈرائیور کو سلطان لاشاری کا حکم مل چکا تھا۔۔۔ جو اسے گاڑی سٹارٹ نہ کرنے کا اشارہ کر چکا تھا۔۔۔

"باہر نکلو۔۔۔"

شہوار کی سائیڈ کا دروازہ کھولتے اسے باہر آنے کا کہا تھا۔۔۔

"مجھے شاپنگ پر جانا ہے۔۔پلیز۔۔۔۔ ہر بات پر کیوں ٹوکتے ہیں مجھے۔۔۔"

شہوار جتنا اس شخص سے فرار چاہتی تھی وہ اتنا اس کے سر پر سوار ہوتا تھا۔۔۔

"اب تک تمہیں تمہاری من مانیاں ہی کرنے دے رہا ہوں۔۔۔ جب اپنی کرنے پر آیا تو یوں فرار ہونے کی جرأت نہیں کر پاؤ گی۔۔۔"

اسے گاڑی سے باہر نکلتا وہ ڈرائیور کو گاڑی وہاں سے ہٹانے کا کہہ گیا تھا۔۔۔۔

"مجھے شاپنگ پر جانا ہے پلیز۔۔۔ جانے دیں مجھے۔۔۔"

شہوار نے اس کی گرفت سے اپنی کلائی آزاد کروانی چاہی تھی۔۔۔

جب سلطان اس کی جانب چہرا موڑتا اسے سرد ترین نگاہوں سے گھورتا اس کی سانسیں روک گیا تھا۔۔۔

"شاپنگ پر جانے سے نہیں روکا۔۔۔ تمہارا یہ شوق ہی پورا کروانے جارہا ہوں۔۔۔"

سلطان نے اس کی نیلی آنکھوں کو گھورا تھا۔۔ جب اب مزید پھیلتی دلکشی کی انتہا پر پہنچتی اس کا ضبط بری طرح آزما گئی تھیں۔۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔؟؟ آپ میرے ساتھ شاپنگ پر آئیں گے۔۔۔"

شہوار کو لگا تھا شاید اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔ سلطان لاشاری اس کے ساتھ شاپنگ پر جائے گا۔۔۔ یہ انتہائی غیر معمولی بات ہی تھی۔۔۔

جس کا یقین اسے تب ہوا تھا۔۔ جب سلطان کا سیکورٹی پروٹوکول وہاں آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔ سلطان نے اس کے لیے اپنی گاڑی کا دروازہ کھول دیا تھا۔۔۔ جس پر بیٹھتے وہ بے یقینی سے اس کی جانب

دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ اس کے برابر ہی بیٹھا اس وقت حد سے زیادہ سنجیدہ تھا۔۔۔

شہوار کو اس کے اتنے غصے میں ہونے کی وجہ سے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔ گاڑی تیزی سے رواں دواں تھیں۔۔

"ہاں بولو دلاور۔۔۔"

اس کے انداز میں ایک بے چینی سی تھی۔۔۔

"سر آپ کو شک بالکل ٹھیک تھا۔۔۔ شہوار بی بی جی جس گاڑی میں جا رہی تھیں اس کی بریک فیل کی گئی تھیں۔۔۔"

اس خبر کی تصدیق کرتے دلاور کا لہجہ بھی پریشانی زدہ تھا۔۔۔

جبکہ سلطان لاشاری کے چہرے پر چھاتے قہر آلود تاثرات اس کے اندر بھرے آتش فشاں کا اچھے سے پتا دے رہے تھے۔۔

شہوار جو اسی کی جانب متوجہ تھی۔۔۔اس کو اتنے غصے میں آتے دیکھ وہ اپنی جگہ گھبرا گئی تھی۔۔۔۔دلاور نے اس شخص کو ایسا کیا بتایا تھا کہ وہ اتنا غصہ کر رہا تھا۔۔

کہیں اس کی پول تو نہیں کھول دی تھی۔۔۔

شہوار کو یہی لگتا تھا کہ وہ اتنا غصہ صرف اسی پر کر سکتا ہے۔۔۔

"مجھے شاپنگ نہیں کرنی۔۔پلیز واپس چلیں۔۔۔"

شہوار کو اس کے تیور دیکھ گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔ جبکہ سلطان جو شدید غصے سے پھٹتے دماغ کے ساتھ یہ بھول چکا تھا کہ اس کے ساتھ یہ نازک دوشیزہ بھی موجود ہے۔۔ جو بہت گہرائی سے اس کا جائزہ لیتی تھی۔۔۔ اس کی نیلی دلنشین آنکھیں سلطان کو اکثر اپنی جانب دیکھتی نظر آتی تھیں۔۔۔ وہ یہ بات اچھے سے سمجھتے ہوئے بھی انجان بن جاتا تھا۔۔۔ اسے وہ نیلی آنکھیں ہر شے بھلائے خود پر جمی اچھی لگتی تھیں۔۔۔۔

وہ عادی ہو گیا تھا ان کا۔۔۔

"کیوں نہیں کرنی شاپنگ۔۔۔۔۔"

سلطان لاشاری موبائل سائیڈ پر رکھتا اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔۔اسے چند سیکنڈز لگے تھے اپنے تاثرات بدلنے میں۔۔۔۔ اپنے غصے کو اندر دباتا وہ گہری نگاہوں سے اس کے حسین سراپے کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔جو اس وقت مہرون رنگ کے لباس میں ملبوس اس کی آنکھوں میں اپنی معصومیت کا خمار طاری کر گئی تھی۔۔۔

وہ بہت ہی فرمانبردار بیویوں کی طرح اس کی بات مانتی اب لائٹ کلرز نہیں پہنتی تھی۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر نفرت کا کھلم کھلا اظہار کرنے والی اب اس کی آنکھوں میں دیکھتے کانپ اٹھتی تھی۔۔۔

سلطان نے ہاتھ بڑھا کر اس کے گود میں رکھے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے لبوں سے لگاتے ان کی نرماہٹ اور گرمائش کو اپنے سانسوں میں اتارتے اس کے بالکل ٹھیک ہونے کا یقین اپنے دل کو دلایا تھا۔۔۔

شہوار کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ یہ شخص کس طرح اس کی حفاظت کر رہا تھا۔۔۔وہ جس نے آج تک کبھی کسی شاپنگ مال کا رخ نہیں کیا تھا۔۔ آج اس لڑکی کی ایک چھوٹی سی ضد پوری کرنے کے لیے اس کے ساتھ جا رہا تھا۔۔۔ شہوار کو اگر اس شخص کے نزدیک

اپنی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا تو شاید اس کے دل میں اس کے خاندان کے لیے موجود آدھے سے زیادہ نفرت نے دم توڑ جانا تھا۔۔۔

شہوار نے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالنا چاہا تھا۔۔ مگر سلطان نے اجازت نہیں دی تھی۔۔۔

"مجھے اکیلے شاپنگ کرنے کی عادت نہیں ہے۔۔۔"

شہوار اپنے ہاتھ پر اس کے لبوں کو لمس محسوس کرتی کنفیوز ہو رہی تھی۔ سلطان لاشاری کی اتنی توجہ کی عادت نہیں تھی اسے۔۔۔ دل میں عجیب سی پکڑ دھکڑ شروع ہو چکی تھی۔۔۔

مگر سلطان نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔ وہ مال کے پچھلے گیٹ سے انٹر ہوئے تھے۔۔ سلطان نے چہرے پر ماسک لگا رہا تھا۔۔۔ تا کہ لوگ اسے پہچان نہ سکیں۔۔ گارڈز کافی فاصلے پر تھے۔ سلطان اس بات کا خیال رکھ رہا تھا کہ شہوار کو کوئی مسئلہ نہ ہو۔۔۔ وہ کھل کر شاپنگ کرے۔۔۔

لیکن شہوار سب سے زیادہ کنفیوز تو اپنے ساتھ چلتے سلطان لاشاری سے ہو رہی تھی۔۔۔ جس نے اپنی مضبوط گرفت میں اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔۔۔ وہ شاندار شخصیت کا مالک شخص ماسک کے باوجود اپنی وجاہت نہیں چھپا پا رہا تھا۔۔

لوگ مڑ مڑ کر اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔خاص کر خواتین کی نگاہیں نہیں ہٹ رہی تھیں اس کے اوپر سے۔۔۔جو بات شہوار کو بہت زیادہ غصہ دلا رہی تھی۔۔۔وہ جو پہلے اس کے ہاتھ پکڑنے سے کنفیوز ہو رہی تھی۔۔۔اب پورے حق کے ساتھ اس کے بازو کو تھامے چلنے لگی تھی۔

اس کا یہ انداز دیکھ چند لمحوں کے لیے ایک دلفریب مسکراہٹ نے سلطان کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔

شہوار کا یہ روپ بہت ہی انوکھا اور دلفریب تھا۔۔۔

وہ دونوں مال کی سب سے بڑی بوتیک میں انٹر ہو چکے تھے۔۔۔

جہاں برینڈڈ بیش قیمت ملبوسات کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔۔ وہاں سٹاف کو پہلے سے ہی الرٹ دیکھ شہوار سمجھ گئی تھی کہ انہیں پہلے ہی انفارم کر دیا گیا ہے۔۔۔

گارڈز باہر ہی رک گئے تھے۔۔۔ وہ چاہتا تھا شہوار کمفرٹیبل ہو کر شاپنگ کر سکے۔۔۔ مگر اس کی اتنے قریب موجودگی اور ساری توجہ اپنے اوپر مبذول ہوتے دیکھ شہوار کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔۔۔ شاپنگ کیا خاک کرتی وہ۔۔۔

سارے ڈریسز پر نظریں گھماتے وہ سلطان کی جانب پلٹی تھی۔۔۔

"مجھے کچھ بھی پسند نہیں آرہا۔۔کچھ نہیں لینا میں نے۔۔۔"

انگلیوں کو مروڑتی وہ اس لمحے سلطان لاشاری کی نظروں کو بری طرح ڈسٹرب کر گئی تھی۔۔ کبھی کبھی وہ اسے خود سے بھی روٹھی ہوئی چھوٹی سی بچی لگتی تھی۔۔۔

"سلطان لاشاری کو ریجیکٹ کر دینے والی لڑکی کو بھلا یہ ڈریسز کہاں پسند آسکتے ہیں۔۔۔"

اس کے انداز میں عجیب سی حسرت چھپی تھی۔۔۔

"میں نے کب ریجیکٹ کیا آپ کو۔۔۔؟؟"

شہوار نے اس کی بات پر گھور کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"تو مطلب نہیں کیا۔۔۔؟؟"

اس کے فوراً بولنے پر وہ اس کے قریب ہوا تھا۔ان کے بیچ صرف ایک قدم کا فاصلہ تھا۔۔۔ شہوار ایک دم سے گھبرا کر پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

"یی یہ ڈریس پیارا ہے۔۔۔مجھے یہ لینا ہے۔۔۔"

شہوار اپنی دھڑکنوں کو اعتدال پر لانے کی کوشش کرتی اس کی جانب سے رخ موڑ گئی تھی۔۔۔اس کا ہاتھ ایک مہرون رنگ کے نہایت ہی خوبصورت ڈریس پر تھا۔۔۔ جس کے گلے اور دامن پر گولڈن کلر کا نفیس کام کیا گیا تھا۔۔۔

"ہمممہ پیارا ہے۔۔۔ مگر یہ زیادہ پیارا ہے۔۔۔"

سلطان اس کے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھتا۔۔۔ اس کے اوپر سے جھکتا آگے کھڑا بیلو ڈریس اتار گیا تھا۔۔۔ وہ جس انداز میں اس کے قریب جھکا تھا۔۔۔ اس کی گرم سانسوں کی تپش شہوار کو اپنی گردن پر محسوس ہوئی تھی۔۔ اس کے لبوں کا لمس محسوس کرتے وہ کسمسا گئی تھی۔۔۔

"مم میں یہ ٹرائے کر کے آتی ہوں۔۔۔"

اس شخص کی یہ بولتی نگاہیں اس کے ہوش بھلا رہی تھیں۔۔۔اس کے ہاتھ سے وہ ڈریس لیتی وہ فرار ہونے کی نیت سے چینجنگ روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

جبکہ سلطان اپنی جگہ پر کھڑا اپنے اعنابی لبوں پر مسکراہٹ سجائے وہیں ایک جانب رکھے صوفے پر آن بیٹھتا سیگریٹ سلگھا گیا تھا۔۔ اس کے اندر اس وقت ایک جنگ چھڑی ہوئی تھی۔۔۔وہ اپنے اندر کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتا اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اس لڑکی کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا۔۔

شہوار کو گئے ابھی ایک منٹ بھی نہیں گزرا تھا جب اندر سے اس کی دلخراش چیخ کی آواز آتی سلطان لاشاری کے دل کو ساکت کر گئی تھی۔۔۔ بوتیک کے گھبرا کر اس جانب آفے سٹاف پر ایک قہر آلود نگاہ ڈالتا وہ تیز رفتاری سے اس جانب بڑھا تھا۔۔

اس کی دہشت کے آگے سب لوگ اپنی جگہ منجمند ہوئے تھے۔۔۔ انہیں خود سمجھ نہیں آئی تھی کہ نجانے اندر ایسا کیا ہوا تھا۔۔۔ دروازہ اندر سے لاک تھا۔۔۔ سلطان کی جانب سے لگائی جانے والی ایک زوردار ضرب سے وہ کھل چکا تھا۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔؟"

وہ تیزی سے اس کے قریب آتا اسے اپنے بانہوں میں قید کر گیا تھا۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اسے اپنی اعصاب اپنے قابو سے باہر ہوتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ شہوار بنا دوپٹے کے اس بے حد فٹنگ والے ڈریس میں جس کی زپ بھی آدھی ادھوری ہی بند کی گئی تھی۔۔اس میں اپنے قاتلانہ حسن کے ساتھ تھر تھر کانپتی ایک کونے میں موجود چھوٹے سے چوہے کو دیکھ چیخیں مار رہی تھی۔۔۔۔جو اس کی چیخوں سے ڈرا سہما دروازہ کھلتے ہی باہر بھاگ چکا تھا۔۔۔۔

سلطان لاشاری جس کا دماغ ابھی پچھلے واقع پر ہی غصے سے ابل رہا تھا۔۔ شہوار کی چیخوں نے اس کے اندر لگی آگ کو مزید بڑھا دیا

تھا۔۔۔ یہاں تک آتے ان چند سیکنڈز میں وہ نجانے کیا کیا سوچ چکا تھا۔۔۔

مگر اس وقت سینے سے لگی اس لڑکی کے ہوش ربا حسن کو دیکھ اسے اپنا دل اختیار سے باہر ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔ آج تک اس نے کبھی کسی کو اس طرح اپنے دل و دماغ کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہیں دی تھی۔۔۔ جس طرح یہ لڑکی کھیل رہی تھی۔۔۔

"وہ چوہا میرے اوپر گرا تو میں ڈر گئی۔۔۔۔"

شہوار کو بالکل اندازہ نہیں تھا کہ یہ شخص اس کی ایک چیخ سن کر اس طرح دروازہ توڑ کر اس تک آن پہنچے گا۔۔۔ وہ اکثر اکیلے میں ایسے

کی ڈر جاتی تھی۔۔۔ خوف سے چیختی تھی۔۔ تو کبھی درد سے۔۔۔۔ مگر کبھی آج تک کوئی اس کی چیخ پر اس طرح اپنا آپ بھلائے نہیں پہنچا تھا۔۔۔

شہوار کا دل بے اختیار شدت سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔ اپنے حلیے کا خیال کرتے اس کی رنگت خفت اور شرم سے لال ہوئی تھی۔۔۔ وہ چینجنگ روم اتنا بڑا نہیں تھا کہ وہ اس کے حصار کو توڑ کر بہت دور جا پاتی۔۔۔

جبکہ سلطان لاشاری تو اسے اپنی بانہوں سے نکل کر دور ہوتے دیکھ وہیں جما کھڑا رہا تھا۔۔۔ اسے اپنی کیفیت پر حیرت ہو رہی تھی کہ وہ اتنا بے اختیار ہو سکتا تھا کسی معاملے میں۔۔۔

وہ اس کے آگے جما کھڑا تھا۔۔ شہوار کو محسوس ہوا تھا کہ اگر وہ مزید ایسے ہی کھڑا اسے گھورتا رہا تھا تو ضرور اس نے اس دنیا سے کوچ کر جانا تھا۔۔۔ اس کا دل بہت بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔۔ جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آن ٹھہرے گا۔ اتنا خوف اسے چوہے سے بھی نہیں لگا تھا۔۔ جتنا اس وقت سلطان لاشاری کی اپنے وجود میں گڑھی نگاہوں کو دیکھ کر ہو رہا تھا۔۔۔

"جلدی سے چینج کرو۔ میں یہیں ہوں۔۔۔"

اس کی جانب سے رخ پھیر تا وہ اپنی پیشانی مسلتا خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ اسے پلٹتے دیکھ شہوار نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے پھر سے اس کے پسینے چھوٹ چکے تھے۔۔۔

"وہ۔۔۔ وہ آپ باہر سے کسی لیڈی کو بلوا دیں۔۔ میری زپ اٹک گئی ہے۔۔۔"

شہوار کو اپنا چہرا تپتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔ اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ کسی ایسی سچویشن میں بھی پھنس سکتی ہے۔۔ اس کے

ڈریس کی زپ اس بری طرح سے اٹک چکی تھی کہ نہ نیچے جا رہی تھی اور نہ ہی اوپر۔۔۔اس کی شکل ایسی ہو رہی تھی جیسے ابھی رو دے گی۔۔۔

اس کی روہانسی آواز سنتے سلطان لاشاری کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئی تھیں۔۔۔

سلطان لاشاری اب اپنی ہی بیوی کی مدد کے لیے باہر جا کر کسی اور کو کہتا۔۔۔یہ بات اس کے لیے انسلٹ سے کم نہیں تھی۔۔۔مگر اس لڑکی کی حالت دیکھ کر لگ رہا تھا کہ اگر وہ اسکے قریب گیا تو اس نے پھر سے بے ہوش ہو جانا تھا۔۔۔اس کے ساتھ شاپنگ پر آتے

سلطان کو ایسی صورتحال کے پیدا ہو جانے کا بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔

"کم ہیئر۔۔ میں ہیلپ کر دیتا ہوں۔۔۔"

سلطان اپنے تاثرات کو نارمل کرتا اس کی جانب پلٹا تھا۔۔۔

شہوار جو اپنا دوپٹہ اٹھا کر کندھوں پر ڈال کر اپنے قیامت خیز سراپے کو کافی حد تک چھپا چکی تھی۔۔۔ اس کی بات پر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"آآ۔۔۔ آپ ہوش میں تو ہیں۔۔۔؟؟ آپ میرے قریب نہیں آسکتے۔۔۔"

خوف کے مارے اس کی آواز لڑکھڑا گئی تھی۔۔ جبکہ اس کی بات سلطان لاشاری نے گھور کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو ایک تو لگ اتنی حسین رہی تھی اوپر سے اس کو انگلی اٹھا کر وارن کرتی اس کا ضبط بری طرح سے آزما گئی تھی۔۔۔

چند قدموں کا فاصلہ طے کرتا وہ آگے ہوا تھا اور اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے اپنے قریب کھینچ چکا تھا۔۔ شہوار سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔۔

"ٹھیک کہا تم نے۔۔۔ ہوش میں نہیں ہوں میں۔۔۔ اور جب میں ہوش میں نہیں ہوتا تو کسی اور کو ہوش میں رہنے بھی نہیں دیتا۔۔۔"

اپنی گرم سانسیں اس کے چہرے پر چھوڑتا وہ اس کی زپ کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔۔ شہوار کی رنگت بے حد لال ہوئی تھی۔۔۔ نیلی آنکھیں اس شخص کے سامنے نہیں اٹھ پائی تھیں۔۔۔ اسے اپنی گردن پر سلطان کی گرم سانسوں کی تپش محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔

سلطان جو آگے کو جھکا اس کی زپ ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا تھا اس کی گردن کی نرماہٹوں پر اپنے دل کو بہکنے سے نہیں روک پایا تھا۔۔۔ وہ اس کی بیوی تھی۔۔۔ ان کے درمیانی تعلقات جیسے بھی تھے مگر وہ اسے چھونے کا حق رکھتا تھا۔۔ اس کا دل بار بار اسے یہی

باور کرواتا اپنا حق استعمال کرنے پر اکسا گیا تھا۔۔۔وہ جھکا تھا اور شہوار کی شفاف گردن پر اپنے لب رکھتا اس کے نازک سراپے کو کپکپا کر رکھ گیا تھا۔۔

اس کی مونچھوں کی چبھن پر شہوار نے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

اپنی کمر پر اس کی انگلیوں کا لمس محسوس کرتے رہی سہی جان بھی نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اسے لگ رہا تھا وہ حواس کھو دے گی۔۔۔ اس کی گردن جلنے لگی تھی۔۔۔جب اسے اپنے زپ نیچے کی جانب کھلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

شہوار کی آنکھوں کی پتلیاں ناقابلِ یقین حد تک سکڑ گئی تھیں۔۔۔

یہ شخص کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

"دوبارہ نہ اٹک جائے اس لیے کھول دی۔۔۔ چینج کر کے باہر آجاؤ میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔"

اس کی نازک کمر کی نرماہٹوں کو دھیرے سے محسوس کرتا وہ اس سے دور ہوا تھا۔۔۔ جبکہ شہوار نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھنے کے قابل نہیں تھی اس وقت۔۔۔ اس نے دوپٹے کو مزید اپنے گرد اوڑھ لیا تھا۔۔

سلطان لاشاری اس کی اس حرکت پر گہری بے باک نگاہ ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔وہ دروازہ بند کر کے گیا تھا۔۔ شہوار نے آگے ہوتے لاک لگا دیا تھا۔۔۔

"یہ کیا ہو رہا میرے ساتھ۔۔۔؟؟ میں اس شخص کو اپنے قریب آنے سے کیوں نہیں روک پاتی۔۔۔۔یہ کیا ہو رہا ہے مجھے۔۔۔؟؟"

اس نے وہاں لگے مرر میں اپنی صورت دیکھی تھی۔۔۔۔جس مین گھلتی سرخیاں اس کی دلکشی میں مزید اضافہ کر چکی تھیں۔۔

دھڑکنوں کو کسی طور قرار نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔ اسے اپنے وجود سے

سلطان لاشاری کی خوشبو اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔۔اسے اپنی آنکھوں میں اس شخص کا عکس واضح نظر آرہا تھا۔۔۔

جس کے ساتھ ہی آنکھوں میں نمی بھی ان ٹھہری تھی۔۔۔اس نے نہ تو اب تک ایک نارمل زندگی گزاری تھی نہ ہی اس کی زندگی میں محبت کی کوئی جگہ تھی۔۔۔

ڈریس چینج کرتی وہ وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔۔جہاں وہ شخص اس کے لیے نجانے کتنی شاپنگ کر چکا تھا۔۔۔مگر شہوار نے اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔

اس سے نگاہیں چراتے وہ اس کے ساتھ ہی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔ان کو رخ باہر کی جانب تھا۔۔۔جب سلطان کوئی کال آنے پر تھوڑے سے فاصلے پر ہوا تھا۔۔شاید وہ اس کے سامنے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

"شہوار۔۔۔۔"

شہوار وہاں کھڑی اس کی منتظر تھی۔۔۔گارڈز بھی ارد گرد مستری سے کھڑے تھے۔۔دیکھنے والوں کو بظاہر یہی لگ رہا تھا کہ وہ اکیلے کھڑی ہے۔۔۔۔جب اپنے نام کی پکار پر وہ پلٹی تھی۔۔۔۔

کچھ فاصلے پر کھڑے ریان کو دیکھ اسے خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔۔۔

کافی وقت گزرا تھا ان لوگوں کے ساتھ اس کا۔۔۔

"ریان کیسے ہو تم۔۔۔؟؟"

شہوار کے مسکرانے پر وہ شہوار کے قریب آیا تھا۔۔۔جو دیکھ گارڈز ایک دم سے الرٹ ہوتے ہاتھوں میں پکڑی گنز ایک ساتھ ریان کے اوپر تان گئے تھے۔۔

"مم میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔"

ریان کی رنگت خوف سے زرد ہوئی تھی۔۔۔ جبکہ شہوار گارڈز کی اس حرکت پر مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی تھی۔۔۔ سلطان بھی فوراً سے قریب آیا تھا۔۔۔

"کون ہے یہ۔۔۔؟؟"

سلطان نے سرد نگاہوں سے ریان کو گھورتے شہوار سے پوچھا تھا۔۔

"دوست ہے میرا کوئی دہشتگرد نہیں ہے۔۔۔ پلیز انہیں بولیں گنز نیچے کریں۔۔۔"

شہوار دانت پیستے خفگی سے بولتی اس کی ڈارک براؤن آنکھوں میں دیکھنے کی غلطی کر گئی تھی۔۔۔جن میں چھائی خفگی اس کی دھڑکنوں کو منتشر کر گئی تھی۔۔۔

"ریان ریلیکس یہ کچھ نہیں کہیں گے تمہیں۔۔۔۔"

سلطان نے گارڈز کو گن نیچے کرنے کا نہیں کہا تھا۔۔اسے شہوار کے ارد گرد موجود ہر شخص ہی مشکوک لگتا تھا۔۔۔اور اس شخص کی آنکھوں میں جو رنگ شہوار کے لیے نظر آرہے تھے۔۔۔وہ سلطان لاشاری کے غضبناکی کو جگا گئے تھے۔۔۔

"زویا اور باقی گھر والے کیسے ہیں۔۔۔ تم دونوں نے شادی کر لی۔۔۔؟؟؟"

شہوار سلطان لاشاری کو یکسر اگنور کرتی ریان سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔ ریان کو گارڈز کی بندوقوں سے بھی زیادہ سلطان لاشاری کی نظروں سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ جیسے وہ اسے آگ اگلتی نگاہوں سے کی بھسم کر دے گا۔۔۔ جبکہ شہوار سلطان کو مٹھیاں بھینچے لال چہرے کے ساتھ جلن کا شکار ہوتے دیکھ مسرور ہوئی تھی۔۔۔ ہر بار یہ شخص اسے زچ کرتا تھا پہلی بار اسے موقع ملا تھا۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ سلطان جیسا زیرک نگاہ شخص ریان کی آنکھوں میں اس کے لیے پسندیدگی بھرے رنگ نوٹ کر چکا ہو گا۔۔۔ اسے یوں جیلس ہوتا دیکھ شہوار کو بہت مزا آرہا تھا۔۔۔

"گھر میں سب ٹھیک ہیں۔۔۔ تم نے کہا تھا تو میں کیسے نہ شادی کرتا اس سے۔۔۔ تم اپنی لائف میں خوش ہو۔۔۔؟؟"

ریان کو شہوار کی وجہ سے تھوڑا حوصلہ ملا تھا۔۔۔ جبکہ ان کی لمبی ہوتی گفتگو دیکھ سلطان لاشاری کا ضبط جواب دے گیا تھا۔۔

"آپ کو ان کی خوشیوں کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔۔ کوشش کیجئے گا دوبارہ ملاقات نہ ہی ہو تو بہتر ہے۔۔۔"

سلطان ایک ایک لفظ چبھا چبھا کر بولتا شہوار کا ہاتھ پکڑے وہاں سے نکل آیا تھا۔۔۔ جبکہ شہوار نے بہت مشکلوں سے اپنے لبوں پر بے ساختہ امڈ آتی محظوظ کن مسکراہٹ کو دانتوں تلے دبایا تھا۔۔۔

"آپ ایسے کیسے کہہ سکتے ہیں میرے دوست کو۔۔۔ مینرز نہیں ہیں آپ کے اندر۔۔۔"

شہوار نے خفگی کا اظہار کرنا ضروری سمجھا تھا۔۔۔ سلطان نے ابھی بھی اس کا بازو نہیں چھوڑا تھا۔۔۔ اس کی مضبوط گرفت میں قید اپنے ہاتھ کو دیکھتے شہوار کو تحفظ کا احساس شدت سے محسوس ہوا تھا۔۔۔ اس نے پہلی بار سلطان لاشاری کا چہرا غصے سے اتنا لال دیکھا تھا۔۔۔ جس میں جیلسی کا عنصر نمایاں تھا۔۔۔

اس شخص کی شاندار پرسنیلٹی کے آگے ہر کوئی ہی دب جاتا تھا۔۔۔ آج تو وہ کچھ زیادہ ہی ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔۔ ہر کوئی ہی اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"مجھے ایسی دوستیاں نہیں پسند۔۔۔ اگلی بار اجتناب برتنا۔۔۔"

سلطان لاشاری کا لہجہ دوٹوک اور رعب بھرا تھا۔۔۔

"خود آئمہ سے دوستی کر سکتے ہیں۔۔ اور میں اجتناب برتوں۔۔۔۔"

شہوار زیر لب بڑبڑائی تھی۔۔ مگر ہمیشہ کی طرح سلطان لاشاری کی سماعتوں سے محفوظ نہیں رہ پائی تھی۔۔۔

"دوست نہیں بہن مانتا ہوں اسے۔۔۔ اس کی جانب سے کیا ہے اس کی زمہ داری میری نہیں ہے۔۔"

سلطان کی بات پر شہوار نے حیرت سے لب واں کیے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو اس کے لیے گاڑی کا دروازہ

کھولے کھڑا تھا۔۔۔ شہوار کا حیرت اور بے یقینی بھرا انداز انتہائی دلفریب تھا۔۔

سلطان نے ہاتھ بڑھا کر اس کی ٹھوڑی اوپر کرتے اس کا منہ بند کیا تھا۔۔۔

"باقی کی خوشی گاڑی میں بیٹھ کر منالینا۔۔۔"

اس کی نیلی آنکھوں میں ابھرتے رنگ دیکھتا وہ معنی خیزی سے بولتا شہوار کی رنگت خفت سے لال کر گیا تھا۔۔۔ اپنی اس بے اختیاری پر خود کو کوستی وہ گاڑی میں رخ موڑ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ یہ شخص اندر

تک اتر جانے والی نظریں رکھتا تھا۔۔۔اس کے ساتھ آکر بیٹھنے پر شہوار کی دھڑکنیں ایک بار پھر سے معمول سے ہٹ چکی تھیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"دادی جان ایک بات پوچھوں آپ سے۔۔۔"

شہوار اس وقت بتول بیگم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔وہ اب اکثر ان کے ساتھ بیٹھنے لگی تھی۔۔۔

"کیوں نہیں میری جان پوچھو۔۔۔"

بتول بیگم اس کی جانب محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے بولی تھیں۔۔۔۔

"میرے بابا کو کیا ہوا تھا۔۔۔؟؟ان کی ڈیتھ کیسے ہوئی۔۔۔؟؟"

شہوار کی آنکھوں کا رنگ ایک دم سے بدلا تھا۔۔۔وہ بیڈ پر بتول بیگم کے بالکل پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔جو بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے نیم دراز تھیں۔۔۔

اس کے سوال پر ان کی رنگت زرد ہوئی تھی۔۔۔۔ اپنے بیٹے کی ذکر پر آنکھوں کے کنارے نم ہوئے تھے۔۔۔ان کے سامنے اسحاق لاشاری کا ذکر نہیں کیا جاتا تھا۔۔۔ان کی طبیعت خراب ہونے لگتی تھی۔۔

شہوار کو یہ بات پتا چل چکی تھی۔۔۔

اسے خوف محسوس ہو رہا تھا کہ سلطان لاشاری کی قربت میں رہتے وہ کہیں اپنی یہ نفرت بھی نہ ختم کر بیٹھے۔۔۔۔ وہ شخص جس طرح اس پر اپنا سحر طاری کر کے اسے ہر شے بھلا دیتا تھا۔۔۔ شہوار کا دل آہستہ آہستہ اس کے قابو سے باہر ہونے لگا تھا۔۔۔

اس کی منزل یہ نہیں تھی۔۔۔ سلطان لاشاری نے اب تک اس کے ساتھ جو بھی کیا تھا۔۔ اس کا دل اس کا ہر ستم معاف کر چکا تھا۔۔۔۔ اس شخص کے معاملے میں دل پر کوئی اختیار ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ وہ چاہ کر بھی اپنی نفرت سلطان لاشاری کے لیے برقرار نہیں رکھ پا رہی تھی۔۔۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کی اصلیت جاننے کے بعد اس

گھر سے دھکے مار کر باہر نکالنے اور جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچانے والا پہلا شخص بھی وہی ہونے والا تھا۔۔۔

اس بات سے آگاہی کے باوجود وہ اب سلطان لاشاری کو کوئی نقصان پہنچانے کی متحمل نہیں تھی۔۔۔اس کے معاملے میں دل پوری طرح سے خود سر ہو چکا تھا۔۔۔

لیکن وہ اس کے خاندان کے ان لوگوں کو نہیں بخش سکتی تھی۔۔۔۔ جنہوں نے اس کے پیاروں کو اذیت دی تھی۔۔۔

"اس کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔۔۔۔"

بتول بیگم نے لڑکھڑاتی زبان میں جھوٹ بولا تھا۔۔۔وہ اس لڑکی کے لیے اپنے پوتے کی آنکھوں میں محبت دیکھ چکی تھیں۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ ماضی کی کسی بھی بات سے بد ظن ہو کر انہیں پھر سے چھوڑ جائے۔۔۔

ان کا مصلحت کے تحت بولا جانے والا جھوٹ شہوار کو مزید بد گمان کر گیا تھا۔۔

"جھوٹ بول رہی ہیں آپ۔۔۔خود کشی کی تھی میرے بابا نے۔۔۔ اور انہیں ایسا کرنے پر آپ نے مجبور کیا تھا۔۔۔آپ اور آپ کے گھر والے قاتل ہیں میرے بابا کے۔۔۔کونسی ماں اپنی اولاد کے

ساتھ ایسا کرتی ہے۔۔۔ جیسا سلوک آپ نے میرے بابا کے ساتھ کیا۔۔۔ جرم کیا تھا ان کا۔۔۔ آپ کی مرضی کے خلاف جا کر اپنی محبت کی شادی کرنا۔۔ جسے آپ نے ان کا اتنا بڑا گناہ بنا کر رکھ دیا کہ اس کی سزا ان کے لیے موت تجویز کر دی گئی۔۔۔"

شہوار ان کے ہاتھوں کو دور جھٹکتی۔۔۔ آگ اگلتے لہجے میں بول رہی تھی۔۔۔

جبکہ بتول بیگم تو اس کی آنکھوں میں سب کے لیے اتنی نفرت دیکھ ساکت رہ گئی تھیں۔۔۔ وہ اس کی نفرت کے آگے کچھ بول نہیں پائی تھیں۔۔۔

"بولیں کیوں کیا ان کے ساتھ آپ لوگوں نے ایسا۔۔۔کتنے ظالم ہو آپ لوگ۔۔۔۔ان کے مرنے کے بعد ان کی بیوی بچوں کو بھی یہ گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔۔۔"

شہوار ان کی بگڑتی حالت کے باوجود اپنی نفرت کو باہر آنے سے نہیں روک پا رہی تھی۔۔۔

"میں مانتی ہوں اسحاق کے ساتھ بہت ناانصافی کی میں نے۔۔۔میرا بچہ میری وجہ سے مرا ہے۔۔۔اس کے مرنے کے بعد۔سے یہ اذیت مجھے جینے نہیں دے رہی۔۔۔اگر مجھے پتا ہوتا میری ضد اور ناراضگی میرے بیٹے کو مجھ سے چھین لے گی تو میں کبھی اس کو تنگ نہ

کرتی۔۔۔اسے سکینہ کو طلاق دینے پر مجبور نہ کرتی۔۔۔مجھے نہیں پتا تھا وہ اپنی بیوی سب اتنی محبت کرتا ہے کہ اسے چھوڑنے کے بجائے موت کو گلے لگالے گا۔۔۔لیکن سکینہ کو ہم نے گھر سے نہیں نکالا۔۔۔وہ خود گھر سے بھاگی تھی۔۔۔ اور تم لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لے گئی۔۔۔میں ساری زندگی تڑپی ہوں تمہاری اور کنزا کی صورت دیکھنے کو۔۔۔"

بتول بیگم اپنی صفائی دے رہی تھیں۔۔۔۔مگر شہوار اس وقت ان کی کوئی بھی بات سننے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔۔۔بتول بیگم کی بگڑتی حالت بھی شہوار کے دل سے ان کی نفرت کو کم نہیں کر پائی

تھی۔ وہ اسے اپنی تکلیف بتانا چاہتی تھی۔۔۔۔اپنی قبر تک ساتھ لے جانے والا پچھتاوا۔۔

مگر شہوار نے ان کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ٹوک دیا تھا۔۔۔

"پھر سے جھوٹ بول رہی ہیں آپ۔۔۔کچھ تو خدا کا خوف کریں۔۔۔میری مری ہوئی ماں پر الزام لگا رہی ہیں اب بھی۔۔۔۔ ابھی بھی رحم نہیں ہے تم لوگوں کے دلوں میں۔۔۔ میری ماں کی عزت محفوظ نہیں تھی اس گھر میں۔۔۔وہ بیوہ عورت عدت کے دوران اپنے مرحوم شوہر کے گھر سے اپنی عزت بچا کر بھاگی تھی۔۔۔"

شہوار نفرت کی انتہا پر پہنچتی چیخ اٹھی تھی۔۔۔

بتول بیگم اس کے اس انکشاف پر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی نفرت دیکھتیں نفی میں سر ہلا رہی تھیں۔۔۔ شہوار کی باتیں سنتے ان کی دل پر بہت بھاری بوجھ آن گرا تھا۔۔۔

وہ دور جا کر کھڑی ہوتی شہوار کو اپنے پاس بلا رہی تھیں۔۔۔ مگر شہوار کی نفرت ان کے دل میں درد کی شدید لہر اٹھا گئی تھی۔۔۔

انہیں اپنی دائیں سائیڈ ساکت ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ ان کی زبان ان کا ساتھ دینے سے انکاری تھی۔۔۔ اسی طرح تڑپتے ان کا سر ایک جانب لڑھک گیا تھا۔۔۔

شہوار نفرت آمیز نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔

اس عورت نے اس کی ماں کا جینا حرام کیا تھا۔۔۔اس کے باپ کو خودکشی کرنے پر مجبور کیا تھا۔۔۔ان کو الگ کرنے کی خاطر انہیں ذلیل اور رسوا کیا تھا۔۔۔اس کی ماں کو بلیک میل کیا تھا کہ وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر چلی جائیں۔۔۔

اس عورت نے ماں ہو کر رحم نہیں کھایا تھا۔۔۔وہ رحم کیوں کھاتی پھر۔۔۔۔

شہوار تیزی کے ساتھ روم سے نکلی تھی۔۔۔اس کا چہرا آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔پورا جسم لرز رہا تھا۔۔۔

روم سے نکلتے ہی گھبراہٹ کے عالم میں دھندلی ہوتی آنکھوں کے ساتھ سامنے آتے سلطان کو نہ دیکھ پاتی اس کے سینے سے ٹکرا گئی تھی۔۔سلطان نے اس کے کانپتے وجود کے گرد بازو کی حمائل کرتے اسے سہارا دیا تھا۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔۔؟؟"

اس کا بھیگا چہرا اور غیر ہوتی حالت دیکھ سلطان کے ماتھے پر سلوٹیں نمودار ہوئی تھیں۔۔۔ڈارک براؤن آنکھوں میں اس کے لیے فکر تھی۔۔۔لہجہ پریشانی سے لبریز تھا۔۔۔

شہوار نے اس کی آواز سنتے آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں۔۔اس وقت یہاں کوئی بھی دوسرا انسان آجاتا مگر اس شخص کو ابھی یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔

اس کے دل نے بے اختیار دوہائی دی تھی۔۔۔اس کے خاندان سے نفرت کی دعوے دار اس شخص کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ پانے کی ہمت نہیں کر پائی تھی۔۔۔

ان ڈارک براؤن آنکھوں میں یہ فکر آخری بار کے لیے ہی تھی۔۔۔

اس کے بعد ان میں اس کے لیے نفرت کے سوا کچھ نہیں ہونا

تھا۔۔۔اس نے آخری بار سلطان کی ان ڈارک براؤن مقناطیسی

نگاہوں میں دیکھا تھا۔۔۔اور اگلے ہی لمحے اس کا حصار توڑتی اس سے

دور ہوئی تھی۔۔۔سلطان کو اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا نظر آیا تھا

کہ وہ اس کے پیچھے جانے کے بجائے تیزی سے کمرے میں داخل ہوا

تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شہوار کو اپنے روم میں آئے کافی گھنٹے گزر چکے تھے۔۔۔اس نے وہاں سے آنے کے کچھ وقت بعد ایمبولینس کی آواز سنی تھی۔۔ مگر وہ کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔اس کی حالت اب بھی ویسی ہی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں اب بھی نفرت بھری تھی۔۔۔اسے اپنے کیے پر کوئی پچھتاوا نہیں تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار اپنی روتی تڑپتی ماں اور زخموں سے چور اپنی بہن کا وجود گھوم رہا تھا۔۔اس کی اذیت کم ہونے کے بجائے مزید بڑھ رہی تھی۔۔۔

وہ منتظر تھی کہ سلطان لاشاری کب آئے گا اور اسے اس کی سزا سنائے گا۔۔

وہ حیرت زدہ تھی کہ اب تک گھر کا کوئی بھی فرد اس کے آگے اپنی نفرت کا اظہار کرنے کیوں نہیں آیا تھا۔۔۔اسے اب تک بتول بیگم کی حالت کا زمہ دار کیوں نہیں ٹھہرایا گیا تھا۔۔سلطان اسے کمرے سے نکلتے دیکھ چکا تھا۔۔۔وہ سب جانتا تھا کہ یہ اسی نے کیا تھا۔۔

رو رو کر اس کی آنکھیں درد کرنے لگی تھیں۔۔۔اس کی اذیت ہر لمحے کے ساتھ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔جب دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی تھی۔۔۔وہ بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے نیچے کارپٹ

پر سکڑی سمٹی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔اس نے اپنا چہرا گھٹنوں میں چھپا رکھا تھا۔۔۔سلطان لاشاری کے قدموں کی چاپ وہ اچھے سے پہنچانتی تھی۔۔

اسے اپنے قریب آکر رکتے دیکھ وہ اپنی آنکھیں سختی سے میچ گئی تھی۔۔۔

اس شخص کی نفرت کا تصور کرتے اس کا دل کرلانے لگا تھا۔۔۔اسے محسوس ہو رہا تھا۔۔۔اس کا دل یہ اگلا صدمہ برداشت کرنے سے پہلے ہی بند ہو جائے گا۔۔۔بہت اذیتیں سہیں تھیں۔۔۔اب اس مقام پر آتے اس کا دل ٹوٹ چکا تھا۔۔۔

اسے ایک دم سے اپنا پہلو سلگتا محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ اس کے ساتھ آن بیٹھا تھا۔۔۔

"کس بات کا سوگ منایا جا رہا ہے۔۔۔؟؟"

سلطان لاشاری کا سرد و سپاٹ لہجہ اس کی سماعتوں سے ٹکرایا تھا۔۔۔

شہوار کا ہلتا وجود ایک دم سے ساکت ہوا تھا۔۔۔اس کے لہجے میں غصہ تھا مگر نفرت نہیں تھی۔۔۔شہوار نہ چاہتے ہوئے بھی چہرا اٹھا کر اس کی جانب دیکھ گئی تھی۔۔وہ اس کے بے پناہ قریب بیٹھا تھا۔۔۔

تک اپنے گھر میں کیوں رکھا ہوا تھا۔۔۔ دھکے مار کر گھر سے کیوں نہیں نکال رہا تھا۔۔۔ وہ تو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا کہ بتول بیگم کی حالت کی زمہ دار وہی تھی۔۔۔

سلطان نے اپنا بازو پھیلایا تھا اور اس کے نازک وجود کو کھینچ کر اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔ اس کی آنکھیں بے حد لال ہو چکی تھیں۔۔۔ جبکہ شہوار جو اس وقت اندر سے پوری طرح سے توڑ پھوڑ کا شکار تھی۔۔۔ ایک مضبوط سہارا پاتے ہی اس کے سینے پر سر رکھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔ وہ اپنی ماں کا جنازہ اٹھتے دیکھ بھی نہیں روئی تھی۔۔۔ اپنی بہن کی اذیت پر بھی اپنے آپ کو پتھر کر گئی تھی۔۔۔

اپنے دل سے عہد کر گئی تھی کہ وہ اپنے دشمنوں کو بھی ایسے ہی رلائے گی۔۔۔

مگر آج اپنا عہد پورا کر کے بھی وہ اذیت میں تھی۔۔۔اس کے سینے پر سر رکھے وہ اپنے اندر رکھا وہ ہر دکھ آنسوؤں کے راستے نکالتی چلی گئی تھی۔۔اس کی شرٹ کو سینے سے جکڑے وہ بس روئے جا رہی تھی۔۔۔سلطان لب بھینچے بیٹھا ضبط کی انتہا پر پہنچتا اس کے نازک وجود کو اپنے سینے میں قید کر گیا تھا۔۔۔

وہ اس کا خوف بہت اچھے سے سمجھ رہا تھا۔۔۔اس کی یہ تکلیف سلطان کی برداشت سے باہر تھی۔۔مگر وہ چاہتا تھا کہ شہوار اپنے

سارے آنسو آج ہی بہادے۔۔۔اپنے اندر بھری ساری اذیت نکال دے۔۔۔

"میں بہت نفرت کرتی ہوں اس گھر کے لوگوں سے۔۔۔سب کو ختم کر دینا چاہتی ہوں۔۔۔"

اس نے پہلی بار واضح طور پر اپنی نفرت کا اعتراف کیا تھا۔۔۔

"اور میں۔۔۔۔میں بھی ان گھر والوں میں شامل ہوں؟ مجھ سے بھی اتنی ہی نفرت ہے؟؟؟"

سلطان اس کی پیشانی پر لب رکھے پوچھ رہا تھا۔۔۔جس کا دوسری جانب سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔

جس کا مطلب سمجھتے وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔۔

شہوار جو اس کے مضبوط سینے میں چھپی اپنی اذیت اس کے حوالے کر گئی تھی۔۔ ایکدم سے اپنے بے وقوفی کا احساس ہوتے اس نے دور ہونا چاہا تھا۔۔۔ مگر سلطان نے اسے ایسا نہیں کرنے دیا تھا۔۔۔

"تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہوں۔۔۔۔ مجھے اپنی نفرت کی وجہ بتا سکتی ہو۔۔ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔۔۔ وعدہ کرتا ہوں تم سے۔۔۔"

سلطان لاشاری اس کے بالوں میں چہرا چھپائے اس کے کان کی لوح پر جھکا اپنے لبوں کی ہدت بخشتا اسے اپنے ساتھ کا یقین دلانے لگا

تھا۔۔۔وہ بس یہی چاہتا تھا یہ لڑکی اس پر اعتبار کر کے اسے سب بتا دے۔۔۔

اس کی بات پر اذیت سے مسکراتے شہوار نے اپنی آنسوؤں سے بھری نیلی آنکھیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ اس وقت پوری طرح سے اس کی گود میں سمائی ہوئی تھی۔۔۔وہ اسے اپنی آغوش میں بھرے اپنی مضبوط بانہوں کی حصار میں قید کیا اس پر جھکا ہوا تھا۔۔

شہوار کا دل چاہا تھا اس شخص کو اپنا مضبوط سائبان مان کر وہ اس کے آگے اپنا ہر دکھ بیان کر دے۔۔۔ لیکن پھر اگلے ہی لمحے وہ اذیت سے مسکرا دی تھی۔۔۔

وہ ابھی چند مہینے پہلے ملی تھی اس سے۔۔۔ اس کی خاطر وہ اپنے شروع سے چلتے آرہے رشتوں کو مجرم قرار نہیں دے سکتا تھا۔ اس کے پاس اپنے دشمنوں کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا۔۔۔ اس نے پہلے مقام پر ہی ہر جانا تھا۔۔۔ یہ شخص اپنے گھر والوں کے آگے اس کا بھروسہ نہیں کرنے والا تھا۔۔۔

وہ ایک دم سے اس کے حصار سے نکلتی اس سے دور ہوتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"آپ کیا سمجھتے ہیں اس طرح میرے ہمدرد بن کر مجھ سے سب کچھ پوچھ لیں گے۔۔۔ اور پھر اپنے ہاتھوں سے میرا گلا دبا دیں گے۔۔۔ اتنی بے وقوف نہیں ہوں جتنا آپ نے سمجھ رکھا ہے۔۔۔ آپ سمیت آپ کے گھر کے کسی بھی فرد کے لیے میرے دل میں کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔ آپ نے اس دن میری جان بچائی تھی۔۔۔ مجھے لگا شاید میں غلط شک کر رہی تھی آپ پر۔۔۔ آپ ایسے نہیں ہیں۔۔۔ مگر اب مجھے سمجھ آ رہی ہے لاشاری خاندان کے سب سے

زیادہ خطرناک انسان آپ ہیں۔۔۔ آپ نے میری جان صرف اسی لیے بچائی تھی کیونکہ آپ کے ابھی بہت سارے سوال باقی تھے۔۔۔ آپ کو کنزا کا پتا چاہیے تھا، آپ کو اپنے دوست پر حملہ کرنے والے انسان کا شک مجھ پر تھا۔۔۔ آپ نے اس حادثے کے بعد میرے ساتھ اچھا رویہ رکھا۔۔۔ تاکہ مجھ سے سارا سچ نکلوا سکیں۔۔۔ ابھی بھی آپ وہی ناٹک کر رہے ہیں۔۔۔ میں نے آپ کی دادی کے کانوں میں کڑوے سچ کا زہر گھول کر انہیں اس حالت تک پہنچایا ہے۔۔۔ میں حیران ہو رہی تھی کہ یہ جانتے ہوئے بھی آپ نے مجھے ابھی تک کچھ کہا کیوں نہیں۔۔۔ جیل میں کیوں نہیں ڈلوایا۔۔۔

اب سمجھ آ رہی ہے مجھے کہ آپ یہ پیار، محبت کا دھوکا کر کے میرے منہ سے سچ سننا چاہتے ہیں۔۔۔ آپ نے خود کہا تھا نا مجھ سے آپ کے آگے بہت کچی کھلاڑی ہوں میں۔۔۔۔ آپ نے وہ بات ثابت بھی کی۔۔۔ آپ ہے بچھائے جانے والے محبت کے کھیل میں الجھ کر میں کمزور پڑی۔۔۔ آپ کی نفرت کو اپنے دل سے نکالنے پر مجبور ہوئی۔۔۔ بہت برے ہیں آپ۔۔۔؟؟ باقی سب کو معاف کر بھی دیا آپ کو تب بھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔ میرے دل سے کھیلیں ہیں آپ۔۔۔ کتنی بڑی گدھی ہوں نا میں۔۔۔ آپ نے تو پہلے دن ہی مجھے بتا دیا تھا کہ میں آپ کے معیار کی نہیں ہوں۔۔۔ آپ مجھ جیسی لڑکیوں کی جانب دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔۔۔ یہیں اسی جگہ

بولا تھا نا آپ نے کہ کبھی قبول نہیں کریں گے مجھے۔۔۔میں پھر بھی دھوکا کھا گئی۔۔۔میرے ساتھ یہی ہونا چاہیے۔۔۔میں اپنے مقصد سے کچھ وقت کے لیے ہی سہی مگر کیوں بھٹکی۔۔۔"

شہوار ایک ہی سانس میں بولتی آخر میں سانس اٹک جانے کی وجہ سے رکی تھی۔۔۔ایک ساتھ اتنا بولنے اور مسلسل رونے کی وجہ سے اس کا سانس اکھڑنے لگا تھا۔۔۔

اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ جذبات میں بہہ کر وہ مقابل پر اپنے دل کا کتنا بڑا انکشاف کر گئی تھی۔۔۔۔جو بات آج تک وہ اپنے

سامنے کرنے سے بھی ڈرتی تھی۔۔۔اس کا اقرار سلطان لاشاری کے سامنے کر گئی تھی۔۔

"آپ نے مجھے اس رات اسی لیے بچایا تھا نا کہ ہر روز مجھے ایک نئی موت مار سکیں۔۔۔مبارک ہو۔۔۔اپنے مقصد میں بہت اچھی طرح سے کامیاب ہوئے ہیں آپ۔۔۔آپ نے میرے دل کے ساتھ جو کھیل کھیلا ہے اس کی وجہ سے پل پل مر رہی ہوں میں۔۔۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب پھر سے کہہ رہی ہوں مر جاؤں گی پر آپ پر کبھی بھروسہ نہیں کروں گی۔۔۔نفرت ہے مجھے آپ سے اور آپ کے خاندان کے ہر فرد سے۔۔۔۔جب تک زندہ ہوں ایسے

ہی نفرت کرتی رہوں گی۔۔۔چین سے نہیں جینے دوں گی۔۔۔نہ آپ کو اور نہ آپ کے خاندان کو۔۔۔۔"

شہوار روتے ہوئے بولتی سلطان لاشاری کا ضبط آزما گئی تھی۔۔۔وہ ڈارک براؤن آنکھوں میں غصے کا طوفان لیے اسے گھور رہا تھا۔۔۔ اس کی کنپٹی کی رگیں باہر کو ابھر آئی تھیں۔۔۔

وہ اس کی جانب بڑھا تھا۔۔

شہوار اپنی جگہ بے خوفی سے جمی کھڑی اس کی جانب سے نفرت کی منتظر تھی۔۔۔ضرور وہ اس کے منہ پر تھپڑ مار کر اسے اس کی اوقات دکھانے والا تھا۔۔جیسے آج تک کئی مردوں کو کرتے دیکھتی آئی تھی

وہ۔۔۔اپنی عورتوں کا منہ بند کروانے کے لیے وہ اپنی طاقت کا استعمال کر کے ہی تو اپنی مردانگی دکھاتے تھے۔۔۔

شہوار اپنی مٹھیاں کو سختی سے میچے ہوئے تھی۔۔سلطان لاشاری کی غصے سے لال ہوتی آنکھیں اسے خوف میں مبتلا کر رہی تھیں۔۔۔

اب سہی معنوں میں اس کا برا وقت شروع ہونے والا تھا۔۔۔اسے یہی محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس نے نگاہیں جھکا رکھی تھیں۔۔۔جب اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر سلطان کے ہاتھوں کی مضبوط گرفت محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

وہ ڈارک براؤن آنکھیں غضبناکی بھرے تاثرات لیے اس کی ڈارک بلو آنکھوں میں گڑھتی اسے پھر سے پینو ٹایز کر گئی تھیں۔۔۔ وہ کتنے غصے میں تھا اس کی کنپٹی کی ابھری رگ اور آنکھوں کی سرخی اچھے سے واضح کر رہی تھی۔۔۔ کشادہ پیشانی پر بنا شکنوں کا جال اور ایک دوسرے میں سختی سے پیوست وہ اعنابی لب اس کی دھڑکنوں کو ساکت کر گئے تھے۔۔۔۔

شہوار جو کچھ دیر پہلے بہت بہادر بنی کھڑی تھی۔۔۔ اس کے خطرناک تیور دیکھ بری طرح گھبراتی پیچھے ہوئی تھی۔۔ مگر مقابل نے اسے زیادہ دور جانے کا موقع نہیں دیا تھا۔۔۔ اس کے دونوں

ہاتھوں اس کی کمر پر باندھتے وہ اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب تر کرتا اس کے لبوں پر جھکتا اس کی سانسیں چھین گیا تھا۔۔۔

اس کے لمس میں آج اتنا جنون بھرا تھا کہ شہوار کا پورا وجود بری طرح لرزنے لگا تھا۔۔۔ اس سے آنکھیں کھول پانا دشوار ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈیلتا اپنے اندر لگی آگ سے اس کو روشناس کروا رہا تھا۔۔۔ شہوار کو لگا تھا اس کی سانسیں رک جائیں گی۔۔۔ آج یہ شخص واقعی اس کی جان نکال دے گا۔۔۔ اس کی نازک سی کمر بھی سلطان لاشاری کے شکنجے میں تھی۔۔۔

وہ آج پوری طرح سے اس کی ہوش اڑانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ اپنی کمر پر سرکتے اس کے پر حدت ہاتھوں کی گردش شہوار کی دھڑکنوں کو بے قابو کر گئی تھی۔۔۔ وہ تو نفرت کی منتظر تھی۔۔۔۔ مگر اس شخص کی یہ جنونیت اسے اپنی کہی جانے والی ہر بات کا بہت اچھے سے جواب دے رہی تھی۔۔۔

اس کی رکتی سانسوں پر رحم کھاتا وہ اب کی بار اس کے کندھے سے زرا سی شرٹ سرکا گیا تھا۔۔۔

"پلیز۔۔۔۔۔"

شہوار بمشکل اتنا ہی بول پائی تھی۔۔ مگر آج وہ اس پر کسی قیمت پر رحم کھانے کو آمادہ نہیں تھا۔۔۔ اس لڑکی نے لفظوں کا جو زہر اس کے سینے میں اتار تھا۔۔۔ اس کی تکلیف کم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ اسے اس لڑکی نے جو زخم دیئے تھے اس کی دوا بھی اب اسی سے کروا رہا تھا۔۔

اس کے بال ہٹاتا وہ اس کے کندھے پر عین اسی مقام پر جھکتا وہاں اپنی شدتیں بکھیرتا شہوار کی اس دن والی حالت کر گیا تھا۔۔۔ جلن کے احساس سے شہوار نے اس کی شرٹ کو مضبوطی کے ساتھ اہنی مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔۔ آج خوف سے نہیں اس شخص کی جان لیوا

قربت سے اس کی دھڑکنیں رک رہی تھیں۔۔۔وہ شاید اس سے اب بھی دور ہونے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔ مگر اس لڑکی کی غیر ہوتی حالت دیکھ اسے رحم آگیا تھا۔۔۔

وہ اس کے کندھے پر شرٹ درست کرتا اس کے بالوں کی گدی میں ہاتھ پھنساتا اس کا بے حد لال پڑتا چہرا اپنی نگاہوں کے سامنے کر گیا تھا۔۔۔ جس نے آنکھیں سختی سے میچ رکھی تھیں۔۔۔اس کی سانسیں ابھی بھی بحال نہیں ہو پائی تھیں۔۔۔وہ گہرے گہرے سانس لیتی اسی کے سہارے پر کھڑی تھی۔۔۔

"تم نے ابھی جتنی بھی بکواس کی ہے اس کا حساب بہت جلد دینا پڑے گا تمہیں۔۔۔ تم نے بالکل ٹھیک کہا اپنے بارے میں۔۔۔ ایک نمبر کی گدھی ہو۔۔۔ یہ سب بول کر اپنے ساتھ بہت غلط کر دیا ہے تم نے۔۔۔ اب تمہیں واقعی مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔۔۔"

اس کے بھیگے لبوں پر اپنا انگوٹھا پھیرتا وہ اس کے کان کی لوح پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتا سہی معنوں میں اس کی جان اب نکال کر گیا تھا۔۔۔ اس شخص کی جانب سے کی جانے والی شوخ گستاخی شہوار کے چہرے کو لال کر گئی تھی۔۔۔ اسے اپنی مضبوط پناہ گاہ سے آزاد کرتا

وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔اس کے یوں ایک دم سے چھوڑنے پر شہوار لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔

اس کا پورا وجود اب بھی لرز رہا تھا۔۔۔وہ صوفے پر آکر بیٹھتی اپنا سر دونوں ہاتھوں پر گرا گئی تھی۔۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔۔۔۔؟؟؟ایک جانب اس شخص کو اتنا برا بھلا کہہ دیا اور اب پھر سے وہ شخص اپنا سحر پھونکتا میری دھڑکنوں کو اپنے ساتھ باندھ گیا ہے۔۔۔اگر یہ شخص اتنا برا ہے میں نفرت کرتی ہوں اس سے۔۔تو مجھے اس کے لمس سے کراہیت محسوس کیوں نہیں ہوتی۔۔۔اس کے قریب آنے پر میں اسے دور

کیوں نہیں دھتکار پاتی۔۔۔کیوں اس کا لمس پا کر دل اس کا اسیر ہو جاتا ہے۔۔۔"

شہوار اپنی کیفیت پر خفگی کا شکار ہوتی اپنے آپ سے بھی روٹھ بیٹھی تھی۔۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ سلطان لاشاری اس کی اتنی بکواس کے بعد بھی اسے ایسے آزاد چھوڑ کر کیسے چلا گیا ہے۔۔۔

وہ کرنے کیا والا تھا اس کے ساتھ۔۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کہاں جا سکتی ہے وہ لڑکی۔۔۔؟؟اتنی طاقتور تو نہیں تھی وہ کہ اتنے آرام سے فرار ہو جاتی۔۔۔کہاں چھپی بیٹھی ہے یہ لڑکی۔۔۔؟؟"

تیور کو ہاسپٹل سے ڈسچارج ہوئے بھی ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔۔وہ اب آرام سے اپنے پیروں پر چل پھر پا رہا تھا۔۔۔واپس سے اپنی پہلے والی صحت کے لیے کسرت بھی شروع کر دی تھی۔۔۔اس سے بھی زیادہ اس کا فوکس اس لڑکی کو ڈھونڈنے پر تھا۔۔۔جس نے اس کے ساتھ اتنا غیر انسانی سلوک کیا تھا۔۔۔۔

"تم لاشاری منزل کیوں نہیں جا رہے۔۔۔؟؟ اتنی بار وہاں سے سب بلا چکے ہیں تمہیں۔۔۔پہلے تو تمہارا کوئی ایک دن بھی وہاں جا کر دادی جان اور باقی سب سے ملے بغیر نہیں نکلتا تھا۔۔"

آئمہ جو خود وہاں جانا چاہتی تھی۔۔۔ اسے سلطان کا شہوار کو اتنی اہمیت دینا بالکل بھی برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ وہ اس لڑکی کو اس کی اوقات پر واپس لانا چاہتی تھی۔۔۔ اسے سلطان کی نگاہوں میں گرانا چاہتی تھی۔۔۔ مگر اسے ابھی ایسا کوئی موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔۔۔

"ہاں آج جاؤں گا نا۔۔ اپنی بھابھی سے بھی تو ملنا ہے۔۔۔ جس نے میرے بھائی کو اتنا دیوانہ کر رکھا ہے۔۔۔ کہ اس لڑکی کے ذکر پر ہی سلطان کی آنکھوں کا رنگ بدل جاتا ہے۔۔۔۔"

تیمور متجسس تھا اس لڑکی سے ملنے کے لیے۔۔۔ کیونکہ آج سے پہلے اس نے سلطان کو کبھی کسی لڑکی کی جانب اتنا جھکاؤ کا شکار ہوتے نہیں دیکھتا تھا۔۔۔ وہ اپنے ساتھ کام کرتی خواتین سے بھی ایک حد تک بات کرتا تھا۔۔۔

وہ دونوں بہن بھائی ابھی بات کر ہی رہے تھے جب تیمور کو کسی انجان نمبر سے کچھ تصویریں موصول ہوئی تھیں۔۔۔ جنہیں کھول کر دیکھتے اس کی آنکھیں جیسے پھٹنے کے قریب ہوئی تھیں۔۔۔ یہ سلطان لاشاری کی مہندی اور بارات کی تصویریں تھیں۔۔۔ جن میں اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھتا وہ اپنی جگہ سے اٹھا کھڑا ہوا تھا۔۔۔

آئمہ اپنی جگہ پر بیٹھی حیرت زدہ سی اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

"یہ یہ۔۔۔یہ لڑکی۔۔۔یہ لڑکی سلطان کی بیوی۔۔۔۔؟؟"

تیمور حیرت اور بے یقینی کے عالم میں اپنی بات بھی مکمل نہیں کر پایا تھا۔۔۔

"شہوار نام ہے اس کا۔۔۔سلطان کی چچازاد کزن اور اس کی بچپن کی منکوحہ ہے یہ۔۔۔نجانے کہاں سے اچانک زندہ ہو کر آ گئی۔۔۔"

آئمہ نے اس کے قریب آتے موبائل سکرین پر جگمگاتی تصویروں کو نخوت سے دیکھا تھا۔۔۔تیمور کی حالت ابھی بھی اس کی سمجھ سے باہر تھی۔۔۔

"آئمہ یہ وہی لڑکی ہے جس نے مجھے دھوکا دیا۔۔۔ مجھ پر حملہ کیا۔۔۔ مجھے جان سے مارنے کی کوشش کی۔۔۔"

تیمور بول نہیں چیخ رہا تھا۔۔۔ اب شاک میں جانے کی باری آئمہ کی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بول پاتی۔۔۔ جب تیمور کے نمبر پر اسی انجان نمبر سے کال آنے لگی تھی جس سے اسے یہ تصویریں موصول ہوئی تھیں۔۔۔۔

اس نے جلدی سے کال اٹینڈ کی تھی۔۔۔۔

"یہ لڑکی تمہاری مجرم ہے۔۔۔ مگر اس سے بھی بڑی بات یہ سلطان لاشاری کی بیوی ہے۔۔۔ سلطان لاشاری کا جھکاؤ آہستہ آہستہ اس لڑکی کی جانب بڑھنے لگا ہے۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ سلطان کو بھی اپنے جال میں پھنسائے لاشاری منزل آکر اس لڑکی کا پول سب کے سامنے کھول دو۔۔۔ تاکہ لاشاری منزل کا ہر بندہ اسے دھکے مار کر گھر سے نکال دے۔۔۔ سلطان لاشاری دو دنوں کے لیے ملک سے باہر گیا ہوا ہے۔۔۔ وہ اس لڑکی کی اصلیت جان کر اسے اپنے طریقے سے سزا دے گا۔۔۔ تمہارے حوالے نہیں کرے گا۔۔۔ اگر اس لڑکی کو خود اپنے ہاتھوں سے سزا دینا چاہتے ہو تو جو کرنا ہے آج ہی کرو۔۔۔"

دوسری جانب سے جو شخص بات کر رہا تھا وہ لاشاری منزل کا ہی فرد تھا۔۔۔ تیمور یہ لہجہ اور انداز بہت اچھے سے پہچان گیا تھا۔۔ مگر اس وقت اسے بس کسی بھی طرح اس لڑکی سے اپنا انتقام لینا تھا۔۔

"اب نہیں بچے گی یہ میرے ہاتھوں۔۔۔۔ چھوڑوں گا نہیں میں اسے۔۔۔"

چہرے پر قہر آلود تاثرات لیے وہ اپنے گھر سے نکل آیا تھا۔۔۔ آئمہ بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔۔۔ وہ بھی تو اس لڑکی کی بربادی اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ جس نے اس سے سلطان لاشاری کو چھینا تھا۔۔

اس کی آنکھوں میں شہوار کے لیے نفرت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اس واقع کو ہوئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔۔بتول بیگم کو واپس گھر لایا جاچکا تھا۔۔۔ان کی طبیعت پہلے سے بہتر تھی۔۔۔مگر انہوں نے بولنا چھوڑ دیا تھا۔۔وہ کسی سے کوئی بات نہیں کرتی تھیں۔۔ان کی طبیعت کا اچانک سے بگڑ جانا اور اب یہ خاموشی سب گھر والوں کو الجھا گئی تھی۔۔مگر کسی نے بھی کچھ نہیں پوچھا تھا۔۔۔سلطان نے سب کو ہی سختی سے منع کر رکھا تھا۔۔

شہوار نے بھی اپنے آپ کو بالکل کمرے میں بند کر رکھا تھا۔۔ ثانیہ بیگم، راحیلہ بیگم سب ہی باری باری اس کے پاس آچکی تھیں۔۔۔ مگر اس نے کسی سے بھی کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔

ان لوگوں کے رویے اسے بتا رہے تھے کہ سلطان نے ابھی تک کسی کو اس کی اس حرکت کے بارے میں بھی نہیں بتایا تھا۔۔۔ وہ کیوں اتنا مہربان بن رہا تھا شہوار سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔ اس کا دماغ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے عاری ہو چکا تھا۔۔۔ ایک ہفتے سے وہ روم میں نہیں آیا تھا۔۔۔ گھر میں بھی تھا یا نہیں شہوار کو خبر نہیں تھی۔۔

وہ اس کا سامنا کرنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔ اچھی بات تھی کہ وہ آتا بھی نہیں۔۔۔ شہوار نے آخری بار اسے جو بولا تھا۔۔۔ وہ دوبارہ اس کے سامنے آپانے کی ہمت نہیں رکھ رہی تھی۔۔۔

اسے دل اسے ملامت کیے جا رہا تھا۔۔۔ مگر وہ اب بھی فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ اس نے کیا غلط کیا ہے۔۔۔

آنکھیں موندے صوفے کی پشت سے اپنا سر ٹکائے بیٹھی وہ اس وقت بہت ہی قابلِ رحم لگ رہی تھی۔۔۔ اسے اس وقت اپنی ماما اور کنزا کی بہت زیادہ یاد آ رہی تھی۔۔۔ دل شدت سے ان کے پاس جانے کو چاہ رہا تھا۔۔۔

وہ اور اس کی بہن کنزا ٹونز سسٹرز تھیں۔۔۔ کنزا اس سے ایک منٹ بڑی تھی۔۔۔ اس لیے ہمیشہ اس پر بڑے ہونے کا رعب بھی جماتی تھی۔۔۔ اس گھر میں اس کی ماں کے ساتھ کیا ہوا تھا اسے ٹھیک سے کچھ بھی یاد نہیں تھا۔۔۔ اس نے جب ہوش سنبھالا تھا تو خود کو ایک کمرے کے باہر ہی چھوٹے سے گھر میں رہتے پایا تھا۔۔ اسی کمرے کے ایک جانب چھوٹا سا واش روم تھا اور دوسری جانب کمرے کے اندر ہی سکینہ بیگم نے مرچ مصالوں کے چھوٹے چھوٹے ڈبے اور چولہا رکھ کر اس حصے کو کچن کا نام دے رکھا تھا۔۔۔ اس کمرے میں ہی وہ تینوں رہتی تھیں۔۔۔

سکینہ بیگم اپنی بیٹیوں کے دل میں نفرت نہیں بھرنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ان دونوں کی زندگیاں آگے جا کر خراب ہوں۔۔۔ یا انہیں کسی قسم کی دشمنی کا سامنا کرنا پڑے۔۔۔ شہوار کے ہوش سنبھالنے پر ان کو مجبوراً صرف اتنا بتانا پڑا تھا کہ وہ کسی کے نکاح میں تھی۔۔۔

وہ اپنی بیٹیوں کو ہر سرد و گرم سے بچانا چاہتی تھیں۔۔۔ اس لیے کبھی انہیں پیسوں کی ہوس اور کسی قسم کی مصنوعی خواہشات کا شکار نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔ اپنی اب تک کی تکلیفوں کو اپنے دل میں دفن کرتے انہیں یہی لگا تھا کہ شاید زندگی کا امتحان ختم ہو گیا ہے۔۔۔

لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔۔۔ ان کی ابھی بہت ساری آزمائشیں باقی تھیں۔۔۔

شہوار نے کبھی اپنے باپ یا خاندان کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا۔۔۔ مگر کنزا کو ہمیشہ اپنے بابا اور ان کے گھر والوں کے بارے میں جاننے کا تجسس رہا تھا۔۔۔

وہ دونوں سکول سے کالج کے دور میں داخل ہو چکی تھیں۔۔۔ سکینہ بیگم نے لوگوں کے گھروں میں کام کر کے اور راتوں کو بیٹھ کر کپڑے سلائی کرتے ان کی تعلیم کا خرچ اٹھایا تھا۔۔۔

شہوار کی زندگی کے سیاہ دنوں میں وہ پہلا دن تھا۔۔۔وہ ہنستی کھیلتی اپنی ماں اور بہن کے ساتھ غریبی میں ایک وقت کا کھانا کھاتے خوشی خوشی رہ رہی تھی۔۔ جس کی آنکھوں میں اس کی ماں نے کبھی آنسو نہیں آنے دیئے تھے۔۔۔وہ اپنا پیٹ کاٹ کر اپنی بیٹیوں کی خواہشات پوری کرتی آئی تھیں۔۔۔

وہ اس دن گھر پر تھی۔۔۔اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو اس نے چھٹی کرلی تھی۔۔۔۔سکینہ بیگم اسے دوا دے کر اس کی سوئے ہونے کا یقین کرتیں کنیز بی بی جو اتنے دنوں سے ان سے ملنے کی ضد

کر رہی تھیں۔۔۔اور ان کا ایڈریس پتا لگا کر ان کے گھر کے باہر پہنچ چکی تھیں۔۔۔

انہیں مجبوراً اندر بلا گئی تھیں۔۔۔۔کنیز بی بی ان کی سر الیوں کی بہت خاص ملازمہ تھیں۔۔۔وہ کیوں ان سے ملنے پر اتنی بضد تھیں وہ سمجھ نہیں پا رہی تھیں۔۔۔ان کے اتنے چھپنے کے باوجود ان کا ایڈریس ڈھونڈ کر یہاں تک کیوں آگئی تھیں۔۔۔۔یہ بات سکینہ بیگم کو بہت زیادہ پریشان کر رہی تھی۔۔۔

مگر انہیں اندر بلانے کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔۔۔

شہوار جو درد سے پھٹتے سر کے ساتھ سونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ایک انجان عورت کی آواز اور اسے اپنی ماں سے اتنی محبت سے ملتے دیکھ وہ حیران ہوئی تھی۔۔۔سکینہ بیگم نے آج تک کسی محلے کی عورت کو بھی اپنے گھر نہیں بلایا تھا۔۔شہوار کا حیران ہونا بنتا بھی تھا۔۔۔

لیکن اس کے بعد ان دونوں کے بیچ جو باتیں ہوئی تھیں۔۔۔انہوں نے شہوار کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔اس کی ماں اتنی باتیں چھپائے ہوئے تھی اپنے اندر۔۔۔۔کنیز بی بی سکینہ بیگم کی ہمدرد بنی ان پر

اس گھر میں ہوئے ہر ظلم کو ان کے سامنے دوبارہ سے دوہراتیں وہاں افسوس کرنے آئی تھیں۔۔

جبکہ شہوار بظاہر سونے کا دکھاوا کرتی وہ ساری باتیں سنتے اپنا دل بند ہوتا محسوس کر رہی تھی۔۔

اس کی ماں ایک بہت ہی خوبصورت عورت تھی۔۔۔ جس سے اسحاق لاشاری کو پہلی نظر میں محبت ہو گئی تھی۔۔۔ ان کی شادی اپنی خالہ زاد سے طے تھی۔۔ مگر سکینہ بیگم کو دیکھنے کے بعد انہیں نے شادی سے انکار کر دیا تھا۔۔۔ سکینہ کا تعلق بہت ہی معمولی گھرانے سے تھا۔۔۔ اسحاق لاشاری جانتے تھے کہ ان کے گھر والے اس

شادی کے لیے نہیں مانیں گے۔۔اس لیے انہوں نے سکینہ سے نکاح کرتے اسے اپنے گھر لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

ان کا یہ قدم لاشاری منزل میں ایک طوفان کھڑا کر گیا تھا۔۔۔فیروز لاشاری اور بتول بیگم سمیت گھر کے تمام افراد نے سکینہ بیگم کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔۔جس کے جواب میں اسحاق نے اپنے ماں باپ سے جھگڑتے ان پر واضح کر دیا تھا کہ اگر ان کی بیوی کو اس گھر میں نہ رکھا گیا تو وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان سب کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔۔۔وہ اپنی کہی بات کے اتنے پابند تھے اس بات سے گھر کے سب ہی لوگ واقف تھے۔۔۔۔

بتول بیگم اس ناپسندیدہ لڑکی کی وجہ سے اپنے بیٹے کو نہیں کھو سکتی تھیں۔۔۔اس لیے انہوں نے سکینہ کو اس گھر میں جگہ تو دے دی تھی پر کبھی گھر کا کوئی بھی فرد انہیں دل سے قبول نہیں کر پایا تھا۔۔۔ان پر اسحاق لاشاری کی غیر موجودگی میں ہر طرح کا ٹارچر کیا جاتا تھا۔۔۔

ایک بار ساجدہ بیگم نے ان کے ہاتھ تک جلا دیئے تھے۔۔۔انہیں زہنی اور جسمانی دونوں لحاظ سے ٹارچر کیا جاتا تھا۔۔اور ساتھ اس حوالے سے بلیک میل بھی کیا جاتا تھا۔۔ کہ اگر انہوں نے اسحق صاحب کو بتانے کی کوشش کی تو ان کی معصوم بیٹوں کو نقصان پہنچایا

جائے گا۔۔۔بتول بیگم یہی چاہتی تھیں کہ ان کے تینوں بیٹوں کی پہلی اولاد نرینہ پیدا ہو۔۔۔ سکینہ بیگم جڑواں بیٹیاں پیدا کر کے اپنے سر ایک اور جرم لے گئی تھیں۔۔

سکینہ بیگم ہر طرح سے ٹارچر برداشت کرتیں اپنے شوہر کے سامنے کبھی کچھ نہیں بولتی تھیں۔۔۔وہ جانتی تھیں کہ ان کے سسرال والے کتنی طاقت رکھتے تھے۔۔۔انہیں مار کر پھینک بھی دیتے تب بھی کسی نے ان سے پوچھ گچھ نہیں کرنی تھی۔۔۔وہ باقی ساری اذیت پھر بھی سہہ رہی تھیں۔۔۔ مگر حشمت لاشاری کی بری نظروں نے انہیں بری طرح خوفزدہ کر رکھا تھا۔۔۔ حشمت لاشاری

کی نظروں میں سکینہ بیگم کا حسن اٹک کر رہ گیا تھا۔۔۔وہ نفس کا بھوکا شخص اس بات کا بھی لحاظ نہیں کر رہا تھا کہ یہ ان کے بھائی کی عزت تھی۔۔۔

وہ جہاں بھی کہیں انہیں اکیلی نظر آتیں وہ ان کے پاس پہنچ کر ان کو ہراساں کرنے کی کوشش کرتے۔۔۔انہیں بلیک میل کرتے کہ وہ اسحاق کی غیر موجودگی میں ان کے روم میں جائے۔۔۔سکینہ بیگم سب کچھ برداشت کر سکتی تھیں۔۔۔مگر اپنی عزت کو خطرے میں دیکھ انہوں نے اسحاق صاحب سے بات کرنے کی ٹھانی تھی۔۔۔۔

اسحاق لاشاری اپنی محبت کی شادی تو کر چکے تھے۔۔ مگر انہیں اس کے بعد ایک دن بھی سکون کا نہیں مل پایا تھا۔۔۔ ہر ایک کی زبان پر ان کی بیوی کے لیے غلط الفاظ تھے۔۔۔ بتول بیگم ہر وقت ان سے سکینہ بیگم کے بد کردار ہونے اور نجانے کیا کیا الزامات لگا کر ان کا زہنی سکون چھین لیا تھا ان سے۔۔۔ وہ سب کو خاموش کروا کروا کر ان سے لڑ لڑ کر تھک چکے تھے۔۔۔

ان کے گھر والوں کی ان سے ایک ہی ڈیمانڈ تھی کہ وہ سکینہ کو طلاق دے دیں۔ وہ محبت تو کر بیٹھے تھے مگر زہنی توڑ پر اتنے سٹرانگ نہیں بن پائے تھے کہ اپنی بیوی کو اس کا جائز حق دلا سکیں۔۔۔۔

سکینہ بیگم نے ان سے کبھی کوئی شکایت نہیں کی تھی مگر وہ اچھے سے دیکھ پا رہے تھے کہ ان کے ہوتے ہوئے ان کی بیوی کیسی بدتر زندگی گزار رہی تھی۔۔۔ اپنے گھر والوں سے لڑ لڑ کر تھکتے۔۔۔ خود کو اپنی بیوی کو اس کا حق نہ دلا پانے کا خطاوار مانتے ایک رات وہ اپنی زندگی اپنے ہاتھوں سے ختم کرتے اپنی بیوی کو بہت بڑے عذاب میں دھکیل گئے تھے۔۔۔

وہ بہت پہلے اپنی زندگی ختم کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔۔ مگر اس سے پہلے وہ اپنی بیٹیوں کے لیے کوئی مضبوط سائبان چھوڑ کر جانا چاہتے تھے۔۔۔ انہوں نے اپنے بڑے بھائی ریاض لاشاری کے آگے ہاتھ

جوڑتے سلطان کے ساتھ ان کی ایک بیٹی کا نکاح کرنے کی فریاد کی تھی۔۔۔ریاض لاشاری جن کا دل پہلے ہی اپنے بھائی کی زندگی دیکھ نرم پڑ چکا تھا۔۔ان کی کہی بات ٹال نہیں پائے تھے۔۔۔اور گھر والوں کی مخالفت مول لیتے کوئی اپنے نو سالہ بیٹے سلطان لاشاری کا نکاح اسحاق لاشاری کی پانچ سالہ شہوار سے کر دیا تھا۔۔۔

ریاض لاشاری نے ہمیشہ ان کی سائیڈ لینے کی کوشش کی تھی۔۔۔مگر اپنے گھر والوں کی نفرت کے آگے چپ ہو جاتے تھے۔۔۔لیکن ان کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اپنی ایک بیٹی کی جانب سے اپنی فکر کم کرنے کے اگلے ہی دن ان کا بھائی اپنی جان لے لے گا۔۔۔

اسحاق لاشاری کی مرنے کے بعد سکینہ بیگم پر زندگی مزید تنگ کر دی گئی تھی۔۔۔سب انہیں اسحاق صاحب کی موت کا زمہ دار ٹھہراتے مزید ٹارچر کرنے لگے تھے۔۔۔ حشمت لاشاری جو پہلے اسحاق صاحب کی وجہ سے ڈھکے چھپے الفاظ میں سکینہ بیگم کو تنگ کرتے تھے۔۔۔اب واضح لفظوں میں انہیں دھمکیاں دینے لگے تھے۔۔۔اس مشکل وقت میں راحیلہ لاشاری اور ثانیہ لاشاری نے کچھ حد تک سکینہ بیگم کا ساتھ دیا تھا۔۔۔وہ اپنے بھائی کی حرکتوں کے بارے میں تو کچھ نہیں جانتی تھیں۔۔۔ مگر سکینہ بیگم کو ثانیہ بیگم نے اپنے پاس پناہ دے رکھی تھی۔۔۔

سکینہ بیگم نے فیروز لاشاری کو حشمت لاشاری کے بارے میں بتانا چاہا تھا۔۔۔ جس کے جواب میں انہوں نے سکینہ بیگم کی عزت دو کوڑی کی کرتے انہیں بری طرح بے عزت کر دیا تھا۔۔۔ سکینہ بیگم جانتی تھیں ان کی بات پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔۔ مگر جیسے ہی یہ خبر حشمت لاشاری تک پہنچی وہ مزید سکینہ بیگم کی جان کو آ گئے تھے۔۔۔ اس رات ان کے کمرے کا لاک تڑواتے وہ ان کی عزت لوٹنے ہی والے تھے جب وہ بہت مشکل سے اپنے آپ کو بچاتیں اپنی دونوں بیٹیوں کو لیے اس گھر سے بھاگ نکلی تھیں۔۔۔

وہ اتنا وقت ان سے چھپتی رہی تھیں۔۔۔ لیکن انہیں بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ حشمت لاشاری انہیں وہاں بھی ڈھونڈ نکالے گا۔۔۔ کنیز بی بی کو وہاں حشمت لاشاری نے ہی بھیجا تھا۔۔ وہ اس گھر کی بہت خاص ملازمہ تھیں۔۔۔ اس لیے سکینہ بیگم پر ہوئے ہر ظلم سے واقف تھیں۔۔۔ وہ وہان حشمت لاشاری کی جانب سے یہ پتا کرنے کے لیے بھیجی گئی تھیں کہ سکینہ کس کے پاس رہ رہی تھی۔۔۔۔

وہ اس کے اکیلے ہونے کا یقین کرنے کے بعد اس پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ وہ اپنا نام کسی بھی قیمت خراب نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔۔۔

کنیز بی بی نے سکینہ بیگم کو اس کے ناپاک ارادوں کے بارے میں بتا کر انہیں یہاں سے فرار ہونے کا مشورہ دیا تھا۔۔۔

شہوار صدمے کا شکار اس بات پر یقین نہیں کر پا رہی تھی کہ وہ لاشاری خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔ اتنے بڑے خاندان کے ہوتے وہ کس قدر تکلیف دہ زندگی گزار رہی تھیں۔ مگر وہیں اپنے خاندان والوں کی اصلیت جان کر اسے ان لوگوں سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔

کنیز بی بی سکینہ بیگم کو اپنا نمبر دیتیں وہاں سے جا چکی تھیں۔۔

شہوار نے سکینہ بیگم پر ظاہر نہیں کیا تھا کہ وہ سب سن چکی ہے۔۔۔

کنزا کے واپس آتے ہی سکینہ بیگم نے ان دونوں کا تھوڑا سا سامان پیک کیا تھا اور انہیں لیے وہاں سے نکل آئی تھیں۔۔۔ لیکن ان کے رب کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔۔ روڈ کراس کرتے تیز رفتار سے گزری گاڑی نے انہیں بری طرح سے کچل دیا تھا۔۔۔

شہوار اور کنزا کو تھوڑے بہت زخم آئے تھے۔۔۔ وہاں کھڑے لوگوں نے انہیں فوری طور پر ہاسپٹل پہنچایا تھا۔۔ مگر سکینہ بیگم اپنی زندگی کی جنگ ہار گئی تھیں۔۔۔

کنزا اور شہوار کے لیے یہ صدمہ بہت بڑا تھا۔۔۔ماں کے سوا اس دنیا میں ان کا اور کوئی سہارا نہیں تھا۔۔۔وہ اپنی ماں کی میت لیے واپس اسی گھر آ گئی تھیں۔۔۔

شہوار کو اپنی ماں کے بٹوے میں اتنے پیسے ہی ملے تھے کہ وہ ان کے کفن دفن کا انتظام کر پاتیں۔۔۔اس پرس میں کنیز بی بی کے نمبر کی چٹ بھی پڑی تھی۔۔۔شہوار نے ان سے رابطہ کیا تھا۔۔جو فوری طور پر انہیں ملنے چلی آئی تھیں۔۔شہوار جو اپنی آنکھوں سے اپنی ماں کا ایکسیڈنٹ دیکھ چکی تھی وہ اتنا تو سمجھ ہی گئی تھی کہ یہ موت حادثاتی نہیں تھی۔۔۔

کنیز بی بی کا شک بھی حشمت لاشاری کی جانب ہی گیا تھا۔۔۔انہیں خوف تھا کہ حشمت شہوار اور کنزا کو بھی نہ مروادے۔۔۔اس نے سکینہ کو مروانے کا مقصد یہی ہو سکتا تھا کہ سکینہ یا اس کی بیٹیاں کبھی بھی لاشاری خاندان میں واپس لوٹ کر ان کی اصلیت گھر والوں کے سامنے نہ کھول دیں۔۔

بتول بیگم نے اسحق لاشاری کی موت کا صدمہ اپنے دل پر لیا تھا۔۔۔ اور رہی سہی کسر تب پوری ہوئی تھی جب انہوں نے سکینہ بیگم کو بہت برے حال میں اپنی بیٹیوں کے ساتھ کہیں راستے میں دیکھا

تھا۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ ان تک جا پاتیں۔۔وہ دیکھتے ہی دیکھتے ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تھیں۔۔۔

بتول بیگم کو آہستہ آہستہ اپنے سارے ظلم یاد آنے لگے تھے۔۔۔ ان پر فالج کا اٹیک ہوا تھا۔۔جس کے بعد سے وہ بول پانے کے قابل بھی نہیں رہی تھیں۔۔۔ان کی آنکھیں سب گھر والوں سے ایک ہی فریاد کرتی تھیں کہ ان کی بہو اور پوتیوں کو ان سے ملا دیں۔۔۔۔

فیروز لاشاری ہر جگہ انہیں ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ ان کا اپنا دل بھی موم ہو چکا تھا۔۔۔ان کا ضمیر انہیں کسی صورت سکون نہیں لینے دیتا تھا۔۔۔وہ ہارٹ پیشنٹ بن چکے تھے۔۔۔دو

ہارٹ اٹیک ہو چکے تھے انہیں۔۔۔ حشمت لاشاری کے کچھ کچھ کرتوت ان کے سامنے کھلے تھے۔۔۔ جس کی وجہ سے انہیں سکینہ بیگم کی کہی باتیں بھی سچ لگنے لگی تھیں۔۔

اپنے باپ کے بدلتے رویے کو دیکھتے حشمت لاشاری کو ڈر پڑ گیا تھا کہ اگر ان کا پول کھل جاتا کہ اس رات انہوں نے کیسے سکینہ کی عزت لوٹنے کی کوشش کی تھی تو ان کی جگہ اس گھر میں نہیں رہنی تھی۔۔۔

انہیں ابھی بھی سلطان لاشاری کی تھوڑی بہت سپورٹ تھی۔۔۔ جس کی دماغ میں شروع سے بتول بیگم نے اور باقی گھر والوں نے

اسحاق لاشاری کی بیوی اور بیٹیوں کے حوالے سے زہر بھر رکھا تھا۔۔۔ تاکہ وہ ریاض صاحب کا کیا گیا فیصلہ قبول نہ کرتے اس لڑکی کو چھوڑ دے۔۔ سلطان لاشاری اپنی دادی سے بہت زیادہ اٹیچ ہونے کی وجہ سے ان کی ہر بات پر یقین کر چکا تھا۔۔۔

لیکن جیسے ہی بتول بیگم کے اوپر تکلیف آئی تھی۔۔۔ اس کے بعد سے وہ مزید پچھتاوں میں گھر گئی تھیں۔۔۔ وہ بول پانے سے محروم ہو گئی تھیں۔۔۔ وہ سلطان کے آگے اپنی زبان سے ان ماں بیٹیوں کے خلاف اتنی نفرت اگل چکی تھیں۔۔ کہ اب ان کی فریاد بھی ان کے پوتے کو نظر نہیں آتی تھی۔۔

بتول بیگم کی خراب حالت اور فیروز لاشاری کی گرتی صحت دیکھ کر سب گھر والوں نے اسے سکینہ بیگم کے ساتھ کیا گیا سلوک بتانے کی کوشش کی گئی تھی مگر وہ کچھ بھی سننے کو تیار نہیں تھا۔۔۔اسے اس بات پر ہی یقین تھا جو اس کی دادی نے اسے بتائی تھیں۔۔۔وہ مان ہی نہیں سکتا تھا کہ اس کی دادی کبھی غلط ہو سکتی تھیں۔۔یا اس کے سامنے کوئی غلط بیانی کر سکتی تھیں۔۔۔

اسے نفرت ہو گئی تھی ان لوگوں سے جنہوں نے اس گھر کی خوشیوں کو برباد کر کے رکھ دیا تھا۔۔۔

اس لیے اس نے سختی سے سب کو منع کر دیا تھا کہ ان لوگوں کو ڈھونڈنے یا اس گھر میں لانے کی کوشش نہ کی جائے۔۔۔اس کا دل ان لوگوں کی جانب سے بتول لاشاری نے جس طرح پتھر کیا تھا۔۔۔وہ اب اس کی یہ نفرت دیکھ اندر سے مزید ختم ہو رہی تھیں۔۔۔ان کے پوتے کی نفرت ان لوگوں کے لیے اتنی زیادہ بڑھ گئی تھی کہ اسے اپنی دادی کی سسکیاں بھی نظر نہیں آ رہی تھیں۔۔۔

فیروز لاشاری اس کے منع کرنے کے باوجود خفیہ طریقے سے ان لوگوں کا پتا لگواتے رہے تھے۔۔۔ مگر ہر بار ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑتا تھا۔۔

حشمت لاشاری اپنی طرف سے ان کی تلاش جاری رکھے ہوئے تھے۔۔ تاکہ ان دونوں لڑکیوں کو مروا کر یہ قصہ ہی ختم کر دیں۔۔ جو ماں کے مرنے کے بعد نجانے کہاں جا چھپی تھیں۔۔۔

کنیز بی بی نے اپنے کسی رشتہ دار کے پاس بھیج دیا تھا۔۔۔ جہاں وہ اپنی شناخت چھپا کر رہ رہی تھیں۔۔۔۔

مگر کنزا شہوار سے ہر بار اس بات پر لڑ جاتی تھی کہ وہ لوگ کس سے اتنا چھپ رہی ہیں۔۔ شہوار نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔ اسے اپنی بہن کی جذباتی طبیعت کا پتا تھا۔۔ وہ غصے میں لاشاری منزل پہنچ جاتی اس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔۔۔ ان دونوں نے اپنی ماں کا حسن چرایا تھا۔۔۔ وہ بہت زیادہ حسین تھیں۔۔۔ تیمور کمال جو کسی ایونٹ میں چیف گیسٹ کے طور پر کنزا کے کالج آیا تھا۔۔ اسے فنکشن میں پرفارم کرتے دیکھ اس لڑکی کی خوبصورتی پر اپنے دل کو بہکنے سے نہیں روک پایا تھا۔۔۔

اس نے کنزا کا نمبر نکلواتے اسے اپنے پاس ملنے کو بلوایا تھا۔۔۔ کنزا اپنی جگہ خوشگوار حیرت کا شکار خوشی سے پاگل ہو گئی تھی کہ تیمور کمال جیسا بندہ اس سے ملنا چاہتا ہے۔۔۔ شہوار نے ہمیشہ اسے کسی پر بھی اندھا اعتماد کرنے سے منع کر رکھا تھا۔۔۔ اس لیے اس نے شہوار سے یہ بات پوشیدہ رکھی تھی۔۔ وہ اکثر تیمور سے ملنے جانے لگی تھی۔۔۔ اس نے تیمور کو یہی بتایا تھا کہ وہ اکلوتی بہن ہے۔۔ وہ دونوں جڑواں بہنیں تھیں مگر ان میں اتنی زیادہ مماثلت نہیں تھی کہ کوئی پہلی نظر میں دیکھ کر یہ سمجھ جائے کہ وہ ٹونز سسٹرز ہے۔۔۔

تیمور کمال اس لڑکی کا حسن دیکھ اپنے مچلتے دل کو نہ روک پاتے اس لڑکی کو بہلا پھسلا کر اس کے ساتھ جسمانی تعلقات قائم کر گیا تھا۔۔۔ کنزا اس کی محبت میں پاگل ہوتی اس کے شادی کے وعدے پر یقین کر گئی تھی۔۔ لیکن اسے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ تیمور اسے استعمال کرنے کے بعد مکر جائے گا۔۔۔ اس سے شادی کا دعوے دار آہستہ آہستہ اس سے رابطہ بھی کم کرنے لگا تھا۔۔

اس نے شہوار سے ہر بات چھپائی تھی۔۔ مگر کنزا کی دوست سنبل ہر بات جانتی تھی۔۔۔ سنبل نے اسے تیمور کے پاس جا کر اسے ایک بار بات کرنے کا کہا تھا۔۔۔

جس پر عمل کرتے کنزا کالج جانے کے بجائے تیمور کے اسی فلیٹ پر چلی آئی تھی جہاں وہ ہر بار اسے بلاتا تھا۔۔۔ کنزا صبح کی گئی مغرب کے بعد بھی گھر نہیں لوٹی تھی۔۔۔ شہوار کی پریشانی سوا ہو گئی تھی۔۔۔ اس کے پاس ایک بہن کا ہی سہارا تھا وہ اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ اس نے بہت بار سنبل کو کال کر کے کنزا کا پوچھا تھا۔۔۔ جو پہلے تو ٹالتی رہی تھی۔۔۔ مگر جب کنزا کا فون مسلسل بند جانے لگا تو اس نے گھبرا کر شہوار کو سب بتا دیا تھا۔۔۔ جو سنتے شہوار کو اپنے حواس ساتھ چھوڑتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔۔

کوئی ہوس پرست درندہ اس کی بہن کی معصومیت کا فایدہ اٹھاتا رہا تھا اور وہ بے خبر رہی تھی۔۔۔ شہوار کتنی مشکل سے اس فلیٹ پر پہنچی تھی جہاں آکر اسے اپنی دنیا فنا ہوتی معلوم ہوئی تھی۔۔۔۔ اس کی بہن کی عصمت دری کے بعد اس کو بہت بے دردی سے قتل کر دیا گیا تھا۔۔۔

شہوار چیختی چلاتی رہی تھی مگر وہاں کوئی اس کی مدد کو نہیں آیا تھا۔۔ اسے لگا تھا وہ پاگل ہو جائے گی۔۔۔ مگر وہ ماں کی موت کے بعد بہن کے کفن دفن کا انتظام کرتے وہ یہ صدمہ بھی سہہ گئی تھی۔۔۔ اسے

لگا تھا اسے مر جانا چاہیے۔۔۔وہ اتنی ڈھیٹ کیسے ثابت ہو سکتی تھی۔۔۔اس کا دم کیوں نہیں گھٹا تھا۔۔۔

شہوار کو ایک سال لگ گیا تھا اس صدمے سے نکلتے۔۔۔اس نے وہ پورا ایک سال بستر پر پڑے گزارہ تھا۔۔۔کنیز بی بی نے یہاں بھی اس کا ساتھ دیا تھا۔۔۔لاشاری منزل والوں کو اپنی بیٹی کی بیماری کا بہانہ کرتے اس کا خیال رکھا تھا۔۔شہوار صحت یاب تو ہو گئی تھی۔۔ مگر اس کا دل مردہ ہو چکا تھا۔۔۔

اس کی زندگی کے احساس سے بے رنگ آنکھوں میں ان تمام لوگوں کے چہرے زندہ تھے۔۔۔ جن کی زندگی برباد کرنے کے ارادے سے وہ خود کو زندہ رکھ پائی تھی۔۔۔

اس نے دن رات محنت کرتے اپنی پہچان بنائی تھی۔۔۔ وہ ایک کرائم رپورٹر بنی تھی۔۔ اس کا مقصد صرف اور صرف اپنی ماں اور بہن کا بدلہ لینا تھا۔۔۔

اس کی نظر لاشاری خاندان کے ہر فرد پر رہتی تھی۔۔۔ اس نے کئی بار انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی مگر ہر بار سلطان لاشاری اپنے خاندان کے افراد کو اس سے بچا جاتا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے

اسے شخص سے سب سے زیادہ نفرت محسوس ہونے لگی تھی جو اس کی راہ کا سب سے بڑا کانٹا تھا۔۔۔ اس کی نفرت میں اضافہ ہونے کی وجہ تیمور کمال سے اس شخص کی دوستی بنی تھی۔۔۔

اسے یہی لگتا تھا کہ سلطان لاشاری بھی اس سب میں تیمور کمال کا شریک ہو سکتا ہے۔۔۔ جیسے حشمت لاشاری نے اس کی ماں کو مروایا تھا۔۔۔ ویسے ہی سلطان لاشاری اس کی بہن کے قاتلوں میں شریک تھا۔۔ لیکن ان میں سے کسی کے بھی خلاف کوئی ثبوت موجود نہیں تھے اس کے پاس۔۔۔

ثبوتوں کے ساتھ ان لوگوں کا کچھ بگاڑ پانا ناممکن تھا۔۔۔ ثبوتوں کے ساتھ وہ بھلا کیا اکھاڑ پاتی۔۔

اسی لیے وہ گمنام لڑکی بن کر سلطان لاشاری کے حوالے سے زہر اگلنے لگی تھی۔۔

تیمور کمال کو مزید وہ آزاد دندناتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ اس کے اندر لگی آگ اسے کسی صورت چین نہیں لینے دے رہی تھی۔۔۔ اس لیے اس نے ایک رات تیمور لاشاری کے راستے میں آتے اس سے لفٹ لی تھی۔۔۔ کنزا سے زیادہ حسین اور پر کشش نقوش کی مالک تیمور کمال جیسے ہلکے کردار کے انسان کو اپنے جال میں پھنسانے

میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔۔۔اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ تیمور کمال اتنی جلدی اس کے آگے پھسل جائے گا۔۔۔اس کی اسی ہوس پرستی کا فایدہ اٹھاتے شہوار نے اسے اس کے اپنے دوست کے فارم ہاؤس پر جانے کے لیے بضد کیا تھا۔۔۔۔

وہ اسے جو بات کہہ رہی تھی اس کے حسن کے جال میں پھنسا وہ مان رہا تھا۔۔۔کنیز بی بی کو وہ پہلے ہی اپنے ارادوں سے آگاہ کر چکی تھی۔۔جو اب اسی فارم ہاؤس پر کی ڈیوٹی کرتی تھیں۔۔۔انہوں نے اس کا ساتھ دینے کی حامی بھرتے اس رات تیمور سمیت اس فارم

ہاؤس کے تمام ملازمین کے کھانے میں بے ہوشی کی دوا ملا دی تھی۔۔۔۔

شہوار تیمور لاشاری کو بے ہوشی میں نہیں ہوش و حواس میں رکھ کر مارنا چاہتی تھی۔۔۔اس کے کھانے میں ڈوز کم رکھی گئی تھی۔۔۔ جب شہوار نے اسے کنزا کے حوالے سے ساری بات بتاتے اسے گھما کر رکھ دیا تھا۔۔

تیمور اس سے پہلے کہ بچاؤ کی کوشش کر پاتا شہوار نے اسے چھڑیوں کے ویسے ہی وار کرتے جیسے اس کی بہن پر کیے گئے تھے۔۔۔ تیمور کمال کی چیخیں نکال دی تھیں۔۔۔اس کی دردناک چیخیں شہوار کو

سکون پہنچا گئی تھیں۔۔۔وہ اپنی طرف سے وہاں سے اپنے تمام ثبوت مٹا کر نکلی تھی۔۔۔اس نے تیمور سے رابطے کے لیے اس کے سامنے سم بلاک ہونے کا بہانہ بناتے اسی کا نمبر لے رکھا تھا۔۔۔اس نے کبھی تیمور سے کال پر بات نہیں کی تھی۔۔۔کنیز بی بی کے ساتھ وہاں سب فرار ہوتے وہ اپنی اپنی ساری فوٹیج بھی ڈیلیٹ کر آئی تھی۔۔۔

لیکن اسے پتا ہی نہیں چلا تھا کہ کب اس کے کان سے اس کا ٹاپس گرا تھا۔۔۔

وہ کسی کی بھی نظروں میں نہیں آنا چاہتی تھی۔۔۔اس وجہ سے ایک لالچی گھرانہ ڈھونڈ میں ان کے ساتھ رہنے لگی تھی۔۔۔ہر مہینے اپنی حلال کی کمائی سے اچھی خاصی رقم ان لوگوں کو کھلا کر وہ ان کا منہ بند کیے ہوئے تھی۔۔۔جہاں اسے ریان نامی شخص بھی ملا تھا۔۔۔۔ جو اس سے محبت کا دعوے دار بھی ہوا تھا۔۔۔مگر شہوار کی زندگی میں اس کی نفرت اور انتقام کے سوا کسی بھی شے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔۔۔

جب بھی کوئی انسان اس کے سامنے محبت یا ایسے کسی جذبے کا نام لیتا تھا۔۔۔وہ ان کا دل ایسے ہی توڑ جاتی تھی۔۔۔جیسے ریان کا توڑا

تھا۔۔ لیکن وہ سکون میں تھی کہ اس نے کسی کے ساتھ دھوکہ نہیں کیا تھا۔۔۔۔

اسے یہی لگا تھا کہ وہ تیمور نامی ہوس پرست درندے کو اس دنیا سے دفع کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے۔۔۔ مگر اپنے ہی چینل کے رپورٹر سے اس کے زندہ ہونے کی خبر شہوار کو آگ لگا کر رکھ گئی تھی۔۔۔ اور سلطان لاشاری کے لیے نفرت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔ جو اس شخص کو بچانے کا خطاوار ہوا تھا۔۔۔

اس نے کتنی نفرت سے یہ خبر دی تھی یہ وہی جانتی تھی۔۔۔۔ لیکن اس کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔ کہ سلطان لاشاری اتنا شاطر نکلے گا کہ اس کے ایک ٹاپس کو دیکھ کر اس تک پہنچ جائے گا۔۔۔۔

شہوار کا ٹاپس وہاں گرا تھا اس بات کی خبر اسے اس وقت ہوئی تھی۔۔۔ جب اسے سلطان لاشاری کے آدمی اٹھانے آئے تھے۔۔ یہ ٹاپس اس نے اور کنزا نے ایک ساتھ بنوائے تھے۔۔ اپنی پہلی کمائی سے۔۔۔ وہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ سکول میں ٹیچنگ بھی کرتی تھیں۔۔۔ اپنا خرچ اٹھانے کی خاطر۔۔۔ گاڑی میں بیٹھے ہی اس نے کسی کی بھی نظر میں آئے بغیر اپنے پرس میں ہی اپنی بہن کی آخری

نشانی کے طور پر سنبھال کر رکھا ایک ٹاپس اپنے چھوٹے سے جیولری باکس میں رکھ کر دوسرا اچھپا دیا تھا۔۔۔

اور سلطان لاشاری کے سامنے یہی ثابت کیا تھا کہ وہ اس کا اپنا ہے۔۔۔اس شخص کے سامنے وہ بہت ہی ہوشیاری کے ساتھ انجان بننے کا ناٹک کر گئی تھی۔۔۔۔ اس کی ڈارک براؤن مقناطیسی نگاہوں کا خوف وہاں سے آنے کے بعد بھی اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔ جو اسے ہر وقت اپنے اوپر مرکوز نظر آتی تھیں۔۔۔

وہ جو بھی کام کرتی تھی اسے محسوس ہوتا تھا جیسے وہ شخص اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔ جس کے بعد اسی برباد کرنے کی اپنی کوششیں اس نے

مزید تیز کر دی تھیں۔۔۔ جس میں ہر بار ملنے والی ناکامی اسے اندر سے کمزور کر رہی تھی۔۔ اس نے اس بات کو تو فراموش ہی کر دیا تھا نہ سلطان لاشاری سے اس کا بہت مضبوط رشتہ بھی تھا۔۔ وہ اس رشتے کو سرے سے مانتی ہی نہیں تھی۔۔۔

مگر اس رات اس شخص کا اپنے اتنے قریب آنا۔۔۔ اور اپنے وجود پر اس کے دیئے نشان کو دیکھ شہوار کا خوف مزید بڑھ گیا تھا۔۔۔ وہ اسے پہچان نہیں پائی تھی۔۔۔ اسے یہی لگ رہا تھا کہ وہ شخص اسے اگر پہچان جاتا تو فوراً مروا دیتا۔۔۔ اس طرح وارننگ نہ دیتا۔۔۔ جو لوگ اسے مروانے کی اتنی کوششیں کر چکے تھے۔۔۔ وہ اسے

مہلت ہی کیوں دیتے۔۔۔ مگر دوسری جانب جس استحقاق سے وہ شخص اس کے وجود پر اپنا تسلط جما کر گیا تھا۔۔۔

شہوار کے دل سے یہی آوازیں اٹھ رہی تھیں کہ وہ وہی تھا۔۔۔ جس کے نام بیس سال پہلے اس کے بابا اسے لگا دیا گیا تھا۔۔ تا کہ وہ اس کا محافظ بن سکے۔۔۔ اور اس کی بد قسمتی تھی کہ وہ اپنے اسی محافظ سے چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

ان دو سالوں میں اس نے اپنے بہت سارے ٹھکانے بدلے تھے۔۔۔

شہوار نے اپنی رہائش بدل لی تھی۔۔۔۔ مگر اپنی نفرت ختم نہیں کر پائی تھی۔۔۔ وہ اس وقت سلطان لاشاری کے خوف سے اتنی ڈسٹرب تھی کہ اسے جو خبر ملی تھی اس کی بنا تصدیق کیے اس نے اس خطرناک علاقے میں جا کر اتنی بڑی خبر نشر کر دی تھی۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ وہ جب سے میڈیا پر لوگوں اور خاص کر اپنے دشمنوں کی نظروں میں آئی ہے اس کے لیے خطرہ مزید بڑھ چکا ہے۔۔ اسے کسی وقت بھی مار دیا جانا تھا۔۔۔ وہ جتنا ہو سکتا تھا ہاتھ پیر مار رہی تھی۔۔۔۔

اس نے سلطان لاشاری کے خاص آدمی کو بھی اپنی جانب کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔اسے اس شخص کی سیاہ آنکھوں میں انسانیت نظر آتی تھی۔۔۔اسے لگتا تھا کہ وہ اس کی مدد ضرور کرے گا۔۔۔۔

اس لیے جب ان غنڈوں نے اس پر حملہ کیا تھا تو شہوار نے دلاور کو ہی کال کرنی چاہی تھی۔۔۔وہ ابھی تک اس سے یہ سوال نہیں کر پائی تھی کہ وہ وہاں اتنی جلدی کیسے پہنچا تھا۔۔۔

ہوش میں آنے کے بعد اس کی آنکھ جن لوگوں کے بیچ کھلی تھی اس کے دل نے شدت سے دعا کی تھی کہ اس سے بہتر اسے موت

آجاتی۔۔ حشمت لاشاری کا غلیظ چہرا اپنے سامنے دیکھ وہ ایک بار سے حواس کھو گئی تھی۔۔۔۔

وہ ان لوگوں کے بیچ نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر دوبارہ ہوش میں آنے کے بعد سلطان لاشاری کی بات سنتے کہ بتول بیگم کو اس کے مس بی ہیو کرنے سے نقصان پہنچ سکتا تھا۔۔۔ اس نے ان لوگوں کی بیچ رہ کر ان کو برباد کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔

لیکن لاشاری منزل میں آکر بھی اس شخص نے اسے کچھ نہیں کرنے دیا تھا۔۔۔ وہ اس پر ایسی گہری نگاہیں رکھے ہوئے تھا کہ اس کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیتا تھا۔۔۔

شہوار کو یہی لگتا تھا کہ سلطان لاشاری بھی اپنے تایا اور دادا کے ساتھ مل کر اسے مروانا چاہتا ہے۔۔۔ لیکن پھر وہ اس کے ہر عمل پر ٹھٹھکنے لگی تھی۔۔۔ جو انسان مروانے کا ارادہ رکھتا ہے وہ بار بار جان نہیں بچاتا۔۔۔ اس شخص کا انداز بظاہر اس کے لیے سخت اور ہتک آمیز ہوتا تھا۔۔۔ مگر اس کے کسی بھی عمل میں وہ نفرت نظر نہیں آتی تھی۔۔۔ جیسی نفرت شہوار اس سے کرتی تھی۔۔۔

اس کا زخم خراب ہونے پر جس طرح تشویش کے عالم میں اسے بانہوں میں اٹھا کر وہ شخص اسے ہاسپٹل لے کر گیا تھا۔۔ شہوار کے دل میں اپنے لیے ایک احساس پیدا کر گیا تھا۔۔۔ وہ جس طرح اپنے

خاندان والوں کے لیے ایک سیسہ پلائی دیوار بن کر ان کی حفاظت کے لیے کھڑا تھا۔۔۔ شہوار کو وہ شے بہت زیادہ افیکٹ کرنے لگی تھی۔۔۔۔

اس کا آئمہ کو اتنی اہمیت دینا شہوار کے اندر ایک ان دیکھی آگ بھڑکا جاتا تھا۔۔

وہ اس شخص پر اپنا کوئی حق مانتی ہی نہیں تھی کہ اسے کسی اور کے قریب ہوتے دیکھ جلن محسوس ہوتی۔۔ وہ اس گھر میں انتقام کی نہایت سے آئی تھی۔۔۔ مگر سلطان لاشاری نے اسے اپنے ساتھ ہی الجھا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

سلطان لاشاری کی شخصیت نے پہلی ملاقات میں ہی اس کے دل میں ایک گہرا اثر چھوڑا تھا۔۔۔ جس کی وجہ ان دونوں کے درمیان موجود مضبوط رشتہ تھا یا کچھ اور۔۔۔ وہ تب سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔

مگر اب جیسے جیسے یہ دل میں یہ فیلنگ بڑھ رہی تھی اس کے اندر ایک خوف بیٹھنے لگا تھا کہ کہیں وہ اپنے انتقام سے نہ ہٹ جائے۔۔ وہ ہر بار اپنے دل کو اس شخص سے یہی کہہ کر نفرت کرنے پر آمادہ رکھتی تھی کہ وہ اسے مارنا چاہتا ہے۔۔۔ اس کا قاتل ہے۔۔۔

پر ہر بار وہ شخص جس طرح پورے استحقاق سے اسے اپنی قربت کا احساس دلاتا تھا۔۔۔ شہوار کبھی اس کے کسی بھی رویے کو سمجھ ہی

نہیں پائی تھی۔۔۔وہ شخص اس کے دل اور دماغ سے کھیل رہا تھا اور وہ اس کے آگے بے بس ہوئی جا رہی تھی۔۔۔

سلطان لاشاری کے لیے اپنے آپ کو نفرت پر آمادہ کرتا اس کا دل اس دن اس شخص کے آگے ہار گیا تھا۔۔جب وہ بھڑکتی آگ کے شعلوں میں اپنی جان پر کھیل کر اسے بچانے آیا تھا۔۔۔اس دن اس کے دل سے اس شخص کے لیے ہر منفی احساس ختم ہو گیا تھا۔۔۔

وہ اپنے دل کو اس کے لیے دھڑکنے سے نہیں روک پائی تھی۔۔۔ جب یہ سانسیں اسی کی دی گئی تھیں تو وہ کیسے ان میں اپنی مرضی چلا

سکتی تھی۔۔۔ سلطان لاشاری اسے ویسے ہی اہمیت دے رہا تھا جو وہ اپنے گھر والوں کو دیتا تھا۔۔

شہوار نے اپنی زندگی میں جتنے دھوکے برداشت کیے تھے۔۔ اس کے لیے اس سب پر یقین کرنا بہت مشکل تھا۔۔۔۔

مگر جس طرح وہ اس کی ہر حرکت پر پردہ ڈال کر اس کے ساتھ اتنا اچھا رویہ برت رہا ہے۔۔ شہوار اپنے دل کو اس کھ جانب پوری طرح سے مائل ہونے سے نہیں روک پائی تھی۔۔۔

لیکن اب اس کے بتول بیگم کو تکلیف دینے کے بعد بھی سلطان کا اتنا اچھا رویہ اسے عجیب سے احساسات سے دوچار کرتا اس شخص کی

جانب سے مشکوک کر گیا تھا۔۔اس لیے اس کے اتنے اچھے رویے کے بعد وہ اسے وہ ساری باتیں سنا گئی تھی۔۔۔کہ اگر وہ اس کے ساتھ کوئی کھیل کھیل رہا تھا تو سامنے آجاتا۔۔مگر اس کے باوجود سلطان لاشاری کا اپنے لیے وہ دیوانگی بھرا انداز دیکھ وہ اس شخص کے آگے اپنا آپ ہار گئی تھی۔۔

وہ تو اس پر اتنا غصہ تھا کہ ایک ہفتے سے اس کی صورت تک نہیں دیکھی تھی۔۔مگر شہوار اپنے بے بس ہوتے دل کے ہاتھوں ایک دو بار دلاور سے اس کا پوچھنے کے لیے میسیج کر چکی تھی۔۔اس کی

پریشانی مزید اس وقت بڑھی تھی جب دلاور کی جانب سے بھی کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔

کنیز بی بی کی بھی کوئی خیر خبر نہیں تھی اس کے پاس۔۔۔وہ اکثر نمبر بدل کر ان سے رابطہ کرتی رہتی تھیں۔۔۔جو اپنے گاؤں میں چھپی ہوئی تھیں۔۔۔ مگر اتنے دنوں سے ان سے بھی کوئی رابطہ نہیں تھا۔۔۔جو بات اسے دوہری پریشانی میں مبتلا کر رہی تھی۔۔۔

شہوار کو تیمور کے حوالے سے خوف لاحق تھا کہ کہیں وہ سلطان کو اس کے بارے میں بتا تو نہیں چکا تھا۔۔ لیکن اگر وہ بتا دیتا تو شہوار اب تک سلاخوں کے پیچھے ہوتی۔۔۔

شہوار کو لگ رہا تھا اگر وہ مزید کچھ دن ایسے ہی رہی تو ضرور اس کی سانسیں رک جائیں گی۔

ایک جگہ بیٹھ بیٹھ کر وہ تھک چکی تھی۔۔۔جب اس ستمگر کی مہک محسوس کرنے کی خاطر اٹھ کر اس کے سٹڈی روم میں آگئی تھی۔۔وہ یہاں پہلی بار آرہی تھی۔۔۔جہاں اکثر اسے جاتے دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ ایریا بھی کافی بڑا تھا۔۔۔جہاں ایک جانب کتابوں سے سجے بڑے بڑے ریک بنے ہوئے تھے۔۔جبکہ دوسری جانب سٹنگ ارینجمنٹ تھا۔۔وہاں کرسیاں اور سنگل صوفے پڑے تھے۔۔ایسی کوئی شے نہیں تھی جس پر آرام سے سویا جاسکے۔۔۔

وہ اتنی راتیں بغیر سوئے یہاں گزار چکا تھا۔۔

شہوار کا دل بوجھل سا ہوا تھا۔۔۔

کافی دیر وہاں کا جائزہ لینے کے بعد وہ پلٹنے ہی والی تھی جب اس کی نظر ایک دائیں جانب بنے ریک پر بکس کے بیچ رکھی ڈائری پر پڑی تھی۔۔۔وہ سائز اور رنگ میں بالکل اس کی ڈائری جیسی ہی تھی۔۔۔

شہوار زرد ہوتی رنگت کے ساتھ تیزی سے قریب آتی اسے باہر نکال گئی تھی۔۔۔

ساکت ہوتی نگاہوں کے ساتھ وہ ہاتھ میں پکڑی اس ڈائری کو دیکھ رہی تھی جو اسی کی تھی۔۔۔اس ڈائری پر صرف سلطان لاشاری کے

خلاف لکھے گئے آرٹیکلز تھے۔۔۔جو اس نے گمنام لڑکی بن کر لکھے تھے۔۔۔

یہ ڈائری اس شخص کے ہاتھ کب لگی تھی وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔

مگر اس وقت اسے اپنے سانسیں رکتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔

خوف کہ تہیں مزید گہری ہوئی تھیں۔۔۔وہ اس سب کے بارے میں بھی جان چکا تھا۔۔۔مگر اس سے کوئی باز پرس نہیں کی تھی۔۔

کیا وہ ایک ساتھ سارے حساب لینا چاہتا تھا۔۔۔

شہوار کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔۔۔

اس کا انجام بہت زیادہ قریب تھا۔۔۔

جب اسی لمحے دروازے پر ناک ہوا تھا۔۔خوف کے عالم میں ڈائری اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گری تھی۔۔

"بی بی جی آپ کو فیروز صاحب جی نیچے بلا رہے ہیں۔۔۔"

وہ سنبھل کر دروازہ کھولتی ملازمہ کی بات پر حیران ہوئی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کبھی انہوں نے اسے ایسے نہیں بلایا تھا۔۔۔

"کک کیوں۔۔۔؟؟"

اس نے بمشکل پوچھا تھا۔۔۔

"وہ کوئی ملنے آیا ہے آپ سے۔۔۔۔"

ملازمہ اسے بتاتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔۔جبکہ شہوار حیرت کا شکار ہوتی اس کے پیچھے نیچے چل دی تھی۔۔۔نجانے کون ملنے آیا تھا اس سے۔۔۔جس کے لیے اسے ایسے بلایا گیا تھا۔۔۔

وہ پر تجسس انداز میں نیچے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔جہاں سے سب کی آوازیں آرہی تھیں۔۔شہوار نے اندر قدم رکھا تھا۔۔۔جب وہاں فیروز لاشاری کے ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھ اسے لاشاری منزل کی یہ عالیشان عمارت اپنے سر پر گرتی محسوس ہوئی تھی۔۔

اب وہ وقت آگیا تھا جس سے وہ خوفزدہ تھی۔۔۔لیکن اس شخص کو دیکھ اسے کسی قسم کا خوف نہیں تھا۔۔۔

وہ شخص ہنستا مسکراتا وہاں بیٹھا شہوار کے پورے وجود میں زہر گھول گیا تھا۔۔۔اس کا دل چاہا تھا ایک بار پھر سے اس کے ہاتھ میں وہی خنجر ہو اور وہ دوبارہ سے اس شخص کے سینے میں کھوں پ دے۔ کہ اس بار وہ بچ نہ پائے۔۔

"شہوار بیٹے وہاں کیوں رک گئی اندر آؤ۔۔ان سے ملو یہ سلطان کے سب سے بہترین دوست تیمور کمال ہیں۔۔۔ان کا ذکر اس گھر میں سنا تو ہو گا آپ نے۔۔۔"

ثانیہ بیگم نے اس وہی رکتے دیکھ اندر بلایا تھا۔۔۔جبکہ شہوار نے نگاہیں موڑ کر وہاں بیٹھے گھر کے تمام افراد کی جانب دیکھا تھا۔۔جن

میں بتول بیگم اور سلطان نہیں تھے۔۔۔ شہوار کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔ جبکہ دوسری جانب اسے دیکھ کر تیمور کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔۔۔

"شہوار۔۔۔"

اب کی بار راحیلہ بیگم نے اسے پکارا تھا۔۔۔ شاکرہ بتول بیگم کی وہیل چیئر گھسیٹتے انہیں بھی وہاں لے آئی تھی۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ وہ بول سکتی ہے۔۔۔ مگر وہ پھر بھی کسی سے بات نہیں کرتی تھیں۔۔

"تم۔۔۔"

تیمور اپنی جگہ سے اٹھتا اسے قہر آلود نگاہوں سے دیکھتے وہاں بیٹھے تمام افراد کو حیران کر گیا تھا۔۔

آئمہ بھی نفرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"آپ جانتے ہیں شہوار کو۔۔؟؟"

ریاض لاشاری نے اس کے عجیب سے تاثرات دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔

"جی بہت اچھی طرح سے انکل۔۔۔یہ وہی لڑکی ہے جس نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔۔۔"

تیمور کمال کے لبوں سے نکلنے والے الفاظ وہاں بیٹھے ہر شخص کو ساکت کر گئے تھے۔۔

"یہ کیا بول رہے ہیں آپ؟؟؟ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ آپ کو یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔ ہماری شہوار ایسی بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔"

ثانیہ بیگم ماننے سے انکاری ہوئی تھیں۔۔۔ جبکہ باقی سب خاموش تھے۔۔ شہوار کی خاموشی، اس کی لال پڑتی رنگت بہت کچھ واضح کر رہی تھی۔۔۔

تیمور کمال کو زندہ سلامت اپنے سامنے دیکھ وہ آپے سے باہر ہو چکی تھی۔۔۔ اس کی نظروں کے سامنے بار بار کنزا کی لاش گھوم رہی

تھی۔۔۔ جسے اس شخص نے بہت ہی بے دردی کے ساتھ مارا تھا۔۔۔ اور اس کے بعد بھی اتنے آرام سکون سے کھڑا تھا۔۔

شہوار خود پر ضبط نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔ وہ یہ بات پہلے سے ہی جانتی تھی کہ اگر تیمور اس کے سامنے آگیا تو وہ اپنے اوپر کنٹرول نہیں رکھ پائے گی۔۔

"میں ایسی ہی ہوں۔۔۔ میں ہی تھی وہ جس نے اسے مارا تھا۔۔۔ اگر مجھے زرا سا بھی شک گزرتا کہ اس کی سانسیں ابھی باقی ہیں تو کسی قیمت پر ایسے نہ چھوڑ کر آتی۔۔۔"

شہوار اپنی جگہ سے آگے آتی نفرت سے پھنکارتے لہجے میں بولی تھی۔۔۔ جبکہ گھر کے سب افراد شاک کی کیفیت میں بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ جو انہیں اس لمحے کوئی اور ہی شہوار نظر آ رہی تھی۔۔

اس کی آنکھوں میں اتنی نفرت تھی کہ ان سب کے دل دہل اٹھے تھے۔۔۔

"شہوار۔۔۔۔"

ثانیہ بیگم اس کی قریب آئی تھیں۔۔۔ مگر وہ ان کا ہاتھ دور جھٹک گئی تھی۔۔۔

"خبر دار جو کوئی میرے قریب آیا تو۔۔۔ نفرت ہے مجھے اس گھر کے ہر فرد سے۔۔"

شہوار کے دھکیلنے پر وہ لڑکھڑا کر پیچھے گرنے کو تھیں۔۔۔ جب ظہیر آگے آتا انہیں تھام گیا تھا۔۔۔

اس کی اس بات پر بتول بیگم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔ فیروز لاشاری ایک جانب جھکے کندھوں کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

"انکل آپ کو ابھی اس لڑکی کی اصلیت نہیں پتا۔۔۔ یہ بہت جھوٹی اور مکار ہے۔۔۔ اس نے پہلے میرے ساتھ پیار

محبت کا کھیل کھیلا۔۔۔ اور پھر مجھے ہی لوٹ کر چل دی۔۔۔"

تیور کمال اتنے سارے لوگوں کے بیچ کھڑا اس دھان پان سی لڑکی کی نفرت چھلکاتی آنکھوں سے خوف کھا گیا تھا۔۔۔

تیمور کا بس نہیں چل رہا تھا اس لڑکی کے ساتھ وہی سلوک کرے جو اس کے ساتھ کیا تھا اس نے۔۔۔

"یہ کیا بول رہے ہو تم دونوں۔۔۔؟؟"

ان دونوں کو ایک دوسرے پر اتنے گھناؤنے الزامات لگاتے دیکھ ریاض لاشاری غصے سے دھاڑے تھے۔۔۔

"نہیں انکل اس لڑکی نے میرے ساتھ جو کیا ہے میں اسے معاف نہیں کر سکتا۔۔۔اب بھی دیکھیں اس کی آنکھوں میں زرا سی شرم اور پچھتاوا نہیں ہے۔۔۔ جس ڈھیٹائی سے بکواس کر رہی ہے یہ۔۔۔ میں ابھی پولیس کو بلا کر اس لڑکی کو اریسٹ کرواؤں گا۔۔۔ سلطان کو ابھی اس لڑکی کی اصلیت نہیں پتا۔۔۔اگر پتا ہوتی تو اسے کب کا جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچا چکا ہوتا۔۔۔"

تیمور کو موبائل نکال کر پولیس کا نمبر ملاتے دیکھ حشمت لاشاری مسکرا دیئے تھے۔۔۔وہ لوگ پہلے ہی اپنی جعلی پولیس تیار کر چکے تھے۔۔۔جو شہوار کو یہاں سے لے کر ان کے بتائی خفیہ جگہ پر

پہنچانے والی تھی۔۔۔ جس کے بعد شہوار کا پتا کسی کو نہیں چلنا تھا۔۔۔

"میں نے پہلے دن ہی کہا تھا یہ لڑکی اعتبار کے قابل نہیں ہے۔۔۔ اس ناپاک عورت کا خون اس جیسا ہی۔۔۔۔"

حشمت لاشاری کی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتے تھے۔۔ وہ جانتے تھے کیسے سب گھر والوں کے دل میں اس کے لیے نفرت پیدا کر کے سب کو اس سے بد ظن کرنا ہے، ابھی مزید بھی بول رہے تھے جب شہوار اپنی ماں کے بارے میں اس گھٹیا انسان کے الفاظ سنتی خود کو نہیں روک پائی تھی۔۔۔ وہ آگے بڑھی تھی اور کسی کو بھی

کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر ایک زوردار تھپڑ ان کے منہ پر رسید کیا تھا۔۔۔

یہ تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔۔۔ حشمت لاشاری بھی اس چھٹانک بھر کی لڑکی کی جرأت دیکھ لڑکھڑا گئے تھے۔۔۔

"بکواس بند کرو اپنی گھٹیا کمینے۔۔۔۔ اگر اس کے بعد میری پاکباز ماں کے بارے میں ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نکالا تو زبان کاٹ کے رکھ دوں گی۔۔۔"

شہوار حشمت لاشاری کو انگلی اٹھا کر وارن کرتی اپنی نفرت بھری آنکھوں سے گھورتی ساکت کر گئی تھی۔۔۔

جبکہ شہوار کی یہ حرکت وہاں کھڑے ہر شخص کو انتہائی ناگوار گزری تھی۔۔۔انہیں اب تیمور کی کہی جانے والی باتوں پر یقین ہونے لگا تھا۔۔جو لڑکی اپنے چچا پر ہاتھ اٹھا کر اس سے اتنی بدسلوکی کر سکتی تھی۔۔۔وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔۔

حشمت لاشاری نے بھی غصے اور طیش سے پاگل ہوتے شہوار پر ہاتھ اٹھانا چاہا تھا مگر فیروز لاشاری نے انہیں روک دیا تھا۔۔۔جس پر وہ مٹھیاں بھینچتے اپنے باپ کو بھی نفرت آمیز نگاہوں سے دیکھ کر رہ

گئے تھے۔۔۔اب اس لڑکی کو وہ کسی قیمت پر نہیں چھوڑنے والے تھے۔۔۔

"اے لڑکی۔۔۔ہوش میں تو ہو۔۔؟تمہاری اتنی ہمت کیسے ہوئی کہ تم حشمت صاحب پر ہاتھ اٹھاؤ۔۔"

ساجدہ بیگم اپنے پر اٹھتا تھپڑ دیکھ طیش کے عالم میں آگے آتیں شہوار کو دور دھکیل گئی تھی۔۔۔ان کس دھکا اتنا زور دار تھا کہ شہوار نیچے جا گری تھی۔۔۔

لیکن اس وقت اسے اپنی پرواہ نہیں تھی۔۔۔اس کے اندر لگی آگ اور اپنوں پر ہوئے ظلم کی اذیت اس کی ہر تکلیف پر بھاری تھی۔۔۔

اس کو گرتے دیکھ گھر کا کوئی فرد بھی آگے نہیں آیا تھا۔۔۔وہ تلخ نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھتی خود کی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ آج تک وہ اپنی پوری زندگی ایسے ہی خود کو سنبھالتی آئی تھی۔۔۔

"تم ایک گھٹیا لڑکی ہو۔۔۔کیوں کیا میرے بھائی کے ساتھ تم نے ایسا۔۔۔ تمہارا انجام اب اس سے بھی زیادہ برا ہو گا۔۔۔۔ چھوڑیں گے نہیں ہم تمہیں۔۔۔۔"

آئمہ کا بس نہیں چل رہا تھا اس لڑکی کا چہرا تھپڑوں سے لال کر دے۔۔۔

شہوار اس وقت وہاں سب کو ہی بہت بری لگی تھی۔۔ یہ لڑکی ایسی نکلے گی انہیں بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔ جسے اس گھر میں اتنا پیار دیا گیا تھا۔۔۔

ریاض صاحب مسلسل سلطان کو کال کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ مگر اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔ وہ شدید پریشانی کا شکار ہوئے تھے۔۔۔ اس وقت اس معاملے کو سلطان ہی سنبھال سکتا تھا۔۔۔ سلطان کی مرضی کے بغیر وہ اس لڑکی کو سزا دینے کا حق نہیں رکھتے تھے۔۔۔

"میں نے مارا اسے۔۔۔ اور اگر دوبارہ موقع ملا تب بھی ماروں گی۔۔۔ میں اسے زندہ نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔ مگر آپ لوگوں میں سے کسی نے بھی اس نفرت کی وجہ پوچھنے کی کوشش ہی نہیں کی مجھ سے۔۔۔ آپ لوگ پوچھیں گے بھی کیسے۔۔۔ آپ سب کے تو اپنے ہاتھ رنگے ہیں میری ماں کے خون سے۔۔ یہ شخص قاتل ہے میری بہن کا۔۔۔ اس کی عزت کا لٹیرا ہے یہ۔۔۔۔ اس نے اسے بہت بے دردی سے قتل کیا ہے۔۔۔ کیوں تیمور کمال بھول گئے اس معصوم لڑکی کو۔۔۔ جسے محبت اور شادی کا جھانسہ دے کر اس کی عزت پامال کرتے رہے اور جب اس نے شادی کی ڈیمانڈ کی تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔۔۔ بھول گئے کنزا کو۔۔۔ اسی کی بہن ہوں

میں۔۔۔ جس کا خون میں لت پت وجود انہیں بانہوں میں اٹھا کر تمہارے فلیٹ سے نکلی تھی۔۔۔"

شہوار کی آنکھیں اپنی ماں اور بہن کے ذکر پر برسنے لگی تھیں۔۔۔ اسے یہ اذیت اور دکھ مار رہا تھا کہ وہ ان ظالموں کا کچھ نہیں بگاڑ پائی تھی۔۔۔ وہ اس کے سامنے سینہ تانے کھڑے تھے۔۔ اور اب اس کے ساتھ بھی وہی کرنے والے تھے جو اس کی ماں اور بہن کے ساتھ ہوا تھا۔۔۔ وہ بہت کوشش کے بعد بھی کچھ نہیں کر سکی تھی۔۔۔ وہ اب خود بھی مر جانا چاہتی تھی۔۔۔

یہ زندگی اس کے لیے موت سے بھی بدتر تھی۔۔۔۔ جس میں وہ ان قاتلوں کو یوں سر عام دندناتا ہوئے دیکھتی۔۔۔ کنزا کی موت کی خبر وہاں سب کو ایک نئے شاک میں مبتلا کر گئی تھی۔ بتول بیگم کو لگا تھا ان کا دل بند ہو جائے گا وہ ان سانس نہیں لے پائیں گی۔۔۔

مگر وہ اتنی بڑی اذیت سہنے کے بعد بھی زندہ تھیں۔۔۔ اور اپنی بہتی آنکھوں سے اپنی اس روتی بلکتی پوتی کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔ جس پر ان کے خاندان کا کوئی فرد یقین کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔ وہ سب اس پرائے انسان کے ساتھ کھڑے اپنے ہی گھر کی بیٹی کو رسوا کرنے کو تیار تھے۔۔۔

بتول بیگم کی یہی چاہ تھی کہ یہ سب دیکھنے سے پہلے ان کی آنکھیں بند ہو جائیں۔۔۔وہ اپنی پوتی کی مزید اذیت نہیں دیکھ سکتی تھیں۔۔۔

شہوار کی بات پر تیمور نے بے یقینی کے عالم میں اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ تو بھول ہی چکا تھا اس لڑکی کو۔۔۔ہاں اکثر اس روتی سسکتی لڑکی کے حوالے سے برے برے خواب ستاتے تھے اسے۔۔۔اکثر راتوں کو وہ خوف سے اٹھ کر بیٹھ جاتا تھا۔۔لیکن اس لڑکی کی بہن اس سے بدلہ لینے آئے گی اسے امید نہیں تھی۔۔۔۔

کنزا نے تو اسے یہی بتایا تھا کہ اس کا آگے پیچھے کوئی نہیں تھا۔۔۔

اسی لیے تو اس لڑکی کو اس طرح استعمال کیا تھا اس نے۔۔۔

پھر یہ بہن اچانک سے کہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔۔

"کنزا اب اس دنیا میں نہیں ہے۔۔۔"

ثانیہ بیگم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔وہ پیچھے پڑے صوفے پر ڈھے سی گئی تھیں۔۔۔

"جھوٹ بول رہی ہے یہ۔۔۔میں کسی کنزا کو نہیں جانتا۔۔۔اپنا جرم چھپانے کے لیے اب مجھ پر الزامات لگا رہی ہے۔۔۔اگر تمہاری یہ بات سچ ہے تو ثبوت پیش کرو میرے آگے۔۔کیا ثبوت ہے تمہارے پاس کہ یہ جو ساری بکواس تم میرے بارے میں کر رہی ہو یہ سچ ہے۔۔۔۔۔"

تیمور فوراً سے اپنے کیے سے مکر گیا تھا۔۔۔ شہوار کے مقابل آن کھڑا ہوتا وہ اسے دھمکی آمیز نگاہوں سے گھورتا وارن کر رہا تھا کہ اگر اس نے مزید کوئی بات کی تو وہ اسے بھی ایسے ہی مارے گا جیسے اس کی بہن کے ساتھ کیا تھا۔۔۔

شہوار نے زخمی نگاہوں سے وہاں کھڑے اپنے نام نہاد خونی رشتوں کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جن کے ہوتے ہوئے یہ شخص اتنی دلیری کا مظاہرہ کرتا اس کی بہن کے قتل کے بعد اب اس کی بھی ویسی ہی موت لکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

"اگر تم چاہتی ہو ہم تمہاری بات پر یقین کریں تو ثبوت پیش کرو۔۔۔۔"

حشمت لاشاری ایک بار پھر سے بولے تھے۔۔۔

گھر کے باقی لوگ خاموش تماشائی بنے کھڑے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔ جنہوں نے اگر اس کے خلاف نہیں بولا تھا تو اس کا ساتھ بھی نہیں دیا تھا۔۔۔ مگر ان اب کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ انہیں اس کی کسی بھی بات پر اب کوئی یقین نہیں رہا تھا۔۔۔۔

"میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہیں۔۔۔"

شہوار کے لبوں سے تھکی تھکی سی آواز برآمد ہوئی تھی۔۔۔

جو سنتے بہت سے چہروں پر اس کے لیے ناگواری بھرے تاثرات مزید واضح ہوئے تھے۔۔۔

سلطان لاشاری کب دروازے پر آن کھڑا ہوا تھا شہوار نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔ مگر باقی سب اس کی موجودگی سے آگاہ تھے۔۔۔ وہ سامنے نہیں آیا تھا اس وجہ سے کسی نے بھی شہوار پر اس کی موجودگی ظاہر نہیں کی تھی۔۔۔

"یہ ایک بڑے بزنس مین تھا۔۔۔ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔۔۔ اس لیے اپنی بہن کو مٹی تلے دفنانے کے بعد ایک سال تک اس کے صدمے میں بستر پر پڑی رہی۔۔۔ مگر میری نفرت مجھے سکون نہیں

لینے دیتی تھی۔۔۔میں جانتی تھی بہت جلد مجھے بھی مار دیا جائے گا۔۔۔ مگر مرنے سے پہلے میں اپنی ماں اور بہن کے قاتلوں کو مارنا چاہتی تھی۔۔۔یہ شخص جو بظاہر دنیا والوں کے سامنے بہت ہی باوقار اور معزز شخصیت تھا۔۔۔اندر سے کردار کا کتنا ہلکا ہے یہ بات میں کنزا کے واقع کے بعد بہت اچھے سے جان گئی تھی۔۔۔

میں جب پہلی بار اس سے ملی تو ویسا ہی ہوا۔۔۔یہ چار دنوں کے اندر اندر میرے پیچھے ایسا پاگل ہوا کہ میں جو کہتی تھی وہی کرنے لگا۔۔۔ یہ میرے پلان کا حصہ تھا کہ اسے سلطان لاشاری کے فارم ہاؤس پر

مار کر سارا الزام اسی انسان پر لگا دوں۔۔۔ کیونکہ میں سلطان لاشاری سے بھی شدید نفرت کرتی تھی۔۔۔۔"

تھی لفظ پر وہ کمزور پڑی تھی۔۔۔ آواز ایک دم سے نم آلود ہوئی تھی۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔۔۔ جبکہ باقی سب نے سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو پتھریلے تاثرات کے سارے شہوار کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ تیمور کی آنکھوں میں مکروہ مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔ یہ بے وقوف لڑکی یہ سب بول کر اپنے لیے اپنے ہاتھوں کل واں کھود رہی تھی۔۔۔

سلطان لاشاری نے اب اسے طلاق دے کر اس گھر سے نکالنے میں ذیادہ دیر نہیں کرنی تھی۔۔۔اپنے قریبی لوگوں کے معاملے میں وہ ایسا ہی بے رحم بن جاتا تھا۔۔۔

"سلطان لاشاری کے خلاف وہ سارے آرٹیکل لکھ کر اسے بدنام کرنے والی میں تھی۔۔۔لوگوں کی آنکھوں میں اس کے لیے نفرت دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔کیونکہ یہ شخص میری راہ کی سب سے بڑی روکاوٹ تھا۔۔۔میں جب بھی لاشاری خاندان کے کسی بھی فرد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی تھی سلطان لاشاری اسے بچالیتا تھا۔۔۔اسی لیے مجھے اگر سب سے زیادہ کسی سے نفرت ہوئی تھی تو

وہ سلطان لاشاری ہی تھا۔۔۔میں اسے بھی ختم کرنا چاہتی تھی۔۔۔
میں تم سب کو مارنا چاہتی تھی۔۔۔

اس گھر میں آکر تم سب کو بدنام کرنا چاہتی تھی۔۔۔لائبہ کو گھر سے بھگانے کی سازش بھی کی تاکہ یہ خاندان پوری دنیا کے سامنے رسوا ہو۔۔۔۔لیکن اسے بھی سلطان لاشاری نے ناکام بنادیا۔۔۔بتول لاشاری کے آگے اپنی نفرت کا اظہار کر کے انہیں موت کے منہ میں پہنچانے کی کوشش کی۔۔۔جو عورت میری ماں کی بربادی کی زمہ دار تھی۔۔اسے اپنوں کے بیچ ہنستا مسکراتا دیکھنا برداشت نہیں ہوتا تھا مجھ سے۔۔۔۔مجھ سے میری ماں کو اس شخص نے چھینا

تھا۔۔۔ اس گھر میں ان کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔۔۔ وہ اپنی عزت بچا کر اس گھر سے فرار ہوئی تھیں۔۔۔ جس پر ان کے اوپر اس گھر میں بدکرداری کا الزام لگا دیا گیا۔۔۔ اس نے ان کا ایکسیڈنٹ کروا کر انہیں مروایا تھا۔۔۔ مجھے بھی کئی بار مروانے کی کوشش کی ہے۔۔۔ مگر میری بدقسمتی کے میں اس دنیا کی مزید بے رحمی سہنے کے لیے ہر بار بچ گئی۔۔۔ میں بھی اسے مارنا چاہتی تھی۔۔ مگر سلطان لاشاری نے مجھے کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچانے دیا۔۔۔ وہ تم سب سے بہت محبت کرتا ہے۔۔۔ تم میں سے کسی کو کچھ نہیں ہونے دے گا۔۔ میں جانتی ہوں میری بات پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔۔۔ میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہیں کسی کے بھی

خلاف۔۔۔ میں اس عدالت میں تو انصاف نہیں مانگ سکی نہ مجھے ملے گا۔۔۔ مگر اپنے اللہ کی لگائی عدالت میں تم سب کے گریبان ضرور پکڑوں گی۔۔۔ کسی کو نہیں چھوڑوں گی۔۔۔ میرے خاندان کو ختم کیا ہے تم لوگوں نے۔۔ سلامت تم لوگ بھی نہیں رہو گے۔۔۔"

باہر پولیس کی گاڑی کا سائرن بجنا شروع ہو چکا تھا۔۔۔ شہوار مزید یہاں رکنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔

اس کا چہرا بالکل جھکا ہوا تھا۔۔۔ نیلی آنسوؤں کا بوجھ سہتی جھک گئی تھیں۔۔۔

"سلطان۔۔۔۔"

تیمور نے اپنی جگہ سے آگے بڑھتے سلطان کو پکارا تھا۔۔۔ جس کی موجودگی کا احساس کرتے شہوار کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ وہ یہی دعا کر رہی تھی کہ اس شخص کے آنے سے پہلے پہلے وہ یہاں سے چلی جائے۔۔۔ مگر یہاں بھی اس کی قسمت نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا۔۔۔ مزید اذیت اس کی جھولی میں ڈال دی تھی۔۔۔

اس کی نظریں اپنے سامنے آن کھڑے ہوتے سلطان لاشاری کے پیروں پر تھیں۔۔۔

"سلطان یہی وہ لڑکی ہے جس نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور سارا الزام تم پر ڈال کر تمہاری نام خراب کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔"

تیمور شہوار کی جانب نفرت آمیز نگاہوں سے دیکھتے بولا تھا۔۔۔

"یہ ہم سب کی دشمن ہے۔۔۔ اس کا کہنا ہے میں نے اس کی ماں کو مارا ہے۔۔۔ میں تو جانتا بھی نہیں ہوں وہ بدکردار عورت ہمارے بھائی کی جان لینے کے بعد کس کے ساتھ منہ کالا کر کے بھاگی۔۔۔۔۔"

حشمت لاشاری بھی سلطان کو وہاں دیکھ خاموش نہیں بیٹھ پائے تھے۔۔۔ مگر اس بار بھی شہوار نے انہیں بات مکمل نہیں کرنے دی تھی۔۔۔ وہ پلٹی تھی اور ایک زناٹے دار تھپڑ پھر سے اس مکروہ انسان کی شکل پر رسید کیا تھا۔۔۔ مگر اس بار جواب میں حشمت لاشاری بھی پیچھے نہیں رہے تھے۔۔۔ انہوں نے بھی جوابی وار کرنا چاہا تھا مگر سلطان لاشاری کی ان پر اٹھتی سرخ وارننگ دیتی نگاہیں ان کا ہاتھ ہوا میں ہی روک گئی تھیں۔۔۔

شہوار نے پلٹ کر وہاں آتی لیڈیز پولیس اور انسپکٹر کو دیکھا تھا۔۔۔

"میں مجرم ہوں۔۔۔ گرفتار کر لیں مجھے پلیز۔۔۔"

سلطان لاشاری اسے وہاں سے لے جانے کے لیے کہتا وہ خود ہی انہیں بول گئی تھی۔۔۔

مگر جیسے ہی وہ لوگ شہوار کی جانب بڑھے سلطان نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا تھا۔۔۔بتول بیگم کے دل کو جیسے ڈھارس ملی تھی۔۔۔باقی سب ابھی بھی پتھر تھے۔۔

جبکہ شہوار نے سے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔کیا وہ اسے کوئی اور سزا دینا چاہتا تھا۔۔۔وہ اس کی جانب دیکھ کیوں نہیں رہا تھا۔۔۔اس کی نفرت کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ وہ اس کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

"میں نے آپ سے کہا ہے اریسٹ کریں مجھے۔۔۔ سمجھ نہیں آتی آپ لوگوں کو۔۔۔"

شہوار ان پولیس والوں پر دھاڑی تھی۔۔۔ سلطان لاشاری کی موجودگی اسے مزید اذیت سے دوچار کر رہی تھی۔۔۔

وہ مزید ایک منٹ بھی وہاں نہیں رکھا چاہتی تھی۔۔۔ اس کے چلانے پر شش و پنج میں مبتلا پولیس والے آگے بڑھے تھے جب سلطان کی قہر آلود نگاہوں پر ان کے قدم رک گئے تھے۔۔۔

"گیٹ لاسٹ۔۔۔۔ بادل خان لے کر جاؤ انہیں باہر۔۔۔۔"

سلطان اتنی شدت سے دھاڑا تھا کہ شہوار کو در و دیوار ہلتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ اگلے لمحے بادل خان اندر آتا ان سب کو وہاں سے لے گیا تھا۔۔۔

"سلطان یہ لڑکی جھوٹی اور مکار ہے۔۔۔ یہ اپنی ماں کی طرح دولت ہتھیانے آئی ہے یہاں۔۔۔ یہ چاہتی ہے اس کے ان جھوٹے الزامات سے گھبرا کر ہم اس کے آگے گھٹنے ٹیک دیں۔۔۔"

حشمت لاشاری کو سلطان کے انداز پریشان کر رہے تھے۔۔۔ وہ کیوں اس لڑکی کو ابھی تک وہاں کھڑے ہونے دے رہا تھا۔۔ جو اس کے سامنے اس کے خلاف اتنا زہر اگل چکی تھی۔۔۔

"یہ بات مت کریں چچا جان۔۔۔اس گھر اور ہماری ساری دولت جائیداد کی اتنی کی حقدار ہے جتنے آپ ہیں۔۔۔لاشاری خاندان کی ملکیت کا تیسرا حصہ اسی کا ہے۔۔۔اس کے لیے اسے الزامات لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

سلطان لاشاری کی بات پر شہوار کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔

"تم اس لڑکی کی بات پر یقین کر کے ہم پر شک کر رہے ہو۔۔۔یہ جو ابھی سب کے سامنے اپنے سارے جرموں کا اقرار کر چکی ہے۔۔یہ سب سے بڑی دشمن تو تمہاری ہی ہے۔۔۔"

تیمور اپنے دوست کے منہ سے اس لڑکی کی حمایت برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔۔ سلطان وہ شخص تھا جو اس کی ہر بات پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ کرتا تھا۔۔۔ اسے یقین تھا وہ اب بھی ایسا ہی کرے گا۔۔۔

"میں شک نہیں کر رہا آپ پر۔۔۔ میں جانتا ہوں یہ لڑکی سب سے بڑی دشمن میری ہی ہے۔۔۔ اس نے میرے خلاف جو کہا سب سن لیا میں نے۔۔۔ اس کا بعد میں حساب لوں گا میں۔۔۔ مجھے بس آپ سے ایک بار پوچھنی ہے۔۔۔ کیا شہوار اپنی ماں کے بارے میں جو بول رہی ہے وہ سچ ہے؟ آپ نے اس کی ماں کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔۔؟؟ میرے سامنے کوئی بھی جھوٹ

مت بولیئے گا۔۔۔ اگر آپ سچے ہوئے تو میں کچھ نہیں ہونے دوں گا آپ کو۔۔۔ یہ وعدہ ہے میرا آپ سے۔۔۔"

سلطان لاشاری نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھ مخاطب ہوا تھا۔۔۔ اس کی بھاری گھمبیر آواز پر ہر جانب گہرا سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔

شہوار کو اپنی سانسوں کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔ باہر سے زیادہ اس کے اندر سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔

"نہیں یہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔ میں نے نہ تو اسے کوئی نقصان پہنچایا ہے اور نہ اس کی ماں کو۔۔۔"

حشمت لاشاری اس بار بہت مشکل سے سکینہ بیگم کے بارے میں کچھ بھی غلط کہنے روکا تھا۔۔۔اس نازک سی لڑکی نے اپنی پوری قوت استعمال کرتے جو تھپڑ اسے مارا تھا۔۔۔انہیں اپنا چہرا ابھی تک جلتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔اب اس لڑکی کا کتنا برا حشر کرنے والے تھے وہ۔۔۔یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

انہیں پورا یقین تھا کہ سلطان ان کا ساتھ ہی دے گا۔۔۔۔

"تم جانتے تھے کنزا کو؟؟؟"

حشمت لاشاری کا جواب پانے کے بعد وہ اب اسی سنجیدگی کے ساتھ تیمور کی جانب پلٹا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔میں اس نام کی کسی لڑکی سے کبھی ملا ہی نہیں۔۔۔"

تیمور نے فوراً انکار کیا تھا۔۔۔

"اسے نہیں مارا تم نے۔۔۔؟؟"

سلطان نے دوبارہ سے اپنی تسلی کرنی چاہی تھی۔۔۔اس کے سنجیدہ تاثرات اور لہجے سے کوئی کچھ بھی اخذ نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔مجھے ہماری دوستی کی قسم میں نے کچھ نہیں کیا ایسا جو یہ لڑکی بول رہی ہے۔۔۔"

سلطان لاشاری کی سرد آواز شہوار کو اپنے اندر اترتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس نے ایک آخری بار اپنی ڈارک بلو آنکھیں اٹھا کر اس کی ڈارک براؤن آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔جہاں اس وقت سرد پن کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔چاہنے کے باوجود وہ نفرت نہیں ڈھونڈ پائی تھی۔۔۔

"نہیں مجھے کچھ نہیں بتانا آپ کو۔۔۔مجھے میرے حصے کی سزا سنائیں پلیز میں مزید یہاں نہیں رکنا چاہتی۔۔۔مجھے جانا ہے یہاں سے۔۔۔"

شہوار چاہ کر بھی اپنے آنسوؤں کو بہنے سے نہیں روک پائی تھی۔۔

جنہیں چھپانے کے لیے اس نے دوبارہ سے اپنا چہرا جھکا دیا تھا۔۔۔

جس وجہ وہ سلطان لاشاری کی آنکھوں میں ابھرتی سرخی نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔

"اتنی جلدی بھی کیا ہے سزا پانے کی۔۔۔ سزا تو ضرور ملے گی تمہیں۔۔۔"

اس کے لفظوں سے نکلتی آگ شہوار کو اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ چہرا اس کی گرم نگاہوں کے احساس سے لال ہوا تھا۔۔

آپ سب لوگ اپنے اپنے حصے کا بول چکے ہو۔۔ جتنی خاموشی سے میں نے آپ کی سنی اب آپ لوگ میری سنو گے۔۔ آپ سب بیٹھ جائیں۔۔ یہ تماشا ابھی لمبا چلنے والا ہے۔۔۔ آپ سب تھک جائیں گے۔۔۔۔ لیکن اس سے پہلے چچا جان ایک اور بات پوچھنا چاہوں گا آپ سے۔۔۔ کیا کسی یاسمین قیوم کو جانتے ہیں آپ۔۔۔؟؟ کبھی ملنا ہوا ہو اس سے۔۔۔"

سلطان لاشاری ان سب کو اپنی اپنی جگہ پر بیٹھنے کا کہتا حشمت لاشاری کی جانب پلٹا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی بات پر صوفے پر براجمان ہوتے حشمت لاشاری کے چہرے کا رنگ ایک دم سے متغیر ہوا تھا۔۔۔

"کک کون یاسمین۔۔۔میں کسی کو نہیں جانتا۔۔۔۔"

حشمت لاشاری کی زبان ایک دم سے لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔وہ ابھی اس بات کے لیے تیار نہیں تھے۔۔

"اچھا آپ نہیں جانتے۔۔۔مگر میں جانتا ہوں۔۔۔پہلے نہیں ملے تو اب ملوا دیتا ہوں آپ سے۔۔۔۔کچھ وقت پہلے میری مخالف پارٹی کے بہت اہم عہدے پر رہ چکی ہیں۔۔۔"

سلطان لاشاری کا چہرا سنجیدگی سے لبریز تھا۔۔۔مگر اس کی آنکھوں سے نکلتی آگ حشمت لاشاری کو جلا کر راکھ کر گئی تھی۔۔۔

سب ناسمجھی سے سلطان کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔جب ایک پینتیس کے قریب عمر کی عورت ہاتھ میں ایک بچہ اٹھائے اندر داخل ہوئی تھی۔۔جسے دیکھ حشمت لاشاری کو اپنے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔جبکہ شہوار اس عورت کو دیکھ حیران ہوئی تھی۔۔۔یہ وہی عورت تھی جس کے گھر میں اس نے چھپ کر اس کی سلطان کے ساتھ ویڈیو بنائی تھی۔۔جسے دلاور نے ضائع کر دیا تھا۔۔۔مگر اس لڑکی کے ساتھ تو سلطان لاشاری کی ناجائز تعلقات سمجھی تھی۔۔پھر وہ اسے اس طرح سب کے سامنے کیوں لا رہا تھا۔۔۔شہوار کو یہ معاملہ بالکل بھی سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔۔

"کیا ہوا حشمت لاشاری تمہیں کیا لگا تھا میری عزت پامال کر کے اور مجھے کسی کے سامنے منہ نہ کھولنے کی دھمکیاں دے کر بھاگ نکلو گے اور میں خاموش بیٹھوں گی۔۔۔ میرا تعلق سلطان لاشاری کی مخالف سیاسی پارٹی سے تھا۔۔۔ مجھے میری پارٹی کی جانب سے کام دیا گیا تھا کہ کسی بھی طرح سلطان لاشاری کے قریبی لوگوں میں گھس کر اس کی پارٹی کی ساری خفیہ باتیں نکلواؤں۔۔۔ جب اس دوران میری ملاقات حشمت لاشاری سے ہوئی تھی۔۔۔ جس نے مجھ سے ایک رات کے بدلے سلطان لاشاری کی ساری معلومات دینے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔ میں پیسوں کے لالچ میں اندھی ہوتی اس مکروہ عمل کے لیے مان بھی گئی تھی۔۔۔۔ مگر یہ شخص میری سوچ سے بھی زیادہ گھٹیا نکلا

تھا۔۔۔اس نے مجھے دو ہفتے اپنے پاس رکھ کر میرے ساتھ درندوں جیسا سلوک کیا تھا۔۔۔اور آخر میں مجھے یہ بتایا تھا کہ سلطان لاشاری اپنے قریبی لوگوں کو بھی اپنی پارٹی کی اہم باتیں نہیں بتاتا وہ کچھ نہیں جانتا۔۔۔اس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے کسی کو بھی کچھ بتایا تو یہ مجھے مروادے گا۔۔۔یہ بچہ اسی کی ناجائز پیداوار ہے۔۔۔میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی برباد کی۔۔۔مگر بہت ساری عورتیں ایسی ہیں جن کے ساتھ اس شخص نے ایسی ہی درندگی دکھائی ہے۔۔۔یہ ہوس پرست بھیڑیا ہے۔۔۔یہ مجھے اب تک مروا چکا ہوتا اگر میں سلطان سر سے رابطہ کر کے انہیں اپنے گھر بلوا کر ساری حقیقت نہ بتا دیتی۔۔انہوں نے اپنے متعلق میرے غلط

ادارے جان کر بھی میری مدد کی۔۔۔ اسی وجہ سے میں مزید اس شخص کی درندگی کا شکار ہونے سے بچ گئی۔۔۔ یہ اس بچے کی ڈی این اے رپورٹ ہے۔۔۔"

وہ عورت ٹیبل پر رپورٹ رکھتی سلطان کے اشارے پر وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔ حشمت لاشاری جو شہوار کی تو ہر بات بہت آرام سے جھٹلا گئے تھے۔۔ مگر اس عورت کے ہاتھوں میں موجود جیتا جاگتا ثبوت دیکھ وہ کچھ بھی بولنے کی ہمت نہیں کر پائے تھے۔۔۔

سب گھر والوں کی ناگواریت بھری نگاہیں ان کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔ شہوار اپنی جگہ ساکت بیٹھی تھی۔۔۔ شرمندگی کے

مارے وہ نظریں نہیں اٹھا پائی تھی۔۔۔ وہ بنا کچھ بھی جانے اس شخص پر کتنی بڑی تہمت لگا گئی تھی۔۔۔ جس کا اشتہار وہ پوری دنیا کے سامنے لگا دیتی اگر دلاور اسے روک نہ دیتا۔۔۔ شہوار اپنے ہاتھوں کو سختی سے میچے سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جب اپنے بہت قریب اس شخص کی خوشبو محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ ساری جگہیں چھوڑ کر اس کے ساتھ آن بیٹھا تھا۔۔۔ شہوار نے نگاہیں اٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ لیکن اس کی نظریں بخوبی نوٹ کر پا رہا تھا۔۔۔

"داداجان کیا آپ آج سب کے سامنے کچھ کہنا چاہیں گے یا آج بھی ویسے ہی خاموش رہیں گے جیسے سکینہ چچی کی فریادوں اور سسکیوں کے آگے خاموش رہے تھے۔۔۔ نہیں بلکہ خاموش نہیں رہے تھے۔۔۔انہیں ذلیل کر کے اپنے اس بیٹے کی شرافت کا اظہار کیا تھا۔۔۔۔"

سلطان لاشاری کی بات پر اب صحیح معنوں میں شہوار شاک ہوئی تھی۔۔۔اس کی نظریں اپنے بہت قریب بیٹھے سلطان لاشاری کے خوبرو چہرے پر جم گئی تھیں۔۔۔ اس گھر میں شاید آج پہلی بار کسی نے اتنی عزت کے ساتھ اس کی ماں کا نام لیا تھا۔۔۔انہیں ان کا مقام

دیا تھا۔۔۔ جس کی خواہش دل میں لیے وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئی تھیں۔۔۔

اس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

جبکہ باقی سب نے بھی بے یقینی کے عالم میں سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اور پھر فیروز لاشاری کے جھکے ہوئے سر کو۔۔۔

جن کی بوڑھی آنکھوں سے ندامت کے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔۔

"میں نے جو کیا حشر کے روز میرا بیٹا میرا گریبان پکڑنے ضرور آئے گا۔۔۔ اس کی بیوی بچیوں کو ان کا مقام دینا تو دور کی بات ان کی عصمت کی حفاظت بھی نہ کر سکا۔۔۔ وہ بچاری آئی تھی میرے پاس

فریاد لے کر۔۔۔ اس ہوس پرست درندے کی اصلیت بتانے جو اپنے گھر میں اپنی ہی بہو بیٹی کی عزت پامال کرنے بیٹھا تھا۔۔۔ لیکن اس وقت بے حسی کی ایسی تہہ چڑھی ہوئی تھی میرے دل میں کہ ا سکی بات سننے کے بجائے اسے ہی بے عزت کر دیا۔۔۔ شہوار بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔۔ ہم لوگ نفرت کے قابل ہیں۔۔۔ ہمیں جینے کا کوئی حق نہیں ہے۔۔۔ میں سچ کہوں تو اس دن کے بعد سے ایک رات بھی سکون کی نہیں سو پایا۔۔۔ جب میرے بیٹے کی عدت میں بیٹھی میری بہو اپنی ہی عزت بچانے کی خاطر اس گھر سے فرار ہو کر گئی تھی۔۔۔ یہ عالیشان محل کاٹنے کو دوڑتا ہے مجھے جہاں میرے بیٹے کی بیوہ عزت کے ساتھ اپنی عدت بھی پوری نہیں کر

پائی۔۔۔بہت ڈھونڈا میں نے تم لوگوں کو۔۔۔میں تو معافی کے قابل بھی نہیں ہوں میرے بچے۔۔۔۔بہت بوجھ ہے میرے دل پر۔۔۔"

فیروز لاشاری جیسے رعب دار شخصیت کے مالک شخص ہچکیوں سے رو رہے تھے۔۔ان کی حالت اس وقت بہت زیادہ قابلے رحم تھی۔۔۔جبکہ اپنی ماں کی اذیت کا تصور کرتے شہوار اپنی جگہ کانپ اٹھی تھی۔۔۔۔جب اسے اپنی گود میں رکھے کپکپاتے ہاتھوں پر سلطان لاشاری کے مضبوط ہاتھ کا لمس محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ اسکے

ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں کو اپنی مضبوط گرفت میں قید کرتا اپنے ہونے کا یقین دلا گیا تھا۔۔۔

جو دیکھ شہوار کے آنسوؤں میں مزید شدت آئی تھی۔۔۔یہ شخص آج واقعی اس کے دل کے ساتھ کھیل رہا تھا۔۔۔اپنا یہ مہربان روپ سچ ہوتا دکھا کر۔۔۔جسے آخری بار وہ فریب اور دھوکے کا نام دے چکی تھی۔۔

بتول بیگم اب بھی خاموش ہی رہی تھیں۔۔۔وہ کچھ نہیں بولی تھیں۔۔۔نہ سلطان نے ان سے کچھ پوچھا تھا۔۔۔

تیمور کا حساب چلتا دیکھ تیمور کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔۔۔اس معصوم لڑکی کی چیخیں اس کے کانوں میں گونجنے لگی تھیں۔۔۔جس کے ساتھ بہت زیادہ غیر انسانی سلوک کرتے اسے موت کے گھاٹ اتارا تھا۔۔۔اس نے اپنی پریشانی واضع نہیں ہونے دی تھی۔۔۔ اسے اب بھی یقین تھا کہ وہ بچ جائے گا۔۔کیونکہ اس نے کوئی ثبوت نہیں چھوڑا تھا۔۔۔

جس فلیٹ پر ہر بار کنزا کو لے کر گیا تھا وہ بھی اس نے کسی جاننے والے کے ذریعے رینٹ پر لیا تھا۔۔۔جسے بعد میں مروا کر اس نے یہ ثبوت بھی ختم کر دیا تھا۔۔۔

اس لیے وہ پوری طرح سے سکون میں تھا۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے اس کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔۔۔ جب اس نے اسی شخص کے بیٹے کو وہاں آتے دیکھا تھا۔۔۔

"سر یہ شخص اس معصوم لڑکی کا قاتل ہے۔۔۔ میرے ابا نے مجھے اس دن فلیٹ پر بھیجا تھا۔۔۔ یہ شخص اس بات سے واقف نہیں تھا۔۔ میں اس وقت اتنا بڑا اور بہادر نہیں تھا کہ اس لڑکی کو اس درندے سے بچا سکتا۔۔۔ مگر میں نے اپنے پاس اس کی ساری ویڈیو ریکارڑ کی تھی۔۔۔ یہ دیکھیں۔۔۔۔ اس شخص نے میرے ابا کو دھمکی دی تھی کہ اگر انہوں نے کسی کو بھی بتایا کہ کچھ وقت کے لیے

اس نے یہ فلیٹ کرایے پر لیا ہے تو یہ ہم سب کو مار دے گا۔۔۔

میرے اباتب تو خاموش ہو گئے۔۔ لیکن اس بے گناہ لڑکی کی چیخیں ہم میں سے کسی کو سکون نہیں لینے دیتی تھیں۔۔۔ میرے ابا نے آپ سلطان سر تک آنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ وہ بہت وقت تک ان کی پارٹی کے لیے کام کرتے رہے تھے انہیں یقین تھا کہ سلطان سر ان کی بات ضرور سنیں گے۔۔۔ مگر اس شخص کو جیسے ہی اس بات کی خبر ہوئی اس نے میرے ابا کو بھی مروا دیا۔۔۔ یہ بہت بڑا درندہ ہے۔۔۔ اس کی درندگی کا ثبوت اس ویڈیو میں موجود ہے۔۔۔ میں نے بہت کوشش کی کہ اس لڑکی کے لواحقین میں سے

کسی کو ڈھونڈ سکوں مگر میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔۔۔۔"

وہ بیس سالہ لڑکا اب بھی وہ بھیانک منظر یاد کرتے رو دیا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی بات سنتے تیمور کمال کے چہرے پر موت کا سا سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔ اس نے گھبرا کر سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس کی آنکھوں میں موجود قہر اور وحشت اسے اپنے دردناک انجام کا پتا دے رہی تھی۔۔۔

اس موت کے سے سناٹے کو شہوار کی سسکیوں نے توڑا تھا۔۔۔ گھر کے سب لوگ اپنی اپنی جگہ شرمندگی اور ضمیر کی ملامت پر زمین

میں دھنس چکے تھے۔۔۔انہیں شہوار کے کچھ دیر اپنے بارے میں بولے جانے والے تمام الفاظ بالکل ٹھیک لگ رہے تھے۔۔۔وہ واقعی نفرت کے قابل تھے۔۔۔۔

سلطان لاشاری اپنے ہاتھ پر گرتے اس کے آنسوؤں کی نمی محسوس کر تا ضبط کی آخری انتہا پر پہنچا چکا تھا۔۔۔تیور سلطان لاشاری کی آنکھوں میں قہر دیکھ کر اس وقت کو کوس رہا تھا جب وہ ہوش میں آیا تھا۔۔۔اس سب بہتر تو یہی تھا کہ وہ ہوش میں ہی نہ آتا۔۔۔۔زندہ رہنے کی امید تو بچتی۔۔۔جو اس وقت اسے بالکل بھی نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔بادل خان، دلاور بخش اور اس کے ساتھ کھڑے

سلطان کے گارڈز کی دہشت سے وہ بہت اچھی طرح واقف تھا۔۔۔

جو انسان کی چمڑی ادھیڑ کر رکھ دیتے تھے۔۔۔۔

انہیں ایسی ٹریننگ دی گئی تھی کہ وہ مجرم پر تشدد کرتے وقت اپنی انسانیت بھلا کر بالکل جلاد بن جاتے تھے۔۔۔ تیمور نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ کبھی وہ بھی ان لوگوں کی ہتھے چڑھ سکتا تھا۔۔۔

"تمہیں بولا تھا حشمت لاشاری میں نے کہ مجھے سچ بتادو۔۔۔ مگر تم صرف سکینہ چچی اور شہوار کے مجرم نہیں بلکہ میرے بھی مجرم ہو۔۔۔ تم نے اس گھر میں آنے کے بعد بھی میری بیوی کو مروانے کی کوشش کی۔۔۔ یہ بات اچھے سے جانتے ہوئے کہ سلطان لاشاری

اپنی فیملی کو نقصان پہنچانے والوں کو معاف نہیں کرتا۔۔۔ پھر بھی تم نے میری بیوی کو مروانے کی ایک بار نہیں بار بار کوشش کی۔۔۔ تم نے سوچ بھی کیسے لیا میرے ہوتے ہوئے میری بیوی کا بال بھی بیکار کر سکتے ہو۔۔۔"

سلطان لاشاری کی بات سنتے باقی سب کے ساتھ ساتھ شہوار نے بھی سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

یہ شخص ہر بات سے واقف تھا۔۔۔۔

اور آج پورے ثبوتوں کے ساتھ اس کے مجرموں کو باری باری کٹہرے میں کھڑا کرتا اس کے دل پر اتنے سالوں سے چھائے بوجھ

کو ایک ایک کرے کم کر رہا تھا۔۔ شہوار کا گلٹ مزید بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

اس نے اس شخص پر بھروسہ تک نہیں کیا تھا۔۔۔

اسے اتنا برا بھلا کہا تھا۔۔۔ اس کے خلاف اتنی سازشیں کی تھیں۔۔۔ مگر وہ پھر بھی اس کے لیے لڑ رہا تھا۔۔۔

حشمت لاشاری کے پاس بولنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔۔۔ اس کی فرعونیت زمین پر آن گری تھی۔۔۔ اس نے اپنے آپ کو بچانے کے لیے بہت سارے لوگوں کو ناحق مارا تھا۔۔۔ اس بات سے غافل

ہو کر کے اللہ کی پکڑ سے آج تک کوئی نہیں بچ پایا تھا۔۔۔ پھر وہ کیسے بچ پاتا۔۔۔

بادل خان نے کاشی بٹ کے انہیں لوگوں کو وہاں پیش کیا تھا جنہوں نے حشمت لاشاری کے کہنے پر شہوار پر حملہ کرتے اس کے پیٹ میں خنجر گھونپا تھا۔۔۔ ان کی تشدد کے باعث کوئی حالت دیکھ ان سب نے اس کے خون آلود چہرے سے نگاہیں ہٹالی تھیں۔۔۔ ان لوگوں کو حشمت لاشاری نے بہت سارا پیسہ دے کر اپنا منہ بند رکھنے کو کہا تھا۔۔۔ لیکن سلطان کے ہتھے چڑھتے ہی وہ اس کا تشدد برداشت

نہ کر پاتے اس کے آگے حشمت لاشاری کا نام بتا گئے تھے۔۔ جو یہی سمجھا تھا کہ اس کا دیا گیا پیسہ لے کر وہ ملک سے باہر چلے گئے ہیں۔۔

"مجھے لگا تھا تم صرف شہوار کے دشمن ہو۔۔۔ مگر تم نے تو کسی کو بھی میں بخشا۔۔۔ اس رات ہوٹل میں آگ تم نے لگوائی تھی۔۔۔ شہوار کو مروانے کی خاطر اتنے جنونی ہو گئے تھے اس بات کا بھی خیال نہیں کیا کہ اس ہوٹل میں اس وقت پورا خاندان موجود ہے۔۔۔ کسی کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔۔۔۔ شہوار کو کمرے میں لاک کروا کر اسی کی باہر آگ لگوائی تم نے۔۔۔۔"

سب گھر والوں کو لگا تھا جیسے آج دن کبھی ختم نہیں ہو گا۔۔۔ آج پے در پے ملنے والی ان تکلیفوں پر ان کے دل بند ہو جائیں گے۔۔۔ ان سب کی اذیت بھری نگاہیں سلطان کے پہلو میں بیٹھی سسکتی ہوئی اس چھوٹی سی نیلی لڑکی پر تھیں۔۔۔ جو اتنے سالوں سے یہ اذیت اکیلے برداشت کرتی اپنے خاندان والوں سے اپنی جان بچاتی چھپ چھپ کر گمنامی بھری زندگی گزار رہی تھی۔۔۔

وہ لوگ اس کی اذیت کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے تھے۔۔۔ اگر سلطان نہ آتا تو اب تک وہ لوگ اسے رسوا کر کے اس گھر سے نکال چکے

تھے۔۔۔ یہ سب سوچتے ان کے آنسو ٹھہرنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔

"نن نہیں۔۔۔ سلطان میں نے کک کچھ۔۔۔۔"

حشمت لاشاری نے اپنے ہی بیوی بچوں کی نظروں میں اپنے لیے نفرت دیکھ صفائی پیش کرنی چاہی تھی۔۔۔

جب سلطان کے اشارے پر اس ہوٹل کے منیجر اور مالک کو وہاں لایا گیا تھا۔۔۔ جنہوں نے حشمت لاشاری کے دھمکانے پر یہ سب کیا تھا۔۔۔ حشمت لاشاری نے اپنے آدمیوں کو کہہ کر انہیں بھی مروانے کا حکم دے دیا تھا۔۔۔ مگر سلطان نے اسی رات انہیں اٹھوا

کر حشمت لاشاری کے سامنے یہی ظاہر کروایا تھا کہ وہ مر چکے ہیں۔۔۔ اور اس نے جان بوجھ کر سب گھر والوں کے سامنے یہی ظاہر کیا تھا کہ یہ آگ لگنا کوئی سازش نہیں بلکہ حادثہ تھا۔۔۔

"اپنے گناہوں سے مکر کر اپنی سزا کی نویت کو مت بڑھاؤ حشمت لاشاری۔۔۔ تم اچھے سے جانتے ہو سلطان لاشاری اگر اپنوں کے لیے گھنے سائے کی طرح ہے تو دشمنوں کے لیے کسی ظالم درندے سے کم نہیں ہے۔۔۔۔ تم نے اس دن گاڑی کی بریک فیل کروا کر شہوار کو اس میں بھیجنے کی کوشش کی تا کہ وہ حادثے کا شکار ہو جائے۔۔۔"

شہوار کے آنسوؤں جیسے ختم ہونے لگے تھے۔۔۔یہ شخص کہاں کہاں اس کی حفاظت کرتا رہا تھا۔۔۔اسے خبر بھی نہیں تھی۔۔۔

شہوار نے اپنے ہاتھوں پر اب بھی جمے اس کے ہاتھوں کو دیکھا تھا۔۔۔جو بہت مضبوطی کے ساتھ اس کے ہاتھوں پر جمے ہوئے تھے۔۔۔اس مضبوط ارادے کے ساتھ کہ وہ کسی بھی مقام پر اسے تنہا نہیں چھوڑنے والا تھا اب۔۔۔

"سکینہ چچی کو کیوں مارا۔۔؟؟؟اپنا جرم چھپانے کے لیے کہ کہیں وہ ہم سب کے سامنے آکر تمہارا مکروہ چہرا نہ بتادیں۔۔جو بچاری ایسا

کوئی ارادہ ہی نہیں رکھتی تھیں۔۔۔ کیونکہ انہیں پورا یقین تھا اس گھر میں ان کی کوئی نہیں سننے والا تھا۔۔۔"

اس سے پہلے کہ حشمت لاشاری انکار کر پاتے۔۔۔ سلطان نے اس ڈرائیور اور کنیز بی بی کو سب کے سامنے پیش کرتے اس تماشے کا دی اینڈ کر دیا تھا۔۔۔

"ان کو اس گھر میں ملازمہ کی حیثیت دی گئی تھی نا۔۔۔ مگر یہ اس گھر کے تمام لوگوں سے کہیں زیادہ بہترین اور عظیم نکلیں۔۔ جنہوں نے پیسوں کی خاطر نہ تو اپنا ایمان بیچا اور نہ ہی بے حس بن کر سکینہ

چچی کا تماشا دیکھا۔۔۔ جیسے آپ سب لوگ دیکھتے آئے ہیں اور ان پر ہوئے ظلم کے برابر کے شراکت دار بھی ہیں۔۔۔۔"

سلطان نے وہاں بیٹھے اپنے تمام بڑوں کو بہت ہی تلخ حقیقت سے آگاہ کرتے آئینہ دکھایا تھا۔۔۔ جو اس وقت ایک دوسرے سے بھی نظریں ملانے کے قابل نہیں بچے تھے۔۔۔ اس گھر کی بہو بیٹیوں کے ساتھ اتنا ظلم ہوتا رہا تھا۔۔۔ جس کے مجرم بھی وہی نکلے تھے۔۔

"تھینک گاڈ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ آپ کو فون آف دیکھ بہت زیادہ پریشان ہو گئی تھی۔۔۔"

شہوار تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھتی کنیز بی بی کے پاس جاتی انہیں گلے لگا گئی تھی۔۔۔انہیں بالکل خیریت سے دیکھ اس کی نم آلود نیلی آنکھوں میں چند لمحوں کے لیے مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔جسے دیکھتے سلطان لاشاری کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔

یہ لڑکی چاہے جانے کے قابل تھی۔۔۔جسے آج تک صرف نفرتیں ملی تھیں۔۔۔۔اور وہ بھی ان نفرتیں دینے والوں میں برابر کا شریک تھا۔۔۔چاہے اس نے سب انجانے میں کیا تھا۔۔۔بہت بچپن سے اس کی پیاری دادی جنہیں وہ اپنی ماں سے بھی زیادہ اہمیت دیتا تھا نے

اس کے دل میں اس کی چچی اور ان کی بیٹیوں کے لیے ایسی نفرت بھری تھی کہ وہ کبھی ان کے بارے میں سوچ ہی نہیں پایا تھا۔۔۔

"سر کا حکم تھا کہ فون بند ہی رکھنا ہے اس لیے آپ سے رابطہ نہیں کر پائی۔۔۔ورنہ ہر لمحہ آپ ہی کا خیال رہا مجھے۔۔۔"

کنیز بی بی اس کا ماتھا چومتے محبت سے بولی تھیں۔۔۔انہیں شہوار بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح عزیز تھی۔۔۔

ان کی بات پر شہوار نے سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ مگر اس کے دیکھتے ہی نگاہوں کا زاویہ بدل گیا تھا۔۔۔

شہوار کا دل بے اختیار دھڑک اٹھا تھا۔۔۔وہ اسے خود سے بہت زیادہ خفا لگا تھا۔۔۔

گہری سانس بھرتی وہ اس کے پاس جانے کے بجائے کنیز بی بی کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔۔

جس کے بعد اسے سلطان کی گھورتی نگاہیں اپنے اوپر محسوس ہوئی تھیں۔۔۔مگر وہ ڈھیٹ بنی سر جھکائے بیٹھی رہی تھی۔۔۔

حشمت لاشاری نے جس ڈرائیور کو پیسے دے کر سکینہ بیگم کا ایکسیڈنٹ کروایا تھا۔سلطان نے اسے بھی ڈھونڈ نکالا تھا۔۔۔اس کے بعد کسی قسم کے شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں بچی تھی۔۔۔

"لے جاؤ ان دونوں کو یہاں سے۔۔۔ اور اتنا ٹارچر کرو کے ان کی صورت بھی نہ پہچانی جا سکے۔۔۔"

سلطان نے دلاور اور بادل خان کو حکم دیا تھا۔۔۔ وہ جیسے ہی ان لوگوں کے قریب گئے۔۔۔ تیمور اپنی جگہ سے اٹھتا سلطان کے پیروں میں آ گرا تھا۔۔۔

"خدا کے لیے ایسا مت کرو۔۔۔ میں تو تمہارا دوست ہوں نا۔۔۔ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ یہ لڑکی مجھ سے بدلہ لے چکی ہے۔۔۔ حساب برابر ہو چکا ہے۔۔۔۔ سلطان مجھے یقین ہے تم میرے ساتھ ایسا نہیں کرو گے۔۔"

تیمور اس کے پیر پکڑ تا گڑ گڑا رہا تھا۔۔۔ شہوار کی آنکھوں کو یہ منظر سکون بخش گیا تھا۔۔۔ اسے شدت سے اپنی بہن کی یاد آئی تھی۔۔۔ وہ بھی تو ایسے ہی گڑ گڑائی ہو گی اس ظالم کے آگے۔۔۔ اس نے بھی تو اپنی زندگی کی بھیگ مانگی ہو گی۔۔۔

"کونسی دوستی۔۔۔؟؟ جس کی جھوٹی قسم ابھی کچھ دیر پہلے کھا چکے ہو تم۔۔ مجھے اپنے آپ سے نفرت محسوس ہو رہی ہے اس خیال سے کہ تم جیسے انسان کو دوست بنایا میں نے۔۔۔ جس نے میرے ہی گھر کی بیٹی کی عزت پامال کی۔۔۔ تم جیسا کمینہ آج اس گھر میں کس نیت سے آیا تھا اور یہ جعلی پولیس کس سلسلے میں بلوائی گئی تھی ہر بات سے

واقف ہوں میں۔۔۔ تمہارے ہوش میں آنے سے پہلے ہی میں تمہاری سچائی جان چکا تھا۔۔۔ تمہیں ہوش میں لے کر آنے کے لیے دنیا کے ہر کونے سے ڈاکٹر منگوائے تاکہ تمہیں اصل تڑپ اور اذیت کا مزا چکھا سکوں۔۔۔ جس دن سے تم ہوش میں آئے ہو اسی دن سے نظر تھی میری تم پر۔۔۔ حساب برابر پہلے نہیں ہوا تھا۔۔۔ اب میں کروں گا۔۔۔"

سلطان اپنی بات مکمل کرتے رکا نہیں تھا۔۔۔ تیمور کے چہرے پر پے در پے وار کرتے وہ اسے بری طرح سے لہولہان کر گیا تھا۔۔۔

تیمور خود کو اس سے آزاد کروانے کی کوشش کرتا رہ گیا تھا۔۔۔ مگر سلطان لاشاری کی نفرت کے آگے بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔

"تمہارا وہ عبرت ناک انجام لکھو گا کہ آئندہ کوئی بھی انسان کسی بھی عورت کی عزت پر ہاتھ ڈالنے سے خوف کھائے گا۔۔۔۔"

اس کا سر پکڑ کر کانچ کی ٹیبل پر مارتا وہ غصے سے بے قابو ہوا تھا۔۔۔ اس کی اندر آگ لگی ہوئی تھی۔۔۔ یہ شخص اس کی چچازاد کے ساتھ اتنا گھناؤنا فعل کرتا رہا تھا اور اس نے اسے سینے سے لگ کر رکھا ہوا تھا۔۔۔

"آج تمہارا بدلہ پورا ہوا میری پیاری کنزا۔۔"

شہوار اس کا لہولہان ہوتا وجود دیکھ سکون سے آنکھیں موندے اپنی بہن سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔ بادل خان اور دلاور اس کے نیم جاں وجود گھسیٹتے وہاں سے لے گئے تھے۔۔۔ سب کی نفرت بھری نگاہیں اس کے اوپر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔ اس کی حالت دیکھ سکون کی لہر ان کے وجود میں سرایت کر گئی تھی۔۔

حشمت لاشاری جو ابھی بھی امید بھری نگاہوں سے وہاں بیٹھے اپنے بیوی بچوں اور ماں باپ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ تیمور کی ہوئی حالت دیکھ اس نے سلطان کے سامنے جانے کی حماقت نہیں کی تھی۔۔۔

"خدا کا شکر ادا کرو حشمت اس دن وہ لاچار عورت اپنی عزت بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئی۔۔۔ ورنہ تمہارا انجام اس سے بھی زیادہ بھیانک ہوتا۔۔۔"

فیروز لاشاری نے نفرت بھری نگاہوں سے حشمت لاشاری کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"میری نظریں جھک چکی ہیں۔۔۔ اور اب پوری زندگی ایسے ہی جھکی رہیں گی۔۔۔ میں اپنے بھائی سے کیا وعدہ نبھا نہیں پایا۔۔ لیکن وہ اس وقت بھی یہ جانتا تھا کہ یہ نو سال کا بچہ اس کی بیٹی کا سائبان بنے گا۔۔ جو اس گھر کے باقی مردوں کی طرح بزدل اور کاہل نہیں ہے۔۔۔"

ریاض لاشاری رو رہے تھے۔۔۔ان کے ہر ہر انداز سے ان کی ندامت ظاہر ہو رہی تھی۔۔

"مجھے یہ سوچ کر ہی گھن اور کراہیت محسوس ہو رہی ہے کہ آپ میرے بابا ہیں۔۔۔کاش یہ سب سننے سے پہلے میں مر جاتی۔۔۔ سلطان بھائی اس شخص کو کسی قیمت پر مت چھوڑیئے گا۔۔۔جس کے شر سے اس گھر کی عورتوں کی عزت ہی محفوظ نہیں۔۔۔"

لائبہ روتے ہوئے باپ سے نفرت کا اظہار کر گئی تھی۔۔۔جو سنتے حشمت لاشاری کو پہلی بار اذیت کا احساس ہوا تھا۔۔۔ اس کی اپنی

بیٹی خود کو اس سے غیر محفوظ محسوس کر رہی تھی۔۔۔ کیا اس سے زیادہ کم بخت انسان کوئی ہو سکتا تھا۔۔۔

" آج تک ہمیشہ وہی کیا جو آپ نے کہا۔۔۔ آپ کے ساتھ مل کر سلطان کے خلاف جا کر اس کی مخالف پارٹی میں بھی شامل ہونے کی کوشش کی۔۔۔ یہ سب جانتے ہوئے بھی اس شخص نے ہمیشہ ہمیں اس گھر میں عزت دی۔۔۔ وہ ہماری کی ہر سازش سے واقف رہا۔۔۔ وہ چاہتا تو ایک منٹ میں ہمیں ہماری اوقات بتا دیتا۔۔ مگر اس نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا۔۔ مجھے اکثر آپ پر شک گزرا تھا۔۔۔ مگر میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا باپ اس حد تک گرا ہوا انسان

ہے۔۔۔ نفرت محسوس ہو رہی ہے یہ سوچ کر بھی کہ سکینہ چچی اپنی عزت بچانے کی خاطر اس گھر سے فرار ہوئیں۔۔۔۔"

ظہیر بھی باپ کی جانب سے نگاہیں پھیر گیا تھا۔۔۔ ساجدہ بیگم کی حالت کچھ کہنے لائق ہی نہیں تھی۔۔۔ سکینہ بیگم کے وہ جڑے ہاتھ بار بار ان کی نظروں کے سامنے آ رہے تھے۔۔۔ جب وہ عورت ان سے اپنی عزت بھری زندگی کی بھیک مانگتی انہیں ان کے شوہر کو لگام ڈالنے کا کہہ رہی تھی۔۔۔

مگر وہ الٹا اسی کے ہاتھ جلانے کی خطاوار ہوئی تھیں۔۔۔

حشمت لاشاری کی طرف سے گھر کے سب لوگوں نے نفرت سے نگاہیں پھیر لی تھیں۔۔۔اس سے بڑی اذیت کی بات اس شخص کے لیے کوئی نہیں ہو سکتی تھی کہ اس کی اولاد، بیوی اور ماں باپ کو اس سے گھن محسوس ہو رہی ہے۔۔۔

حشمت لاشاری نے شہوار کے سامنے آتے روتے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ جوڑیں تھے مگر شہوار نفرت سے اپنا رخ موڑ گئی تھی۔۔۔وہ مر کر بھی اس شخص کو معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔

بادل خان اور دلاور اسے وہاں سے لے گئے تھے۔۔۔۔

جہاں اسے اس کے عملوں کا حساب ملنے والا تھا۔۔۔وہ لوگ اسے نہیں چھوڑنے والے تھے۔۔۔ آئمہ کو پہلے ہی ملازمین وہاں سے نکال چکے تھے۔۔۔

ان سب کے جانے کے بعد ڈرائنگ روم میں ایک جامد خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔کوئی بھی کسی سے بھی نظریں نہیں ملا پا رہا تھا۔۔ کسی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ شہوار سے معافی مانگ سکیں۔۔۔ انہیں اپنا آپ اس قابل ہی نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

"بڑی بی بی جی کو کیا ہو رہا ہے۔۔۔"

اچانک سے بتول بیگم کی بگڑتی حالت دیکھ شاکرہ کی گونجتی آواز خاموشی کو توڑ گئی تھی۔۔۔سب گھبرا کر ان کی جانب دیکھتے ان کے قریب آئے تھے۔۔۔جبکہ شہوار اپنی جگہ بیٹھی حیرت زدہ سی سلطان کو بتول بیگم کے پاس آنے کے بجائے وہاں سے اٹھ کر باہر جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

بتول بیگم کی زرا سی تکلیف پر تڑپ اٹھنے والا ان سے اس طرح منہ کیوں موڑ گیا تھا۔۔۔

"انہوں نے بہت زیادہ صدمہ لیا ہے۔۔۔۔کوشش کریں وہ مزید کوئی سٹریس نہ لیں۔۔۔ورنہ ان کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔۔۔"

سلطان کے علاوہ سب لوگ اس وقت ان کے کمرے میں موجود تھے۔۔۔ڈاکٹر کی جانب سے تسلی بخش جواب سنتے شہوار وہاں سے نکل آئی تھی۔۔

"کنیز خالہ مجھے بھی آپ کے ساتھ آنا ہے۔۔۔۔"

کنیز بی بی واپس جانے کا ارادہ رکھتی تھیں۔۔۔جب شہوار کی بات پر وہ حیران ہوتے اس کے قریب آئی تھیں۔۔۔کچھ فاصلے پر کھڑی شاکرہ بھی اس کی بات سنتی نامحسوس طریقے سے وہاں سے ہٹتی اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

"یہ کہا کہہ رہی ہیں آپ بیٹے۔۔۔؟ یہ آپ کو گھر ہے آپ اسے چھوڑ کر کہاں جانا چاہتی ہیں۔۔۔؟"

کنیز بی بی نے اسے پیار سے سمجھانا چاہا تھا۔۔۔۔

"یہ میرا گھر نہیں ہے خالہ۔۔۔مجھے نہیں رہنا یہاں۔۔۔ جس گھر میں میری ماں کو قبول نہیں کیا گیا مجھے اس گھر میں نہیں رہنا۔۔۔"

اپنی انگلیاں مروڑتی وہ نگاہیں جھکائے بولی تھی۔۔۔ جبکہ دل تھا تو بس اس شخص کے پاس جانے کی دوہائیاں دے رہا تھا۔۔

"سلطان سر نے آپ کی خاطر بہت کچھ کیا ہے۔۔۔ آپ ان کو بھی ایسے ہی چھوڑ کر جانا چاہتی ہیں۔۔۔"

کنیز بی بی سلطان کی آنکھوں میں شہوار کے لیے بے پناہ فکر اور محبت دیکھ چکی تھیں۔۔

"تو آپ چاہتی ہیں ساری زندگی اس انسان کے احسانوں کا بوجھ سہتی رہوں۔۔۔"

شہوار نروٹھے لہجے میں بولی تھی۔۔۔جو نجانے کہاں چلا گیا تھا۔۔ پہلے بھی اسے اتنا وقت اگنور کیا تھا اور اب بھی کر رہا تھا۔۔۔اسے اپنے غلط الفاظ کا اندازہ تھا۔۔۔ مگر اسے الہام تو نہیں ہوا تھا کہ وہ اس کا واقعی میں خیر خواہ ہے۔۔

شہوار اپنے دل کو مختلف تاویلیں دیتی پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔۔ میرا کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ میں آپ کو ہمیشہ سے یہ کہتی آئی ہوں کہ سلطان سر بہت اچھے ہیں۔۔۔ ان کا مزاج تھوڑا سخت ہے اور اپنے قریبی لوگوں کے معاملے میں پوزیسو ہیں۔۔۔ مگر جہاں بات انصاف یا حق کی آتی ہے تو وہ ایسے ہی ڈٹ جاتے ہیں۔۔۔ میرے خیال میں ان جیسے انسان کو چھوڑ کر آپ اپنی زندگی کا سب سے غلط فیصلہ کریں گی۔۔"

کنیز بی بی اپنی بات کہتی وہاں سے ہٹ گئی تھیں۔۔

جبکہ کچھ ہی دیر میں شاکرہ کی ذریعے یہ بات پورے لاشاری منزل میں پھیل چکی تھی کہ شہوار یہ گھر چھوڑ کر جا رہی ہے۔۔گھر کے سب لوگ ہی باری باری اس سے معافی مانگنے اور اسے منانے گئے تھے۔۔۔

اس کے اور اس کے گھر والوں کے مجرم اپنے انجام کو پہنچ چکے تھے۔۔۔یہ سکون اس کے دل کے لیے کافی تھا۔۔۔یہ سب لوگ سلطان لاشاری کے گھر والے تھے۔۔۔جن سے وہ بہت محبت کرتا تھا۔۔۔اپنے کیے پر نادم سب اس کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑے تھے۔ریاض لاشاری سے لے کر لائبہ تک گھر کا ہر چھوٹا بڑا اس سے

معافی مانگنے آیا تھا۔۔۔سب کے چہروں پر تکلیف اور اذیت کے آثار تھے۔۔۔

سلطان لاشاری کی خاطر اس نے ان سب کو معاف کر دیا تھا۔۔۔اس شخص نے اس کے لیے جو کیا تھا وہ ساری زندگی اسکا احسان نہیں اتار سکتی تھی۔۔۔وہ یہ چاہتی تھی کہ اس کے جانے کے بعد یہاں سب لوگ سکون سے رہیں تاکہ سلطان سکون سے رہ سکے۔۔۔

اس لیے اس نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ان سب کو معاف کر دیا تھا۔۔۔فیروز لاشاری اور بتول بیگم سے اس کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔

وہ آخری بار بتول بیگم سے ملنے آئی تھی۔۔۔ جہاں فیروز لاشاری سمیت گھر کے سبھی افراد موجود تھے۔۔۔ ان سب نے ہی اسے روکنے کی بہت کوشش کی تھی۔۔ مگر شہوار اس معاملے میں کسی کی بھی بات سننے کو تیار نہیں تھی۔۔۔ سب لوگ سلطان سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔ تاکہ وہ شہوار کو روک سکے۔۔۔ مگر اس سے کسی کا رابطہ نہیں ہو پایا تھا۔۔۔ نجانے وہ کہاں چلا گیا تھا۔۔۔ سب کو یہی ڈر تھا کہ کہیں اس کے آنے سے پہلے شہوار چلی نہ جائے۔۔۔ کیونکہ وہ ان میں سے کسی کی بات نہیں سن رہی تھی۔۔۔

وہ سلطان کے آنے سے پہلے پہلے وہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔۔۔

"کیا تم اپنی اس گناہگار اور ظالم دادی کو معاف نہیں کر سکتی۔۔۔ میں جانتی ہوں میرے یہ الفاظ سن کر تمہیں مجھ سے مزید نفرت محسوس ہو گی۔۔۔ کہ ابھی بھی کتنی خود غرض ہوں نا۔۔ صرف اپنی معافی کا سوچ رہی ہوں۔۔۔ جس ماں نے اپنی اولاد کی خوشیوں کا خیال ہی نہیں کیا۔۔ اپنی انا اور ضد کو اوپر رکھا۔۔ اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھوں موت کے منہ میں دھکیلا اس کا یہی انجام ہونا چاہیے جو میرا ہو رہا ہے۔۔۔"

بتول بیگم تکیے کے سہارے بیٹھیں بوڑھی نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھیں۔۔۔ بہت مشکل سے انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا کر اس کے آگے جوڑ رکھے تھے۔۔۔

شہوار کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

"میرے پوتے کا کسی بھی بات میں کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ وہ نو سال کا تھا جب اس کا نکاح تم سے کیا گیا تھا۔۔۔ اس دن سے اس کے دل میں سکینہ اور تم دونوں کے لیے نفرت بھرنا شروع کی تھی میں نے۔۔۔ وہ اپنی ماں سے بھی زیادہ میری سنتا تھا۔۔ میری کہی ہر بات پر آنکھیں بند کر کے یقین کرتا تھا۔۔ کیونکہ اسے یہی لگتا تھا کہ میں

کبھی اسے کچھ غلط نہیں کہوں گی۔۔۔ تمہارے دادا اسے نکاح کے بارے میں بتانا چاہتے تھے۔۔۔ مگر میں نے منع کر دیا تھا۔۔۔ اس کی طبیعت سے واقف تھی میں اگر اسے خبر ہو جاتی کہ تم اس کے نام سے جڑی ہو تو وہ تم تک پہنچ جاتا۔۔۔ اسی خوف سے میں نے تم لوگوں کے خلاف اسے بہت غلط بولا تھا۔۔۔ اتنا کہ وہ تم لوگوں کے ذکر سے بھی نفرت کرنے لگا تھا۔۔۔ اس نے سب کو منع کر دیا تھا کہ کوئی تم لوگوں کو نہ ڈھونڈے کیونکہ میں ایسا چاہتی تھی۔۔۔۔ میرا ضمیر مجھے ہر لمحے ملامت کرتا تھا۔۔۔ لیکن مجھے یہ خوف کھائے جاتا تھا کہ جیسے میں نے اسحاق کو کھو دیا ویسے ہی سلطان کو بھی نہ کھو دوں۔۔۔ مگر جس دن تم تینوں کو بہت ہی خراب حالت میں روڈ کے

کنارے دیکھا تھا۔۔۔اس دن مجھے اپنا آپ دنیا کا سب سے

بدصورت انسان معلوم ہوا تھا۔۔۔

میں سلطان کو سب بتا کر اسے کہنا چاہتی تھی کہ وہ تم لوگوں کو واپس لے آئے مگر مجھے مہلت ہی نہیں ملی تھی۔۔۔فالج کے اٹیک کی وجہ سے بولنے کی نعمت سے بھی محروم ہو گئی تھی۔۔۔تمہارے دادا اور باقی لوگوں نے سلطان کو نکاح کے ساتھ ساتھ باقی ساری حقیقت بھی بتادی تھی۔۔۔

مگر جو کچھ میں اسے کہہ چکی تھی۔۔۔وہ کسی پر یقین نہیں کرتا تھا۔۔۔اسے اپنے گھر والے بہت عزیز تھے۔۔اسے یہی لگتا تھا کہ تم لوگوں کا آنا اس گھر کے لیے برا ثابت ہو سکتا تھا۔۔۔

لیکن پھر جس طرح تم اس کے سامنے آئیں اور اسے جب ساری حقیقت پتا چلی تو وہ بہت تکلیف کا شکار ہوا تھا۔۔اس دن جب تمہاری بات سن کر میری طبیعت خراب ہونے پر مجھے ہاسپٹل لے جایا گیا تب اس نے میرے منہ سے ساری حقیقت دوبارہ سے جاننی چاہی تھی۔۔۔کیونکہ میرے پوتے کو لگتا تھا اس کی دادی اس کے ساتھ اتنا غلط نہیں کر سکتی۔۔۔اتنا بڑا دھوکہ نہیں دے سکتی۔۔۔

میری زبانی سب سچ جاننے پر وہ مجھ سے بھی روٹھ گیا ہے۔۔۔ معاف نہیں کر رہا مجھے۔۔۔ اب تم بھی مجھے چھوڑ کر جا رہی ہو۔۔ میں بہت اذیت میں ہوں بیٹا۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ تم معاف کرو گی تو سلطان معاف کرے گا مجھے۔۔۔ مجھ میں حوصلہ نہیں ہے تم دونوں کی نفرت برداشت کرنے کا۔۔۔۔ معاف کر دو مجھے۔۔۔ مت جاؤ اس گھر کو چھوڑ کر۔۔۔ ہم میں سے اب کوئی بھی جی نہیں پائے گا تمہارے بغیر۔۔۔

میرے پوتے نے تمہاری وجہ سے مجھ سے منہ موڑا ہے۔۔۔ اتنی محبت ہے اسے تم سے۔۔۔ اس کا کسی بھی بات میں کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ اسے ایسے چھوڑ کر مت جاؤ۔۔۔"

بتول بیگم کی سانس پھول چکی تھی۔۔ جس کی وجہ سے ان سے مزید نہیں بولا گیا تھا۔۔۔

ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ شہوار کے پیر پکڑ کر اسے روک لیں۔۔۔

شہوار آگے بڑھتی ان کے ہاتھ تھام گئی تھی۔۔

"میں معاف کرتی ہوں آپ کو۔۔۔ آپ نے شاید اپنے کیے کی سزا بہت حد تک جھیل لی ہے۔۔۔ میں دل سے معاف کرتی ہوں آپ کو۔۔۔ میرے دل میں آپ کے لیے کوئی شکوہ نہیں ہے۔۔ لیکن میں اس گھر میں نہیں رک سکتی۔۔ میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں پلیز آپ لوگ مجھے مت روکیں۔۔۔"

بتول بیگم سے ملتی وہ فیروز لاشاری کے پاس آئی تھی۔۔۔ جو اس کے آگے ہاتھ جوڑے رو رہے تھے۔۔۔ جنہوں نے اسے ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی تھی۔۔ وہ تو بہت پہلے ہی اس اذیت سے دوچار

تھے۔۔ سلطان نے انہیں ساری باتوں سے پہلے ہی آگاہ کر رکھا تھا۔۔۔

فیروز لاشاری سے مل کر شہوار بھیگی آنکھوں سے ان سب کی جانب دیکھتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔ انہوں نے اسے روکنے کی آخری حد تک کوشش کی تھی مگر وہ نہیں رکی تھی۔۔۔

بتول بیگم سمیت سب ہی اسے گاڑی تک چھوڑنے آئے تھے۔۔۔

فیروز لاشاری کے بہت اصرار پر وہ ان کی گاڑی میں جانے پر آمادہ ہوئی تھی۔۔۔ اس کا ٹھکانہ اب کہاں ہونے والا تھا وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔

وہ اپنے ساتھ اس گھر سے کچھ بھی نہیں لے کر جا رہی تھی۔۔۔ جیسے خالی ہاتھ آئی تھی ویسے ہی خالی ہاتھ جانا چاہتی تھی۔۔ہاں بس محبت کا ایک میٹھا درد اپنے ساتھ لے کر جا رہی تھی۔۔ سلطان لاشاری اس کی سانسوں میں بس چکا تھا۔۔۔ اس کے دل پر اپنا سب سے اونچا مقام بنا چکا تھا۔۔۔ وہ ساری زندگی اس شخص کے نام پر گزارنا چاہتی تھی۔۔۔ اس کا دل اسے یہاں رکنے اور سلطان لاشاری سے ملنے کے لیے روک رہا تھا۔۔۔

جس شخص نے اس کی ہر اذیت کا مداوا کر دیا تھا اسی نے یہ کبھی نہ ختم ہونے والا اپنی محبت کا درد بھی اس کے دل میں ڈال دیا تھا۔۔۔

وہ گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی جب ریاض صاحب نے گارڈ کو دروازہ کھولنے کا حکم دیا تھا۔۔ وہ سب اسے زبردستی فورس نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ انہیں سلطان کی جانب سے امید تھی کہ وہ اسے روکنے کی کوشش ضرور کرے گا۔۔ مگر اس کی جانب سے چھائی خاموشی ان سب کو مزید پریشانی میں مبتلا کر رہی تھی۔۔۔

سب اشکبار ہوتی آنکھوں کے ساتھ شہوار کو وہاں سے جاتا دیکھ رہے تھے۔۔۔ اس سے پہلے کہ شہوار گاڑی میں بیٹھتی، گارڈ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑے ریاض لاشاری کے پاس آیا تھا۔۔

"معاف کیجیے گا سر ہم گیٹ نہیں کھول سکتے۔۔۔ سلطان سر کا حکم ہے کہ شہوار بی بی جی لاشاری منزل سے باہر نہیں نکل سکتیں۔۔۔"

گارڈ نگاہیں جھکائے بولتا شہوار کے علاوہ وہاں کھڑے تمام افراد کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا تھا۔۔۔

"کیا مطلب کیوں نہیں جا سکتی میں۔۔؟؟"

شہوار غصے سے گارڈ کے سامنے آئی تھی۔۔۔

"بی بی جی سر کے اس بات کے سختی سے آرڈر ہیں۔۔۔ اس کے علاوہ ہم کچھ نہیں جانتے۔۔۔"

گارڈز مؤدبانہ لہجے میں بولتا وہاں سے پلٹ گیا تھا۔۔۔

"بھابھی واپس آجائیں۔۔۔بھائی نہیں چاہتے آپ اس گھر سے جائیں۔۔۔اب آپ کچھ بھی کرلیں وہ نہیں جانے دیں گے آپ کو۔۔۔"

سدرہ خوشی سے چہکتی اس کے قریب آئی تھی۔۔۔بتول بیگم سمیت سب لوگ ہی بے پناہ خوش تھے۔۔۔

سدرہ کو گھورتے اس نے سلطان کو کال کرنی چاہی تھی۔۔مگر آگلے ہی لمحے رکی تھی۔۔۔اس کے پاس کا نمبر ہی نہیں تھا۔۔۔وہ اس بات پر حیران تھی۔۔۔اس نے آج تک سلطان سے بات ہی نہیں کی تھی فون پر۔۔۔

دلاور کا خیال آتے اس کے دلاور کا نمبر ملایا تھا۔۔۔ تا کہ اسے سلطان کا پوچھ سکے۔۔۔ اتنی بار کی کوششوں کے بعد بھی اس کی کال پک نہیں کی گئی تھی۔۔

گھر کے سب لوگ ہی ایک جانب کھڑے اسے کوششیں کرتے دیکھ رہے تھے۔۔۔ سب کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔۔۔ وہ اپنی جگہ خوش اور مطمئین ہو چکے تھے۔۔۔ انہیں اب پورا یقین تھا کہ سلطان شہوار کو کسی قیمت پر نہیں جانے دے گا۔۔۔۔

"کال کیوں نہیں پک کر رہے۔۔۔ اپنے اس باس کو بولو گھر آئے۔۔۔ وہ ہوتا کون ہے مجھے روکنے والا۔۔۔ میں نہیں مانتی اس کا کوئی بھی حکم۔۔ اور اسے کہو کہ دادی جان کے ساتھ اپنا رویہ درست کرے۔۔۔"

شہوار بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ یہ سب لکھ رہی تھی۔۔۔ جبکہ دل تھا کہ اس شخص کے روکنے پر عجیب سے احساسات کا شکار ہو چکا تھا۔۔۔

"باس ابھی تھوڑی دیر میں گھر آ رہے ہیں۔۔ آپ خود ان سے بات کر لیجیے گا۔۔ ویسے آپ کیوں جانا چاہتی ہیں اپنا گھر چھوڑ کر۔۔۔"

دلاور نے فوراً سے میسج کا جواب دیا تھا۔۔۔

"ویسے ہی۔۔ میں یہاں کیوں رہوں۔۔ جس مقصد کے لیے آئی تھی وہ پورا ہو چکا ہے۔۔ اب یہاں کیا لینا دینا میرا۔۔۔"

شہوار نے کانپتی انگلیوں سے میسج کا جواب دیا تھا۔۔۔

"آپ کے والد کے ساتھ ساتھ آپ کے شوہر کا گھر بھی ہے۔۔۔ آپ کو رکنا چاہیے۔۔۔ کیا آپ اب بھی باس کو برا انسان سمجھتی ہیں۔۔۔؟"

دلاور کے اس سوال پر شہوار کی انگلیوں نے بے اختیاری میں نہیں کا لفظ ٹائپ کرتے سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں جواب دیا تھا۔۔۔

"رہنا چاہتی ہیں ان کے ساتھ۔۔۔؟؟"

اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ جواب آیا تھا۔۔۔

دلاور کے اس میسج پر شہوار نے حیرت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔ آج تک اس نے ایسی کوئی بات نہیں پوچھی تھی۔۔۔ جس کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ اس کے دل نے اس سوال کے جواب میں جو گواہی دی تھی وہ لکھنے کی ہمت نہیں کر پائی تھی۔۔۔

اس نے کتنی مشکل سے اپنے آپ کو اس فیصلے کے لیے راضی کیا تھا۔۔ جو ایک بار پھر سے باغی ہو چکا تھا۔۔۔

وہ سب کے ساتھ اندر آگئی تھی۔۔۔ان سب لوگوں کو اتنا خوش دیکھ وہ اپنے دل کو مزید پتھر کر کے نہیں رکھ سکتی تھی۔۔۔

ساجدہ بیگم، لائبہ اور ظہیر اپنے کمروں میں ہی بند تھے۔۔۔وہ کسی سے نگاہیں نجانے کے قابل نہیں سمجھ رہے تھے خود کو۔۔۔ حشمت لاشاری نے جو کیا تھا۔۔اس کا دکھ سب کے دلوں میں تھا۔۔ لیکن دکھ سے بھی زیادہ نفرت تھی۔۔۔جس نے حشمت لاشاری کے بارے میں سوچنے بھی نہیں دیا تھا کسی کو۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ڈرائنگ روم میں اس وقت رونق لگی ہوئی تھی۔۔۔ سب لوگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔۔ اتنا عرصہ وہاں رہنے کے بعد آج پہلی بار شہوار سب سے کھل کر بات کر رہی تھی۔۔ اس نے وہاں سے جانے کی ضد ابھی بھی ختم نہیں کی تھی۔۔ مگر دل آہستہ آہستہ ان سب کی محبتوں کے آگے پگھل رہا تھا۔۔۔

بتول بیگم کی نظریں اپنے سب بچوں کے درمیان بیٹھی ہنستی کھلکھلاتی شہوار کو محبت پاش نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔ شہوار نے ان کی نظریں محسوس کرتے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جن کی بے چینی اور اذیت اب بھی ختم نہیں ہوئی تھی۔۔۔ ان کا پوتا ان سے

ناراض تھا۔۔۔وہ اس کی نفرت سے بہت زیادہ خوفزدہ تھیں۔۔ان کا سٹریس پھر سے بڑھ رہا تھا۔۔۔

شہوار کو اس لمحے سلطان لاشاری پر بہت غصہ آیا تھا۔۔۔جو نجانے کہاں غائب تھا۔۔اس کا اپنا دل اس شخص کی جھلک دیکھنے کو بے چین تھا۔۔

جب اسی لمحے اسے سلطان کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تھا۔۔اس کا دل بے اختیار دھڑک اٹھا تھا۔۔سب کی نظریں اس کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔ جو کچھ دیر پہلے اس شخص پر شدید غصے کا شکار تھی۔۔۔

اور اب اس کی آمد پر فیروز لاشاری کے قریب سمٹتی ہوئی نظر آئی تھی۔۔۔ ان سب نے ہی بمشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ اپنا بلیک کوٹ بازو پر رکھے وائٹ شرٹ کی سلیوز کہنیوں تک فولڈ کیے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ اس پر نظر پڑتے ہی شہوار کہ دھڑکنیں بے قابو ہوئی تھیں۔۔۔ ایک کے بعد دوسری نظر نہیں ڈالی تھی اس پر۔۔

جبکہ سلطان لاشاری کی نگاہوں نے سب سے پہلے اسے ہی ڈھونڈا تھا۔۔۔ ایک جانب سکڑی سمٹی بیٹھی اس نیلی آنکھوں والی پری کو دیکھ سلطان لاشاری کو سکون سا ملا تھا۔۔۔

"کیسی طبیعت ہے اب آپ کی۔۔۔۔؟؟"

سلام دیتا وہ سب سے پہلے بتول بیگم سے ہی ملا تھا۔۔۔ اس کے پہلے جیسے محبت بھرے انداز پر بتول بیگم دوبارہ سے جی اٹھی تھیں۔۔۔ جو ان کی پیشانی چومتا ان کے ساتھ ہی براجمان ہوا تھا۔۔۔ سب ہی اس کا غصہ اتنی جلدی ختم ہو جانے پر حیران ہونے کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ خوش بھی ہوئے تھے۔۔۔

وہیں شہوار نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ کیا دلاور نے اسے اس کا پیغام دے دیا تھا۔۔۔ یا پھر وہ خود ہی ان کی سزا معاف کر گیا تھا۔۔

نہیں اس کے کہنے پر یہ شخص ایسا کرے اتنا مقام نہیں تھا ابھی اس کا۔۔۔ شہوار دل کی بات کو نظر انداز کرتی فوراً اپنی بات کہ نفی کر گئی تھی۔۔۔

ان دونوں نے ہی ایک دوسرے کو مخاطب نہیں کیا تھا۔۔۔

باقی سب لوگ ہی اس سے کوئی نہ کوئی بات کر رہے تھے۔۔۔ جن کا مسکرا کر جواب دیتا اس پر نظریں ضرور ڈال لیتا تھا۔۔۔

"بھائی بھابھی بہت شدت سے آپ کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔ انہیں آپ سے کوئی بات کرنی تھی۔۔۔"

سدرہ نے شہوار کو انگلیاں مروڑتے دیکھ سلطان کا دھیان اس کی جانب مبذول کروایا تھا۔۔اس کی اٹھتی نگاہیں شہوار کی رنگت لال کر گئی تھیں۔۔۔

اس سے پہلے کہ سلطان اس سے کوئی بات کرتا دلاور ہاتھ میں کوئی امپورٹنٹ ڈاکومنٹس لیے وہاں آیا تھا۔۔۔

"سر یہ پیپرز۔۔۔"

سلطان کی جانب پیپرز بڑھاتے وہ پلٹنے ہی والے تھے جب فیروز لاشاری نے اسے آواز دی تھی۔۔

"دلاور ایک منٹ رکو۔۔۔"

فیروز لاشاری کی اس پکار پر جہاں دلاور اپنی جگہ رکا تھا۔۔ وہیں شہوار نے جھٹکے سے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ فیروز لاشاری اس شخص کو دلاور کیوں کہہ رہے تھے۔۔۔

اس کے چہرے سے نقاب ہٹا ہوا تھا۔۔ مگر وہ کہیں سے بھی دلاور کی جسامت کا نہیں لگ رہا تھا۔۔ وہ دلاور کو اچھے سے پہچانتی تھی۔۔ وہ تو سلطان لاشاری کی ہائیٹ کا تھا۔۔ اور جسامت بھی ویسی ہی تھی۔۔

اس خیال کے ساتھ ہی شہوار کے دماغ میں جھماکا سا ہوا تھا۔۔

دلاور نے پلٹ کر فیروز صاحب سے بھی پہلے سلطان کی جانب درزیدہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔جو لبوں پر محظوظ کن مسکراہٹ سجائے صوفے پر مزید پھیل کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

"داداجان یہ دلاور نہیں ہے۔۔۔۔"

شہوار نے فیروز لاشاری کی تصحیح کرنی چاہی تھی۔۔۔جس پر سب نے ہی الجھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اس کی بات پر سلطان کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔۔اس کے وجیہہ نقوش پر سجی یہ دلفریب مسکراہٹ اس کی سحر انگیزی میں مزید اضافہ کر گئی تھی۔۔۔

جس میں کھونے سے خود کو روکتے شہوار نے فیروز لاشاری کے دیئے جانے والے جواب پر حیرت سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔

"بیٹے یہ ہی دلاور ہے سلطان کا سب سے قریبی ساتھی۔۔۔جو کئی سالوں سے سلطان کے ساتھ کام کر رہا ہے۔۔۔"

ان کی بات سنتے شہوار کو اپنے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔اگر یہ دلاور تھا تو وہ شخص کون تھا جس سے وہ دلاور سمجھ کر اتنے وقت سے بات کرتی آئی تھی۔۔اور مل بھی چکی تھی۔۔۔

شہوار کے پسینے چھوٹ چکے تھے۔۔۔اس کا دل اسے جس بات کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔۔۔وہ بہت ہی خطرناک تھی۔۔۔ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔

شہوار نے تیزی سے دلاور کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔جس کے اگلے چند سیکنڈز بعد سامنے ٹیبل پر رکھا سلطان لاشاری کا موبائل بج اٹھا تھا۔۔۔دلاور مسکراتا ہوا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔اب جو بھی ہونا تھا اس کے باس کے ساتھ ہی ہونا تھا۔۔۔

شہوار اپنا فون کان سے لگائے پھٹی پھٹی آنکھوں سے سلطان کے موبائل کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

جواب اٹھا کر وہ کال اٹینڈ کر چکا تھا۔۔۔

"روم میں آئیں۔۔۔"

اسے حکم دیتا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ایک نظر اس کی زرد پڑتی رنگت کو دیکھتے اسے وہاں ہی رکنا پڑا تھا۔۔۔

وہ پتھرائی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔اتنے وقت سے وہ جس انسان کو دلاور سمجھ کر سلطان کے حوالے سے ہر بات کہتی آئی تھی وہ سلطان لاشاری ہی تھا۔۔۔

شہوار کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔اس کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔

"شہوار بیٹا آپ ٹھیک ہو۔۔۔؟؟"

ثانیہ بیگم اس کو دیکھ پریشانی سے اس کے قریب آئی تھیں۔۔۔

"اتنا بڑا دھوکا۔۔۔"

ثانیہ بیگم کو اگنور کرتی وہ غصے سے سلطان کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچ پاتی اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔۔۔ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی وہ اس کی بانہوں میں لہرا گئی تھی۔۔۔۔

سب لوگ گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھے تھے مگر سلطان انہیں تسلی دیتا شہوار کو اٹھائے اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اسے بیڈ پر لٹاتے وہ اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔۔۔اس کی نگاہیں شہوار کے حسین نقوش سے سجے چہرے سے ہوتیں اس کے دلفریب سراپے سے الجھ گئی تھیں۔۔۔رائل بلو کلر کے ڈریس میں آنکھیں موندے لیٹی وہ اس کی نظروں کو اپنے ساتھ باندھ رہی تھی۔۔۔

سلطان نے ہاتھ بڑھا کر اس کے گولڈن براؤن بالوں سے کیچر نکال دیا تھا۔۔۔جواب اس کے نازک وجود پر بکھر گئے تھے۔۔۔اس کے کانوں میں آج بھی وہی ٹاپس دیکھ اس کی آنکھوں میں پھر سے سرخی اتر آئی تھی۔۔۔

وہ سلطان لاشاری تھا جسے اس کے لوگ بہت چاہتے تھے۔۔۔مگر اس کے لیے سب سے زیادہ اہم اس کا خاندان تھا۔۔۔جنہیں بچپن سے ہی اس نے ایک اذیت میں گھرے پایا تھا۔۔۔ان کے لاشاری منزل میں خوشیوں کے وقت بھی ایک عجیب سا ادھورا پن پایا جاتا تھا۔۔۔

کسی کو بھی اس نے کھل کے خوش ہوتے نہیں دیکھا تھا۔۔۔خاص کر اپنی دادی کو۔۔ جن سے وہ سب سے زیادہ محبت کرتا تھا۔۔۔ان کی اذیت دیکھی نہیں جاتی تھی۔۔۔وہ اس سب کی وجہ سے بھی واقف تھا۔۔۔اس کے چاچو کی بیوہ اور ان کی بیٹیاں۔۔۔اسے بتول بیگم نے یہی بتایا تھا کہ اسحاق لاشاری کو مارنے والی سکینہ بیگم ہی تھیں۔۔۔جو اپنے شوہر کو مار کر اس گھر سے فرار ہو کر گئی تھیں۔۔۔سلطان چاہتا تھا اس عورت کو ڈھونڈ کر سزا دی جائے۔۔۔مگر بتول بیگم نے اسے اپنی قسم دے کر ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔۔ان کا یہی کہنا تھا کہ وہ ان تینوں کی شکلیں بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھیں جو ان کے گھر کی بربادی کا سبب تھیں۔۔۔

سلطان اپنے رشتوں کے معاملے میں ہمیشہ سے بہت پوزیسو تھا۔۔۔

اور اپنی دادی پر جان دینے والا۔۔۔ انہوں نے اس کی نظروں میں

سکینہ بیگم اور ان کی بیٹیوں کا ایسا امیج بنا دیا تھا کہ وہ ان کا ذکر بھی سننا

پسند نہیں کرتا تھا۔۔۔ بچپن سے اس کے دل میں ڈالی گئی نفرت

جوانی کی دہلیز پر پہنچتے پختگی اختیار کر گئی تھی۔۔۔

اس کی نفرت اتنی شدید تھی کہ جب اسے پتا چلا تھا کہ فیروز لاشاری

اور ریاض لاشاری ان لوگوں کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں تو

وہ ان سے بھی لڑ گیا تھا۔۔۔ اس نے سختی سے ایسا کرنے سے منع

کر دیا تھا سب کو۔۔۔ واضح طور پر سب کو بتا دیا تھا کہ وہ ان لوگوں کو اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔

جس کے بعد کچھ وقت کے لیے ان دونوں نے اپنی تلاش ترک کر دی تھی۔۔۔

بتول بیگم پر ہوئے فالج کے اٹیک گھر والوں نے اس پر جو انکشاف کیا تھا وہ اسے ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔ اس کے چچا کی بیٹی جن کا وہ نام بھی سننا پسند نہیں کرتا تھا۔۔ وہ اس کے نکاح میں تھی۔۔۔

سکینہ چچی ویسی نہیں تھیں جیسا اس کی دادی نے اسے بتایا تھا۔۔۔

سلطان ان سب باتوں پر یقین نہیں کر پایا تھا۔۔۔ نکاح نامے کو دیکھنے

کے بعد وہ اس نکاح کو تو نہیں ٹھکرا پایا تھا۔۔ مگر اپنی دادی کی دی جانے والی قسم کے آگے وہ گھر والوں کی کہی جانے والی باتیں اگنور کر گیا تھا۔۔۔۔

اسے محسوس ہوتا تھا کہ اس کی دادی بنا بولے اذیت بھری آنکھوں سے اسے ان لوگوں کو واپس لانے کا کہتی تھیں۔۔ اسے ان لوگوں سے اتنی نفرت تھی کہ وہ اپنی دادی کی وہ منت بھری نظریں بھی یہی سمجھ کر اگنور کر دیتا تھا کہ وہ سکینہ بیگم کے اتنے برے برتاؤ کے بعد بھی انہیں معاف کر کے گلے لگانا چاہتی ہیں۔۔۔ مگر سلطان

لاشاری اپنوں کو اذیت دینے والوں کو معاف کر کے گلے لگانے کی سوچ نہیں رکھتا تھا۔۔

بتول بیگم کے علاج کے لیے اس نے دنیا کا کوئی ڈاکٹر نہیں چھوڑا تھا۔۔۔ پھر بھی ان کی طبیعت میں کسی قسم کا سدھار نہیں آرہا تھا۔۔ جس گھر میں بہت مشکل سے خوشیاں آتی تھیں۔۔۔ وہاں اب ہر طرف سے غم کی چادر آن ٹھہری تھی۔۔۔ بتول بیگم کی اذیت ان سب کو اذیت سے دوچار کر رہی تھی۔۔۔

جب انہیں دنوں سلطان لاشاری کے خلاف گمنام لڑکی کے نام سے پہلا آرٹیکل چھپا تھا۔۔۔ جس میں اس کے خلاف بہت غلط باتیں

لکھی گئی تھیں۔۔ جنہوں نے اس کی پارٹی کو کافی نقصان بھی پہنچایا تھا۔۔۔ سلطان نے اس انسان تک پہنچنے کا ہر حربہ آزمایا تھا مگر چینل بند کرنے اور اس کے پورے سٹاف کو اریسٹ کروانے کے بعد بھی اس گمنام لکھاری کے حوالے سے اسے کچھ پتا نہیں چل پایا تھا۔۔۔

جس بات نے اتنے وقت سلطان کو طیش دلائی رکھا تھا۔۔۔

ایک پریشانی ہٹی نہیں تھی کہ تیمور کے ساتھ ہوئے حادثے نے سلطان لاشاری جیسے مضبوط اعصاب کے مالک انسان کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ آخر ایسا کونسا دشمن تھا اس کا۔۔ جو اتنے خفیہ طریقے سے اس پر وار کر رہا تھا۔۔۔ اگر اس لڑکی نے

صرف تیمور کو مارنا ہوتا تو وہ کہیں اور بھی مار سکتی تھی۔۔۔ مگر اس کے فارم ہاؤس پر یہ کر کے اسے بھی ساتھ نشانہ بنایا گیا تھا۔۔۔

سلطان سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی لڑکی اس کے خلاف اتنی جرأت کر سکتی ہے۔۔ مگر اس کمرے میں گرے ٹاپس اور پھر شہوار کو نیوز پر دیکھ اس کے زہین دماغ نے اس کی توجہ اس لڑکی کی جانب مبذول کروادی تھی۔۔۔

جس کا وہ نیوز دیتا انداز باقی لوگوں سے بہت مختلف تھا۔۔۔ ایک پرجوش انداز اور آنکھوں میں اس کا اور تیمور کا نام لیتے وقت ابھرتی ناگواری وہ نظر انداز نہیں کر پایا تھا۔۔۔

وہ لڑکی پہلی نظر میں ہی اسے خاص لگی تھی۔۔۔

ایک عجیب سی کشش تھی جو پورا راستہ وہ اس لڑکی کے اوپر اپنی نظریں گاڑھے رہا تھا۔۔۔ بہت بار وہ اپنے اوپر پڑتی نظروں کی تپش پر گھبرا کر اس کی جانب دیکھتی تھی۔۔۔ لیکن اسے نہیں پکڑ پائی تھی۔۔۔ اسے اس لڑکی کی زہین آنکھوں میں الجھن نظر آئی تھی۔۔۔

وہ اسے روم میں بیٹھا کر جب اپنے اصل حلیے میں وہاں آیا تو اس لڑکی کی آنکھوں میں بے ساختہ اٹھتی ستائش کے اگلے ہی پل ان میں ابھرتی نفرت بھی نوٹ کر گیا تھا۔۔

جس بات نے اسے بہت حیران کیا تھا۔۔۔یہ لڑکی اسے پہلی بار مل رہی تھی پھر اتنی شدید نفرت کیسے ہو سکتی تھی اس سے۔۔۔ وہ بہت بار اپنی آنکھوں کے تاثرات نارمل کرنے کی کوشش کرتی پھر سے ان میں نفرت کی جھلک دکھا جاتی تھی۔۔۔

سلطان لاشاری کو اس نفرت نے اس لڑکی کے آگے مزید بے رحم بنا دیا تھا۔۔۔اور سب سے زیادہ نفرت اسے ان نیلی آنکھوں سے محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔اس کی چچی اپنی بیٹیوں کو لے کر جب اس گھر سے گئی تھی تو وہ اتنا بڑا نہیں تھا۔۔۔ مگر اس کے تصور میں دو معصوم سی نیلی آنکھیں آج بھی زندہ تھیں۔۔۔۔جن سے پچھلے

اتنے برس اس نے جتنی نفرت کی تھی۔۔۔وہ نفرت غصے کی انتہا پر پہنچتا وہ اس لڑکی پر نکال گیا تھا۔۔۔

اگر دلاور اسے نہ روکتا تو شاید وہ اس لڑکی کی سانسیں چھین لیتا۔۔۔۔ صرف ان نیلی آنکھوں سے نفرت کے باعث۔۔۔

وہ لڑکی اتنے حواسوں میں تھی ہی کہ دلاور کی آواز سن پائی تھی۔۔۔ جس کے بعد سلطان نے اس پر نظر رکھنے کے لیے دلاور بن کر اس سے خیر خواہی دکھائی تھی۔۔۔

جس میں وہ کامیاب بھی ہوا تھا۔۔۔وہ لڑکی اسے دیوار سمجھ کر جاتے جاتے اس کے خلاف بول گئی تھی۔۔۔

اسے اس لڑکی کی اس دلیری پر حیرت بھی ہوئی تھی جس نے سلطان لاشاری کے خوف سے بالاتر ہو کر اس کے گارڈ کے سامنے اس کی برائی کی تھی۔۔۔ اگلے روز پھر سے شائع ہونے والا آرٹیکل سلطان لاشاری کو پھر سے بپھرا کے رکھ گیا تھا۔۔

حسام شاہ جیسے بندے نے جس طرح رو رو کر اپنی صفائی دی تھی۔۔۔ سلطان یقین نہیں کر پایا تھا کہ یہ کام کوئی عام سی لڑکی کر سکتی ہے۔۔

وہ اپنی ریسرچ پہلے ہی شہوار کے پیچھے شروع کر چکا تھا۔۔۔

شہوار کے یاسمین قیوم کے گھر پر چھپ کر انٹر ہونے والی حرکت سے واقف تھا۔۔ اس کے کہنے پر ہی اس کے گارڈز نے ہی انہیں

گھسنے دیا تھا۔۔۔ورنہ وہاں اسکی بھیجی گئی ملازمین کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

شہوار کا چھپ کر ویڈیو ریکارڈ کرنا اور دلاور کو اپنے ساتھ مل کر کام کرنے کا کہنا اس کے شک کو یقین میں بدل گیا تھا کہ یہی وہ گمنام لکھاری تھی اور شاید حملہ آور بھی۔۔۔

اسی دن سلطان کو اس کے آدمیوں نے شہوار کی ساری معلومات پہنچا دی تھی۔۔۔جو دیکھ اس کی نفرت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔اس کی دادی ان لوگوں کے بارے میں جو کہتی تھیں وہ ویسی ہی نکلی تھیں۔۔۔یہ لڑکی اگر اس کے نکاح میں نہ ہوتی تو وہ ضرور اسے ختم

کروادیتا۔۔۔ مگر سلطان لاشاری کی منکوحہ ہونے کی وجہ سے اسے مہلت مل گئی تھی۔۔ایک خبر جو اس کے لیے سب سے زیادہ شاکنگ تھی۔۔۔وہ اس کاشی بٹ جیسے غنڈے کے آگے اس عام سی لڑکی کو مروانے کے لیے دی جانے والی وہ بھاری رقم تھی۔۔۔

اس رات وہ اسے خوفزدہ کرنے اور یہاں سے جانے کے لیے مجبور کرنے آیا تھا۔۔۔

مگر اس کی سانسوں کو چھوتے۔۔اس کے لمس کی خوشبو اپنے اندر اتارتے وہ عجیب سے احساسات میں گھر گیا تھا۔۔۔ مگر دل اس کو قبول کرنے کو پھر بھی تیار نہیں ہوا تھا۔۔۔

اسے لگا تھا وہ چلی جائے گی۔۔۔ مگر اگلے دن اس کا اس خطرناک علاقے میں کیا جانے والا لائیو دیکھ وہ فوری طور پر دلاور کے حلیے میں وہاں پہنچا تھا۔۔ مگر اس کے پہنچنے سے چند لمحے پہلے اسے مارنے کے لیے بھیجے گئے غنڈے اس پر حملہ آور ہو چکے تھے۔۔۔

اسے خون میں لت پت زمین پر گرا دیکھ وہ کیسے اس تک پہنچتا اسے ہاسپٹل پہنچانے میں کامیاب ہوا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔۔ زندگی میں پہلی بار دل میں ایک درد سا اٹھا تھا۔۔۔ جسے دباتا وہ پھر سے اپنی نفرت کو آگے کر گیا تھا۔۔۔ اس کا ارادہ شہوار کو اپنے گھر والوں کے سامنے لانے کا نہیں تھا۔۔۔

مگر فیروز لاشاری بھی شہوار کے سچ تک پہنچ چکے تھے۔۔۔اور پھر سب گھر والوں کے ساتھ ساتھ بتول بیگم کو بھی شہوار کے مل جانے پر خوش ہوتے دیکھ وہ انہیں اس سے دور نہیں رکھ پایا تھا۔۔۔

وہ مشینوں میں جکڑی لڑکی جس کو بہت بری طرح سے زخمی کیا گیا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں اس درد کی وجہ سے اتنی تکلیف نہیں دیکھی تھی سلطان نے جتنی اپنے گھر والوں اور خاص کر حشمت لاشاری کو دیکھتے ابھرتی محسوس کی تھی اس نے۔۔۔۔وہ باہر کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔۔۔

شہوار کی حالت بگڑنے پر وہ بھاگ کر اندر آیا تھا۔۔۔اس کا بے اختیار ہو کر اندر آنا حشمت لاشاری نے بہت غور سے نوٹ کیا تھا۔۔۔ حشمت لاشاری جو یہ سمجھ رہا تھا کہ شہوار کو سلطان لاشاری قبول نہیں کرے گا۔۔۔اس کی فکر دیکھ نے حشمت لاشاری کو پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا۔۔۔

سلطان لاشاری خود بھی اپنے اس بے اختیاری پر حیران ہوتا اس کے بعد خود کو محتاط کر گیا تھا۔۔وہ جان بوجھ کر اس سے برا رویہ رکھتا تھا۔۔۔جبکہ اندر ہی اندر اس لڑکی کی اپنے لیے نفرت سے خائف بھی تھا۔۔۔

شہوار کی نفرت دیکھ اسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ گھر والوں کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے۔۔۔اس لیے اسے وارن کرنے کے لیے اپنے روم میں بلایا تھا۔۔۔مگر وہ بے دھیانی میں اس کے زخم کو ہرٹ کر بیٹھا تھا۔۔۔اسی دوران آئمہ کو دیکھ کر شہوار کا اپنے قریب ہونا بھی نوٹ کیا تھا۔۔۔

جو بات اسے بہت عجیب لگی تھی۔۔۔

جو لڑکی اس سے نفرت کرتی تھی وہ بھلا اس کے کسی اور لڑکی سے بات کرنے پر کیوں غصے کا شکار ہو رہی تھی۔۔

ہاسپٹل میں اس نے جان بوجھ کر شہوار کے آگے آئمہ کو اہمیت دی تھی۔۔ جس کے جواب میں شہوار کاری ایکشن اسے شاک کر گیا تھا۔۔۔ وہ اس سے نفرت کرنے کے باوجود اس پر کسی اور کا حق برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

اس کا یہ جنونی انداز سلطان لاشاری کو اپنی جانب مائل کرنے لگا تھا۔۔ شہوار کی آنکھوں کی اذیت اسے بتول بیگم کی باتوں کو جھٹلانے پر مجبور کرنے لگی تھی۔۔۔ اس نے نہ ہی بتول بیگم سے کچھ پوچھا تھا اور نہ انہوں نے حقیقت اس کے سامنے رکھی تھی۔۔۔ انہیں خوف تھا کہ ان کا پوتا ان سے بدظن ہو جائے گا۔۔۔

سلطان نے اپنے طریقے سے اصل حقیقت پتا لگوانے کی کوشش شروع کر دی تھی۔۔۔ جس میں شہوار کی جو اذیت بھری زندگی اس کے سامنے آئی تھی وہ اس درد کی شدت برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔۔

ان نیلی آنکھوں سے کی جانے والی شدید نفرت کب شدید محبت میں بدلنے لگی تھی اسے پتا ہی نہیں چلا تھا۔۔۔

اسے یہی خوف تھا کہ وہ ان نیلی آنکھوں کی نفرت کا مقابلہ کیسے کرے گا۔۔ مگر اسے دلاور سمجھ کر سلطان لاشاری کا خیال رکھنے والا شہوار کا کیا جانے والا میسیج اسے اس لڑکی کا مزید دیوانہ بنا گیا تھا۔۔۔

اس پر یہ بات بھی پوری طرح سے کھل گئی تھی کہ تیمور پر حملہ کرنے والی بھی شہوار ہی تھی۔۔۔ شہوار کے قریبی لوگوں میں صرف ندا ہی تھی۔۔۔ جسے بغیر کوئی نقصان پہنچاہے اس نے اٹھوایا تھا۔۔۔ لیکن اس لڑکی سے بھی سلطان کو کوئی خاص معلومات نہیں مل سکی تھی۔۔ سکینہ بیگم کی موت تو بہت پہلے ہی کنفرم ہو چکی تھی۔۔۔

مگر اسے کنزا کا کہیں پتا نہیں چل رہا تھا۔۔۔ اس نے شہوار سب پوچھنے کی کوشش بھی کی تھی۔۔۔۔ جس کے جواب میں شہوار کی

نفرت میں اضافہ ہوتے دیکھ اسے لگا تھا شاید کنزا کے ساتھ کچھ غلط ہو چکا ہے۔۔۔

وہ جو اس لڑکی سے پہلے نفرت کا دعوے دار تھا وہ اس کے آگے اپنے دل کو ایسے ہارتا ہوا محسوس کرنے لگا تھا کہ لائبہ کے ساتھ شہوار جو اپنی نفرت میں کرنے جا رہی تھی۔۔۔ وہ جان کر بھی اسے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔

اسے یہی لگ رہا تھا کہ اب اس کے حصار میں ہونے کی وجہ سے شہوار کو نقصان پہنچانے والا پیچھے ہٹ چکا ہے۔۔ مگر اس رات ہوٹل میں لگی آگ اور شہوار کے خطرے میں ہونے کا سن کر سلطان

لاشاری پر جو انکشاف ہوا تھا۔۔۔وہ اس جیسے مغرور انسان کے لیے بہت بھاری تھا۔۔۔

وہ اس لڑکی سے اتنی شدید محبت کرنے لگا تھا کہ اس کی جان بچانے کی خاطر اپنی جان کی پرواہ بھی نہیں کی تھی۔۔۔اس کا دل اس لمحے اسے یہی کہہ رہا تھا کہ یا تو شہوار کو بچالیں یا پھر خود بھی اسی آگ کا شکار ہو جائے۔۔۔کیونکہ اب ان نیلی آنکھوں کے بغیر رہنے کا تصور بہت اذیت ناک تھا۔۔۔۔

چاہے وہ اس سے نفرت کرتی تھی۔۔۔ اسے اپنا سب سے بڑا دشمن مانتی تھی۔۔۔ مگر سلطان لاشاری ساری زندگی اس کی اس نفرت کو سینے سے لگا کر رہنے پر بھی تیار تھا۔۔۔

جو باتیں شہوار اس کے سامنے نہیں کرتی تھی وہ دلاور بن کر وہ ساری باتیں اس سے پوچھتا تھا۔۔۔ اور وہ اچھے بچوں کی طرح بتا بھی دیتی تھی۔۔۔ سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ سننے کو ملی تھی کہ سلطان لاشاری اسے مارنا چاہتا ہے۔۔۔ اس کی یہ سوچ بہت دردناک تھی سلطان کے لیے۔۔۔

لیکن پھر اس حادثے کے بعد اس نے شہوار کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت کی جگہ وہی خوبصورت رنگ نکھرتے دیکھے تھے۔۔۔ جن کا وہ شدت سے خواہشمند ہو گیا تھا۔۔۔

وہ اس انسان کو ڈھونڈنے کے لیے سرگرم ہو گیا تھا جو شہوار کو مارنا چاہتا تھا۔۔۔ تب اس کے سامنے حشمت لاشاری آیا تھا۔۔۔ کنیز بی بی کے مل جانے کے بعد شہوار کی پوری زندگی کھل کر اس کے سامنے آگئی تھی۔۔۔ تیمور کی درندگی جان کر سلطان غصے سے پاگل ہو اٹھا تھا۔۔۔

وہ شہوار کے تمام مجرموں کو ثبوتوں کے ساتھ سامنے لانے کے لیے اپنی دن رات ایک کر چکا تھا۔۔۔ مگر جواب میں اس لڑکی نے غصے میں اس پر جو الزام لگائے تھے اس کے بعد اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب اس لڑکی کے سامنے ایک بار ہی آئے گا اور اس کی تمام اذیتوں کا مداوا کر کے اس کے سامنے اپنی محبت کا اقرار کرے گا۔۔۔

لیکن جس طرح وہ اسے دلاور سمجھ کر اس کی خیریت دریافت کرنے کی کوشش کرتی تھی۔۔۔ اپنی محبت کو اس سے چھپانے کی خاطر کی

جانے والی اس لڑکی کی یہ معصوم حرکتیں اسے پوری طرح سے گھائل کر چکی تھیں۔۔۔

دلاور کے اس حوالے نے اس کا بہت فائدہ کیا تھا۔۔۔

مگر اب اس سچائی کے سامنے آنے پر اپنی بیوی کے تیور دیکھ سلطان لاشاری اس چھوٹی سی لڑکی کی ناراضگی سے اچھا خاصہ خوفزدہ ہو چکا تھا۔۔۔

جو بہت ہی دھونس اور استحقاق کے ساتھ اس کی زندگی میں آکر اپنا آپ منوا گئی تھی۔۔۔

سلطان اس کے ہوش میں آنے کا شدت سے منتظر تھا اسے یہ بتانا تھا کہ وہ جو یہ سمجھتی تھی کہ وہ سلطان لاشاری کی لسٹ میں سب سے آخر پر بھی نہیں تھی۔۔۔۔وہ اب سب سے اول درجے پر آچکی تھی۔۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اس کے حواس آہستہ آہستہ بیدار ہو رہے تھے۔۔اسے محسوس ہوا تھا جیسے اسے ٹھیک سے سانس نہ آرہی ہو۔۔۔مگر جیسے ہی اس کے حواس پوری طرح سے بیدار ہوئے اپنے ہونٹوں کو اس شخص کی

شدت بھری گرفت میں مقید دیکھ اس کی دھڑکنیں بے قابو ہوئی تھیں۔۔۔

وہ شخص بہت ہی نرمی اور محبت کے ساتھ اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈیلتا اس کے اوپر پوری طرح سے چھایا ہوا تھا۔۔۔اس کے انداز میں بے خودی اور بے تابی تھی۔۔۔جیسے نجانے کتنے وقت سے ان سانسوں کو چھونے سے خود کو روک رکھا ہو۔۔۔

شہوار اس کی جان لیوا قربت اور سانسوں میں اترتی خوشبو کو محسوس کرتی اس کی شدتوں میں بہنے لگی تھی جب اپنے بے ہوش ہونے کی

وجہ یاد آتے وہ غصے سے پاگل ہوتی اس کے دونوں کندھوں پر دباؤ ڈالتی اسے خود سے دور دھکیل گئی تھی۔۔۔

سلطان اس کو پوری طرح سے ہوش میں آتا دیکھ لبوں پر دلفریب مسکراہٹ سجاتا اس کی سانسوں کو روانی بخش گیا تھا۔۔کچھ لمحوں تک تو وہ بول پانے کے قابل ہی نہیں رہی تھی۔۔

"دور رہیں مجھ سے سلطان لاشاری۔۔۔ آپ دنیا کے سب سے بڑے دھوکے باز انسان ہیں۔۔"

اپنی سانسوں کو بحال کرتے وہ خفگی کا اظہار کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے اعتراض برتے ہوئے تھی۔۔ سلطان لاشاری ان نیلی آنکھوں کا نظر انداز کرنا برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔۔

بہت چھوٹ ملی تھی انہیں۔۔۔ اب مزید نہیں۔۔۔ اس کی دونوں کلائیوں کو اپنی گرفت میں لیتا وہ باری باری اس کی دونوں آنکھوں پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔۔

"دور رہنا ناممکن ہے اب۔۔۔ بہت چھوٹ ملی ہے تمہیں اب مزید نہیں۔۔۔"

سلطان اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتے ایک بار پھر سے اسے ہپنوٹایز کر دیا تھا۔۔۔وہ یک ٹک اسے تکے گئی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ یہ شخص جس سے اس نے کبھی سب سے زیادہ نفرت محسوس کی تھی وہ اس کے لیے اتنا ضروری ہو جائے گا۔۔کہ اس کے بغیر جینے کا تصور بھی ناممکن لگے گا۔۔۔۔

وہ اسے جتنا غلط سمجھتی آئی تھی اور وہ کتنا بہترین شخص نکلا تھا۔۔

"شہوار اگر آج تم روئی یا بے ہوش ہوئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔"

سلطان لبوں سے اس کے گالوں پر لڑھک آئے آنسو چنتا وارننگ دیتے بولا تھا۔۔۔ اس لڑکی نے اب تک بہت اذیت جھیلی تھی اب وہ اسے اتنی خوشیاں دینا چاہتا تھا کہ وہ اپنے سارے غم بھول جاتی۔۔۔ اسے یاد رہتا تو بس یہی کہ وہ سلطان لاشاری کی اولین ترجیح ہے۔۔۔

"آپ تو مجھ سے نفرت کرتے تھے نا۔۔۔ آپ کو میرا اس گھر میں رہنا بھی پسند نہیں تھا۔۔۔ پھر آپ نے یہ سب کیوں کیا میرے لیے۔۔۔ میں تو کبھی بھی آپ کے ساتھ اچھے سے پیش نہیں آئی۔۔ آپ کے خلاف اتنا کچھ کیا۔۔۔ آپ کا نام خراب کرنے کی کوشش

کی۔۔ آپ کو میری وجہ سے اتنی مخالفت سہنی پڑی۔۔۔ اس سب کے باوجود آپ اپنے سب گھر والوں سے لڑ گئے"

شہوار نگاہیں نیچے کیے خود کو رونے سے روکتی بہت مشکل سے اپنی بات مکمل کر پائی تھی۔۔۔ سلطان لاشاری کی دھمکی سے وہ آج بھی اتنی ہی خوفزدہ تھی جتنی پہلے دن ہوئی تھی۔۔۔

کچھ لمحے اس کی جانب دیکھتے رہنے کے بعد سلطان اسے دونوں کندھوں سے تھام کر بیٹھا گیا تھا۔۔۔

"سب کچھ بتاؤں گا مگر یہاں آنا ہو گا تمہیں۔۔۔"

سلطان نے اسے اپنی پناہوں میں آنے کا کہا تھا۔۔۔ جس پر شہوار کی رنگت ایک دم سے لال ہوئی تھی۔۔ جو دیکھ سلطان اسے بانہوں میں اٹھاتا اس کے نازک وجود کو اپنی گود میں بیٹھا گیا تھا۔۔۔ شہوار نے اپنی عادت کے مطابق اس کے کالر کو اپنی مٹھی میں مضبوطی سے جکڑ لیا تھا۔۔۔ جو دیکھ سلطان نے دھیرے سے اس کی گداز انگلیوں کو چوم لیا تھا۔۔۔

اس لڑکی کی ادائیں پہلے دن سے ہی بہت قاتلانہ لگی تھیں اسے۔۔۔

اس کی حسین زلفوں میں اپنا چہرا چھپائے وہ اس کا سر اپنے دل کے مقام پر رکھے اسے اپنی دھڑکنوں سے آگاہی دیتا وہ پہلے دن سے لے

کر اب تک کی ساری حقیقت بیان کر گیا تھا۔۔۔ جو سنتے شہوار اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی۔۔۔ وہ سلطان لاشاری کے لیے اتنی اہم ہو چکی تھی۔۔۔ یہ خوشی اتنی زیادہ تھی کہ اس کا دل برداشت ہی نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

خوشی کے آنسو تھے جو بہتے ہی چلے جا رہے تھے۔۔۔

"تم سے دور رکھنے کی خاطر اتنے سال مجھ سے میرے نکاح کی حقیقت چھپائی گئی تھی۔۔۔ میرے دل میں تمہارے لیے اتنی نفرت بھر دی گئی تھی کہ تمہارے اپنے نام سے جڑے ہونے کے بارے میں جان کر بھی تمہیں قبول نہیں کر پایا تھا۔۔۔ سب سے

پہلے تمہاری شدید نفرت نے مجھے تمہاری جانب راغب کیا تھا۔۔ پھر آہستہ آہستہ تمہاری معصومیت اور ان نیلی آنکھوں میں ہر وقت ہلکورے لیتی اذیت نے سلطان لاشاری کو کسی اور قابل ہی نہیں چھوڑا تھا۔۔۔ اتنی شدید محبت کرنے لگا تھا تم سے کہ اس رات تمہارے آگ میں پھنسے ہونے کا سن کر مجھے اپنی ہستی فنا ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔ یہ دل بھی حرکت کرنا چھوڑنے کی والا تھا جب میرے پروردگار کو مجھ پر رحم آگیا تھا۔۔ اور تمہیں واپس سے مجھے سونپ دیا گیا تھا۔۔ تمہیں سینے سے لگاتے میں نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ کبھی تمہیں خود سے دور نہیں کروں گا۔۔۔ تمہاری آنکھوں سے اس اذیت کو ختم کر کے اپنی محبت کے رنگ بھروں گا۔۔۔"

سلطان نے اسے اپنی شدتوں سے آگاہی دیتے اس کے دلنشین چہرے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سجائے اس کی محبت کی داستان سنتی اپنی آنکھوں میں اس کی چاہتوں کے رنگ بھرنے سے نہیں روک پائی تھی۔۔۔اس حسین منظر کو دیکھ اپنا ضبط کھوتا وہ اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کے چہرے پر جھکا تھا اور اس کے ایک ایک نقش کو اپنے لبوں سے چھوتا چلا گیا تھا۔۔۔

اس کی کے جنونی لمس پر شہوار کو بوکھلا گئی تھی۔۔۔اس کی دھڑکنیں آؤٹ آف کنٹرول ہو چکی تھیں۔۔اسے کے کانپتے وجود کو اپنے سینے سے لگا تا وہ اپنے دل کو سکون بخش گیا تھا۔۔۔

جبکہ شہوار اس کے سینے میں چہرا چھپائے اس کی گردن میں اپنی نازک بانہیں حمائل کر گئی تھی۔۔۔

"آئم سوری۔۔۔۔"

اس کے سینے کے مقام پر اپنے لب رکھتے وہ نم آلود لہجے میں بولی تھی۔۔۔اسے وہ تمام الفاظ یاد آئے تھے جو اس نے آخری بار اسے بولے تھے۔۔۔

"ان ساری باتوں کا ازالہ ہو جائے گا۔۔بس میری اس بات کا جواب دے دو کیا تم مجھ پر اعتبار کرتی ہو۔۔یا میں اب بھی تمہارے اعتبار کے قابل نہیں ہوں۔۔۔اس دل تک رسائی حاصل کرنے کے لیے ابھی مزید مسافت طے تو نہیں کرنی پڑے گی۔۔۔'

اس کی دھڑکنوں کو محسوس کرتے وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔اس کی گمبھیر سرگوشیاں شہوار کی سانسوں کو اعتدال پر نہیں آنے دے رہی تھیں۔۔اس کی بات پر شہوار کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔وہ اس کی خاطر اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی نامیدی کا شکار تھا۔۔۔

یہ انسان جسے وہ دنیا کا سب سے بے رحم انسان مانتی تھی وہ تو اس کے لیے سب سے زیادہ مہربان ثابت ہوا تھا۔۔۔ اگر وہ نہ ہوتا تو ان ظالموں نے نجانے کیا سلوک کرنا تھا اس کے ساتھ۔۔۔

"دلاور بن کر سب کچھ پوچھ تو چکے ہیں مجھ سے۔۔ اتنا عرصہ بے وقوف بنائے رکھا مجھے۔۔۔"

شہوار کی شرمندگی اور خفت کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔

"تم نے سوچ بھی کیسے لیا سلطان لاشاری اپنے کسی گارڈ کو اتنی چھوٹ دے گا کہ وہ اس کی بیوی کے ساتھ بات کر سکے۔۔۔ اس کی دل کی

باتیں جان سکے۔۔۔ ویسے اس دن دلاور کو میرے بخار میں ہونے کا بتانے اور خیال رکھنے کا کہنے کے بجائے تم خود آجاتی میرے پاس تو یہ صلح بہت پہلے ہی ہو جانی تھی۔۔۔ ایسے ہی اتنی لمبی جنگ چھڑی رہی۔۔۔ اور مجھے اتنا لمبا انتظار کرنا پڑا۔۔۔"

اس کی بات پر شرم سے لال پڑتے اس نے سلطان کو گھورا تھا۔۔۔ جو اپنی اس حرکت پر شرمندہ ہونے کے بجائے ڈھٹائی سے مسکراتا اسے شرمندہ کر رہا تھا۔۔۔

لیکن اس کی آخری بات شہوار کو سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔

"انتظار کس بات کا۔۔۔؟؟"

شہوار نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس کے جواب میں سلطان کی آنکھوں میں اترتی بے باکی اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔۔

بے اختیار اسے اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تھا۔۔۔ وہ ایک دم سے اس کا حصار توڑتی نیچے اتری تھی۔۔۔

"آپ نے اپنے گارڈ کو کیوں روکا مجھے جانے دینے سے۔۔۔ اسے کہیں گیٹ کھولے۔۔۔"

اس کی آنکھوں کے گستاخ تیور شہوار کے پورے وجود میں سنسنی دوڑا گئے تھے۔۔۔ اس کی بات سنتا وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔

"اب ہمیشہ کے لیے تمہارا ٹھکانہ لاشاری منزل اور سلطان لاشاری کا دل ہے۔۔۔ جہاں سے نکل پانا ناممکن ہے اب۔۔۔"

سلطان کو اپنی جانب آتا دیکھ وہ الٹے قدموں پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔ اس شخص کی آنکھوں میں وارفتگی بھری چاہت دیکھ شہوار کی آنکھوں میں سکون اترنے لگا تھا۔۔۔ اس شخص کی وجہ سے وہ اس گھر میں بھی رہنا قبول کر گئی تھی۔۔ وہ اتنا عزیز ہو چکا تھا اسے۔۔۔ جس وقت کوئی اس پر اعتبار کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔ تب سلطان لاشاری اس نے اس کے ساتھ کھڑے ہو کر اس کا ساتھ دیا تھا۔۔ وہ کیسے اس کا بڑھا ہاتھ دھتکار دیتی۔۔۔ اس نے اپنی پوری زندگی بہت

اذیت میں کاٹی تھی۔۔۔وہ اب اس شخص کی سنگت میں زندگی کی تمام خوشیوں کشید کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"میری بات کا جواب نہیں دیا تم نے۔۔کیا سلطان لاشاری اپنی بیوی کی نظروں میں اب بھی اعتبار کے قابل نہیں ہے۔۔۔"

اس ایک بات نے اس کا سکون برباد کر رکھا تھا۔۔۔وہ اس کے لبوں سے سن کر اپنا سکون واپس چاہتا تھا۔۔۔

اس کے قریب پہنچتے وہ اس کے نازک وجود کے گرد دونوں بازو جما گیا تھا۔۔۔

"سلطان لاشاری کی بیوی کو اس پر اپنے آپ سے بھی بڑھ کر اعتبار ہے۔ مگر اس کی بیوی کو ایک شکوہ بھی ہے اپنے شوہر سے۔۔"

اس کے گریبان کو اپنی مٹھیوں میں جکڑے وہ ایک ادا سے بولتی سلطان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔۔وہ اس نیلی آنکھوں والی پیاری لڑکی پر دل و جان سے قربان ہوا تھا۔۔۔

"کیسا شکوہ۔۔؟؟"

اس کے دونوں گالوں کو باری باری چومتے اس کی نگاہوں کا فوکس شہوار کا دائیاں کندھا تھا۔۔۔جبکہ اس کا فوکس نوٹ کرتی وہ کانپ گئی تھی۔۔۔

"اگر اس گمنام لکھاری کا آج صبح شائع ہونے والا آرٹیکل پڑھ لیتے نا تو یہ سوال نہ پوچھنا پڑتا۔۔۔"

شہوار نے خفگی کا اظہار کرتے اس پر اپنی طرف سے انکشاف کیا تھا۔۔۔اس نے آج صبح ہی سلطان کے حوالے سے ایک اور آرٹیکل لکھا تھا۔۔۔ جس میں اس شخص کی وہ تمام خوبیاں بیان کی تھیں جس کی وہ گرویدہ ہو چکی تھی۔۔۔ جس میں اس نے واضح لکھا تھا کہ وہ اس پر اپنے آپ سے بھی بڑھ کر اعتبار کرتی تھی۔۔

اس نے اپنے دل کا ہر اقرار اس آرٹیکل میں لکھ دیا تھا۔۔۔

"آرٹیکل تو میں پڑھ چکا ہوں۔۔۔ مگر ابھی ان لبوں سے اقرار کروانا تھا مجھے۔۔۔"

وہ شوخی سے مسکراتا اپنی معصوم سی بیوی کو ایک اور شاک سے دوچار کر گیا تھا۔۔۔

"آپ کتنے بھرے دھوکے باز انسان ہیں۔۔۔۔ مجھے کوئی بات نہیں کرنی آپ سے۔۔۔۔"

شہوار بار بار بے وقوف بنائے جانے پر اب سچ میں خفگی کا شکار ہوئی تھی۔۔۔

"میرا ابھی فلحال بات کرنے کا کوئی موڈ نہیں ہے۔۔"

اس کے لبوں پر جھکتا وہ اس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔۔۔اس کے لمس میں اس بار اتنی شدت تھی کہ شہوار کو لگا تھا اس کی سانسیں رک جائیں گی۔۔۔

"سلطان۔۔۔۔"

اس کا لمس ہونٹوں سے ہوتا اس کی گردن پر آن ٹھہرا تھا۔۔۔

"اپنی محبت کے رمز سے آشنا کر کے تمہاری پچھلی زندگی کی پرچھائیوں کو بھی تمہارے قریب نہیں بھٹکنے دوں گا۔۔۔میرا وعدہ ہے تم سے۔۔سلطان لاشاری کے ہوتے ہوئے اب کوئی غم تمہیں چھو نہیں پائے گا۔۔۔"

سلطان اس کے وجود کو اپنی محبت کے رنگوں سے مہکاتا شہوار کے لبوں پر آسودگی بھری مسکراہٹ بکھیر گیا تھا۔۔۔ اسے پورا یقین تھا کہ اب اس کی زندگی اتنی ہی روشن اور خوشیوں بھری ہونے والی تھی۔۔۔لبوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے وہ اپنے آپ کو اس کی پناہوں میں کے سپرد کر گئی تھی۔۔اسے بہت ہی محبت اور عقیدت بھرے انداز میں خود میں سمیٹتا وہ اس کی باقی ہر بات بھلاتا اس کی سانسوں میں اپنے نام کی گونج سننے لگا تھا۔۔۔

ختم شد۔۔۔۔۔